اللؤلؤ والمرجان

فی ما اتفق علیه الشیخان

دُوم

—— مُرتّب ——

محمد فواد عبد الباقی

—— مُترجم ——

سید شبیر احمد

بسم الله الرحمٰن الرحيم

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ج

وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ جس کو وہ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور درود و سلام اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور ان کو دین و حکمت کی تعلیم دی ـــــــ

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ہم اس کتاب کا دُوسرا حصّہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ـــــــ ہم نے اہتمام کیا ہے کہ اس کتاب کی کتابت و طباعت اعلیٰ درجہ کی ہو اور اُمید کرتے ہیں کہ قارئین اس کو پسند فرمائیں گے

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہم سب کو اس کے پڑھنے اور نیک راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے ـــــــ

ہم ان سب دوستوں کے شکرگزار ہیں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

والسلام

ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفصّل فہرست کتب و ابواب اللؤلؤ والمرجان

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۶۰	باب ۱۲ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۱۹۵
۲۶۱	باب ۱۳ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۱۹۷
۲۶۲	باب ۱۴ ام زرع کی کہاوت	۲۰۰
۲۶۳	باب ۱۵ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل	۲۰۲
۲۶۴	باب ۱۶ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۲۰۴
۲۶۵	باب ۱۷ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل	۲۰۴
۲۶۶	باب ۱۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل	۲۰۵
۲۶۷	باب ۲۲ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل	۲۰۵
۲۶۸	باب ۲۳ حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے کچھ لوگوں کے فضائل	۲۰۶
۲۶۹	باب ۲۴ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل	۲۰۷
۲۷۰	باب ۲۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل	۲۰۷
۲۷۱	باب ۲۸ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل	۲۰۸
۲۷۲	باب ۲۹ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل	۲۰۹
۲۷۳	باب ۳۰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل	۲۱۰
۲۷۴	باب ۳۱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض فضائل	۲۱۰
۲۷۵	باب ۳۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل	۲۱۰
۲۷۶	باب ۳۳ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل	۲۱۱
۲۷۷	باب ۳۴ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل	۲۱۲
۲۷۸	باب ۳۵ حضرت ابوہریرۃ دوسی رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل	۲۱۳
۲۷۹	باب ۳۶ اہل بدر رضی اللہ عنہم کے بعض فضائل اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کا واقعہ	۲۱۳
۲۸۰	باب ۳۸ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہما کے بعض فضائل	۲۱۴
۲۸۱	باب ۳۹ اشعری قبیلہ سے تعلق رکھنے والوں کی فضیلت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔	۲۱۶
۲۸۲	باب ۴۱ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور ان کی کشتی والوں کے فضائل	۲۱۶
۲۸۳	باب ۴۳ انصار النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعض فضائل	۲۱۷
۲۸۴	باب ۴۴ انصار رضی اللہ عنہم کے سب سے بہتر خاندانوں کا بیان	۲۱۸

تم الكتاب بعون الملك الوهاب
والحمد لله رب العٰلمين

سید شبیر احمد

کتابُ الحدُود

باب۱ : چوری کی "حد" اور چوری کے نصاب کا بیان

۱۰۹۷ـــــ حدیث عائشہ ﷞ : اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : چوتھائی دینار (چرانے) پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب۸۶ الحدود: باب۱۳ قول الله تعالیٰ (والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما)

۱۰۹۸ حدیث عبداللہ بن عمر ﷞ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ڈھال ـــ جس کی قیمت تین درہم تھی ـــ کے چرانے پر (چور کا) ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب۸۶ الحدود: باب۱۳ قول الله تعالیٰ (والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما)

۱۰۹۹ـــــ حدیث ابوہریرہ ﷛ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : چور پر اللہ کی لعنت کہ وہ انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسّی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب۸۶ الحدود: باب۷ لعن السّارق اذا لم یُسَمَّ

باب۲ : چور خواہ بااثر اور صاحبِ وجاہت ہو ہاتھ ضرور کاٹا جائے گا اور حدُود کے معاملہ میں سفارش کرنے کی ممانعت

۱۱۰۰ـــــ حدیث عائشہ ﷞ : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مخزومی عورت نے چوری کی تھی اور (نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر کر دیا تھا) اہل قریش اس کے معاملہ میں سخت فکرمند تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے باہم مشورہ کیا کہ اس (سارقہ) کے بارے میں کون شخص نبی کریم ﷺ سے بات کرے، بعض

---

[1] اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چور کا ہاتھ بہر حال کاٹا جائے گا اور اسی پر تمام علمائے اہل سُنّت کا اجماع ہے لیکن نصاب پر علماء کا اختلاف ہے۔ اہلِ ظاہر کے نزدیک کوئی نصاب مقرر نہیں ہے قلیل و کثیر ہر چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جمہور کے نزدیک نصاب شرط ہے البتہ مقدارِ نصاب میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نصاب ربع دینار ہے یعنی شئے مسروقہ کی قیمت ربع دینار ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا اس سے کم قیمت چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک رُبع دینار یا تین درہم اور ابن شبرمہؒ اور ابن ابی لیلیٰؒ کے نزدیک پانچ درہم اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دس درہم نصاب ہے۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ صحیح قول امام شافعیؒ کا ہے کیونکہ یہ قول مطابق حدیث ہے۔ باقی اقوال ناقابل قبول ہیں۔ از نوویؒ مترجم

لوگوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے اگر کوئی بات کہہ سکتے ہیں تو صرف حضرت اسامہ بن زید ؓ کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ آپؐ کے پیارے ہیں، بالآخر ان لوگوں نے حضرت اسامہؓ کو اس معاملہ میں نبی کریم ﷺ سے بات کرنے پر آمادہ کیا اور حضرت اسامہؓ نے آپؐ کی خدمت میں ان کی درخواست پیش کی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تم اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ حدود (سزاؤں) میں سے کسی ایک حد کے بارے میں سفارش کرنا چاہتے ہو؟ یہ ارشاد فرمانے کے بعد آپؐ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا جس میں آپؐ نے بالآخر فرمایا: کہ تم سے پہلی اُمتیں اس وجہ سے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان کا کوئی صاحبِ حیثیت اور ذی وجاہت شخص چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اسے سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہؓ بنتِ محمدؐ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں ان کا ہاتھ ضرور کاٹ دیتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابو الیمان

باب ۴: ثیّب اگر زنا کرے تو اسے رجم کیا جائے گا

۱۱۰۱ ـــ حدیث عمر بن الخطاب ؓ: حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس میں آیت رجم بھی تھی، جسے ہم نے پڑھا، سمجھا اور یاد رکھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی حد رجم نافذ فرمائی اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی حدِ رجم نافذ کی لیکن میں ڈرتا ہوں کہ زیادہ مدت گزر جانے پر کوئی شخص یہ نہ کہہ دے کہ بخدا! ہمیں تو کتاب اللہ میں وہ آیت نہیں ملتی جس میں رجم کا حکم ہے اور ایسا کہنے کے نتیجہ میں مسلمان ایک ایسا فرض ترک کر دیں جو اللہ نے نازل فرمایا تھا اور گمراہ ہو جائیں جب کہ حدِ رجم کتاب اللہ کے مطابق محصن زانی کے لیے خواہ مرد ہو یا عورت برحق ہے بشرطیکہ گواہوں کے ذریعہ ثبوت مہیا ہو جائے یا حمل موجود ہو یا پھر مجرم خود اعتراف کر لے کہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۶ الحدود: باب ۳۱ رجم الحبلیٰ من الزنا اذا احصنت

---

[1] آیتِ رجم کے الفاظ یہ تھے: "الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة" بعد ازاں اس آیت کے الفاظ منسوخ ہو گئے اور حکم باقی رہا۔ علاوہ ازیں رجم کا حکم قرآن مجید کی رُو سے برحق ہے۔ آیۂ کریمہ (اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا ۵ النساء) "یا پھر اللہ ان کیلیے کوئی راستہ نکال دے۔" کی تفسیر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راستہ نکال دیا ہے اور وہ یہ کہ ثیّب (شادی شدہ) کو رجم کیا جائے اور کنوارے کو کوڑے مارے جائیں۔ چنانچہ مسند امام احمدؒ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی بعد ازاں جب وہ مخصوص کیفیت فرو ہوئی جو بوقت وحی آپؐ پر طاری ہوتی تھی، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "خذوا عنی، قد جعل اللہ لهن سبیلاً، الثیب بالثیب والبکر بالبکر، الثیب جلد مائة و رجم بالحجارة والبکر جلد مائة ثم نفی سنة" لو محفوظ کر لو! اللہ نے ان عورتوں کے لیے خلاصی کی راہ پیدا کر دی ہے اگر شادی شدہ شادی شدہ کے ساتھ (ارتکاب زنا کرے) اور کنوارے ایک دوسرے کے ساتھ (اس جرم کے مرتکب ہوں) تو شادی شدہ کے لیے سو کوڑے اور پتھر مارنے کی سزا ہے اور کنواروں کے لیے سو کوڑے اور اس کے بعد ایک سال کے لیے جلا وطنی کی سزا ہے۔ مرتبؒ

باب ۵ : جب کوئی شخص خود جرم زنا کا اعتراف کرلے

۱۱۰۲ــــ حدیث (ابوہریرہ و جابر ﷺ) : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپؐ کو بآواز بلند مخاطب کر کے کہنے لگا : یا رسولؐ اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپؐ نے اس کی طرف سے مُنھ پھیر لیا (لیکن اس نے پھر آپؐ کے سامنے آکر دوبارہ اعتراف زنا کیا) حتیٰ کہ اس نے یہی بات چار مرتبہ آپؐ کے سامنے دہرائی۔ چنانچہ جب وہ خود اپنے خلاف چار گواہیاں دے چکا تو آپؐ نے اسے قریب بُلایا اور دریافت فرمایا : کیا تم دیوانے ہو؟ اس نے عرض کیا : نہیں ۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا : کیا تم شادی شدہ ہو؟ عرض کیا : ہاں ۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اسے لے جاؤ اور اس پر حدِ رجم نافذ کرو۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس شخص کو رجم کرنے والوں میں مَیں بھی شامل تھا اور ہم نے اسے عید گاہ میں سنگسار کیا تھا اور جب اس پر ہر طرف سے پتھر برسنے لگے تو وہ اس مار کو برداشت نہ کر سکا اور بھاگ اٹھا حتیٰ کہ ہم نے اسے مدینہ کے سنگلاخ علاقہ میں جا لیا اور اسی مقام پر اسے سنگسار کیا۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۸۶ الحدود : باب ۲۲ لا يرجم المجنون والمجنونة

۱۱۰۳ــــ حدیث ابوہریرہ وزید بن خالد جہنی ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ اور زید بن خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اس نے عرض کیا : میں آپؐ کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپؐ ہمارا فیصلہ صرف کتابُ اللہ کے مطابق کیجیے ۔ پھر اس کا حریف اُٹھا جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا اور اس نے عرض کیا : یہ درست کہتا ہے، آپ ہمارے تنازعہ کا فیصلہ کتابُ اللہ کے مطابق کیجیے اور یارسولؐ اللہ! مجھے لب کُشائی کی اجازت دیجیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا : کہو جو کہنا چاہتے ہو۔ اس نے عرض کیا : میرا بیٹا اس شخص کے خاندان میں بطور خادم ملازم تھا اور اس نے اس شخص کی بیوی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا لہٰذا میں نے اسے فدیہ کے طور پر سو بکریاں اور ایک خادم دیا اور جب میں نے بعض اہلِ علم حضرات سے دریافت کیا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کیا جائے گا اور اس شخص کی بیوی کو سنگسار کیا جائے گا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا : قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ! میں تمھارے قضیئے کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا۔ سو بکریاں اور غلام جو تم نے بطور فدیہ دیے تھے وہ تم واپس لے لو ــــ اور تمھارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن (شہر بدر) کیا جائے گا۔ اور اے انیسؓ! (ایک صحابیؓ کا نام) کل تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس سے دریافت کرو، اگر وہ بھی اپنے جرمِ زنا کا اعتراف کرلے تو اسے سنگسار کیا جائے ۔ چنانچہ حضرت انیسؓ نے اس سے جا کر دریافت کیا) اور اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا اور آپ نے اسے

رجم (سنگسار) کرنے کا حکم دیا۔[۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۶ الحدود: باب ۴۶ هل یأمر الامام رجلاً فیضرب الحد غائباً عنه

باب ۶: جرم زنا میں ذمّی یہودی کے رجم کیے جانے کا بیان

۱۱۰۴۔ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (مدینہ کے) یہودی حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کیا کہ ہم میں سے ایک مرد اور ایک عورت زنا کے مرتکب ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تورات میں رجم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وہ کہنے لگے: ہم ان کو (زنا کرنے والوں کو) رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن سلامؓ کہنے لگے: تم جھوٹ کہتے ہو، تورات میں اس جرم کی سزا "رجم" ہے۔ چنانچہ وہ لوگ تورات لے آئے اور اسے کھولا تو ایک یہودی نے رجم والی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے چھپا لیا اور اس آیت سے پہلے کی اور بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹاؤ۔ جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو وہاں صاف طور پر آیتِ رجم موجود تھی۔ چنانچہ یہودی کہنے لگے: یارسول اللہ! حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے سچ کہا تھا، تورات میں رجم کا حکم موجود ہے، چنانچہ آپؐ نے ان دونوں کو رجم کرنے کا حکم دیا اور انھیں سنگسار کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں (کہ جب انھیں سزا دی جا رہی تھی) میں نے دیکھا کہ مرد عورت کے آگے آڑ بن کر خود پتھر کھا رہا تھا اور اسے پتھروں کی مار سے بچا رہا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۶ قول اللہ تعالیٰ: (یعرفونه کما یعرفون ابناءهم)

۱۱۰۵۔ حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ: شیبانیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے حدِ رجم نافذ فرمائی تھی؟ کہنے لگے: ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپؐ نے یہ حد سورۂ نور نازل ہونے سے پہلے نافذ کی تھی یا اس کے بعد؟ کہنے لگے: یہ بات مجھے معلوم نہیں۔[۲]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۶ الحدود: باب ۲۱ رجم المحصن

---

[۱] نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ حضرت انیسؓ کو اس عورت کے پاس یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا کہ اس شخص نے تم پر زنا کی تہمت لگائی ہے اور تم اس پر حدِ قذف لگوا سکتی ہو لیکن جب اس نے خود اعترافِ جرم کر لیا تو حد ساقط ہو گئی اور عورت پر حدِ زنا یعنی رجم نافذ کی گئی۔ یہ تاویل اس لیے ضروری ہے کہ حضرت انیسؓ کو اقرار کروانے کے لیے بھیجنا ضروری نہ تھا کیونکہ شرعاً کسی سے اقرارِ جرم کروانا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی شخص خود اعترافِ جرم کرے تب بھی اس کو اس انداز سے تلقین و تعلیم کرنا ضروری ہے کہ وہ چاہے تو جرم سے انکار کر دے۔ مرتب و نوویؒ۔ مترجم

[۲] سورۂ نور سے پہلے یا بعد دریافت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آیۂ مبارکہ (الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحدٍ منهما مائة جلدة۔ النور۔ ۲) "زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو" نازل ہونے سے پہلے آپؐ نے حدِ رجم نافذ فرمائی یا بعد۔ مزید براں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نور نازل ہونے کے بعد رجم کی سزا دی کیونکہ واقعۂ افک جو سورۂ نور کا شانِ نزول ہے سنہ ۴، ۵ یا ۶ میں پیش آیا اور رجم کی سزا آپؐ نے اس کے بعد دی۔ حضرت ابوہریرہؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں جس میں رجم کا ذکر ہے سنہ ۷ھ میں مسلمان ہوتے ہیں اور دوسرے راوی حضرت ابن عباسؓ اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ میں سنہ ۹ھ میں آئے۔ مرتب

۱۱۰۶ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا جرم ثابت ہو جائے (گواہوں، یا اقرار سے) تو اسے کوڑے مارے جائیں اور اسے بُرا بھلا نہ کہا جائے[1]، اس کے بعد اگر پھر دوبارہ زنا کی مرتکب ہو تب بھی اسے کوڑوں کی سزا دی جائے اور جھڑکا ڈانٹا نہ جائے پھر اگر تیسری مرتبہ بھی زنا کی مرتکب ہو تو اسے فروخت کر دے خواہ بالوں سے بنی ہوئی ایک رسّی ہی اس کا معاوضہ ملے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۶۶ بیع العبد الزانی

۱۱۰۷ــــ حدیث ابوہریرہ وزید بن خالد ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لونڈی جو محصنہ[2] نہ ہو اگر زنا کرے؟ (تو اس کی سزا کیا ہے) آپ نے فرمایا: اگر لونڈی زنا کرے (محصنہ ہو یا غیر محصنہ) تو اسے کوڑے مارے جائیں اگر دوبارہ زنا کرے تو پھر کوڑے مارے جائیں اور اگر اس کے بعد بھی زنا کرے تو (حد نافذ کرنے کے بعد) مالک کو چاہیے کہ اسے فروخت کر دے خواہ اس کا معاوضہ بالوں سے بنی ہوئی ایک رسّی ہی کیوں نہ ملے (یعنی وہ انتہائی غیر وقیع اور بے حیثیت شئے کی مانند ہے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۶۶ بیع العبد الزانی

باب ۸: شراب نوشی کی حد (سزا) کا بیان

۱۱۰۸ــــ حدیث انس ﷺ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شراب پینے کے جرم میں جوتیوں اور چھڑیوں سے مارنے کی سزا دی اور حضرت ابوبکر ﷺ نے اس جرم میں چالیس کوڑوں کی سزا دی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۶ الحدود: باب ۴ الضرب بالجرید والنعال

۱۱۰۹ــــ حدیث علی بن ابی طالب ﷺ : حضرت علیؓ نے فرمایا: کہ میں اگر کسی پر حد قائم کروں اور وہ ہلاک ہو جائے تو مجھے کچھ خیال نہ ہوگا سوائے شرابی کے۔ بنابریں اگر شرابی سزا کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو میں اس کی دیت دلواؤں گا اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے اس جرم کی کوئی متعین حد مقرر نہیں فرمائی[3]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۶ الحدود: باب ۴ الضرب بالجرید والنعال

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مالک اپنی لونڈی یا غلام پر خود حد نافذ کر سکتا ہے۔ یہی مسلک امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور جمہور علماء کا ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حد نافذ کرنے کا اختیار صرف حاکم کو ہے۔ تیسری مرتبہ ارتکاب زنا پر بھی لونڈی کو کوڑے مارے جائیں گے۔ البتہ اگر کئی مرتبہ زنا کی مرتکب ہوئی اور حد نافذ نہ کی گئی تو سابقہ متعدد بار کے جرموں پر ایک ہی حد نافذ کی جائے گی۔ حدیث میں جو لونڈی کو فروخت کر دینے کا حکم ہے اس کا مقصد ایسی لونڈی کی بے وقعتی ظاہر کرنا ہے اور یہ حکم جمہور علماء کے نزدیک موجب استحباب ہے نہ کہ موجب وجوب۔ البتہ امام داؤد ظاہریؒ اور دیگر اہل ظاہر وجوب کے قائل ہیں۔ از نوویؒ۔ مترجم

[2] محصنہ سے مراد شادی شدہ عاقل بالغ عورت ہے۔ مترجم

[3] یعنی شراب نوشی کے جرم میں کوڑوں کی کوئی حد معین نہیں ہے اسی وجہ سے علماء میں بھی اس سلسلہ میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ، ابوثورؒ اور ابوداؤد ظاہری اور دیگر اہل ظاہر کے نزدیک چالیس کوڑے ہیں۔ امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اوزاعیؒ سفیان ثوریؒ (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۹ : تعزیر میں کتنے کوڑے مارنا جائز ہے

۱۱۱۰ —— حدیث ابوہریرہ ﷛ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود (سزاؤں) کے سوا (کسی جرم کی تعزیری سزا میں) دس سے زیادہ کوڑے نہ مارے جائیں۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۸۶ الحدود: باب ۴۲ كم التعزير والادب

باب ۱۰ : حد کا نفاذ مجرم کے جُرم کا کفارہ ہو جاتا ہے

۱۱۱۱ —— حدیث عبادہ بن صامت ﷛ : حضرت عبادہ بن صامتؓ (جو کہ غزوۂ بدر میں شرکت کا اعزاز رکھنے کے علاوہ ان نقباء میں سے ایک ہیں جو بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک تھے) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے وقت جبکہ آپؐ کے گرد صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی ارشاد فرمایا: اس عہد پر میری بیعت کرو کہ نہ تو تم کسی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل (زندہ درگور) کریں گے اور نہ ازخود گھڑ کر کسی پر جھوٹی تہمت لگائیں گے اور نہ کسی جائز اور قانونی حکم کی اطاعت سے سرتابی کریں گے۔ اب جو شخص تم میں سے اپنے اس عہد کی پاسداری کرے گا اور اپنا عہد نبھائے گا وہ اللہ سے اپنا پورا اجر پائے گا اور جو ان جرائم میں سے کسی جرم کا مرتکب ہوگا اگر اسے دنیا میں ہی اس جرم کی سزا مل گئی تب تو وہ سزا اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی اور اگر ارتکاب جرم کے باوجود (دنیا میں سزا سے بچا رہا) اللہ نے اس کے جرم کی پردہ پوشی فرما دی تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے اسے بخش دے اور چاہے تو سزا دے۔ چنانچہ ہم سب نے ان امور کا عہد کرتے ہوئے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۲ الايمان: باب ۱۱ حدثنا ابو اليمان

باب ۱۱ : بے زبان جانور کے پہنچائے ہوئے زخم اور کان یا کوئیں میں گر کر ہلاک یا زخمی ہونے کی دیت نہیں ہے

۱۱۱۲ —— حدیث ابوہریرہ ﷛ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے زبان جانور اگر کسی کو زخمی یا ہلاک کر دے تو اس کا تاوان یا دیت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کوئیں یا کان میں گر کر ہلاک یا زخمی ہو جائے تو اس کی بھی نہ دیت ہے نہ کوئی تاوان۔ اور دفینے یا خزانے کے برآمد ہونے پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ : امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کے نزدیک اسّی کوڑے شرابی کی سزا ہے۔ البتہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ چالیس یا اسی جو بھی تعداد ہو اس میں خواہ کوڑے مارے جائیں یا جوتیاں یا چھڑی سے پٹائی کی جائے یا کپڑے سے سب جائز ہے البتہ بعض علماء کے نزدیک کوڑوں کے سوا کسی دوسری چیز سے حد نافذ کرنا جائز نہیں ہے لیکن یہ غلط ہے اس لیے کہ پہلی بات حدیث سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔ از نوویؒ مختصراً۔ مترجم

اس میں سے خمس (پانچواں حصّہ) بیت المال میں دیا جائے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۶۶ فی الرکاز الخمس

---

[1] نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اگر جانور نقصان پہنچائے دن کو یا رات کو اور مالک کا کوئی قصور نہ ہو یا مالک ساتھ نہ ہو تو نہ تاوان ہے نہ دیت۔ لیکن اگر جانور کے ساتھ ہانکنے والا یا سوار ہو اور وہ جانور ہاتھ یا پاؤں سے کوئی نقصان پہنچائے تو اس صورت میں تاوان ہوگا۔ امام داؤدؒ اور اہل ظاہر کے نزدیک کسی صورت میں تاوان لازم نہیں آئے گا اِلّا یہ کہ مالک خود جانور کو بھڑکائے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مالک پر تاوان ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر کوئی جانور ایذا رسانی میں مشہور ہو اور اسے کھُلا چھوڑ دیا جائے تو مالک پر تاوان لازم آئے گا کیونکہ اس پر اس کا باندھنا ضروری تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جانوروں کے نقصان پہنچانے پر کسی حال میں تاوان نہیں ہے۔ کان اور کوئیں سے مُراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی مملوکہ یا بنجر زمین میں کنواں یا کان کھودے اور کوئی شخص اس میں گر کر ہلاک یا زخمی ہو جائے تو کھودنے والے پر تاوان یا ضمان نہیں ہے۔ البتہ اگر سرِ راہ یا دوسرے کی مملوکہ زمین میں کنواں یا کان کھودے تو ضمان ہے۔ رکاز سے مراد جمہور کے نزدیک قدیم دفینے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک رکاز سے مُراد کان ہے۔ مختصراً از نوویؒ۔ مترجم

کتابُ الاقضیہ

مُقدّمات کا فیصلہ کرنے کے احکام ومسائل

باب ۱: قسم مُدعیٰ علیہ پر لازم آتی ہے

۱۱۱۳ ـــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما : دو عورتیں ایک گھر یا ایک کمرے میں بیٹھ کر موزے سیا کرتی تھیں. (ایک دن) ان میں سے ایک عورت کمرے سے اس حالت میں باہر نکلی کہ موزے سینے کا سُوا اس کے ہاتھ میں گڑا ہُوا تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ یہ سُوا اس دوسری عورت نے میرے ہاتھ میں چبھایا ہے۔ یہ مقدمہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محض لوگوں کے دعویٰ کرنے کی بنا پر اگر ان کے حق میں فیصلہ کر دیا جاتا تو بہت سے لوگوں کے جان و مال ضائع چلے جاتے پھر ابن عباسؓ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: اس عورت کو اللہ یاد دلاؤ اور اسے یہ آیۂ کریمہ پڑھ کر سناؤ (اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَ اَیْمَانِھِمْ الخ (۷۷) آل عمران) "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ دیتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے تو سخت درد ناک سزا ہے" ـــ چنانچہ لوگوں نے اسے نصیحت کی اور اس نے اپنے جُرم کا اعتراف کر لیا (کہ واقعی سُوا اس نے چبھویا ہے) پھر حضرت ابن عباس نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قسم مُدعیٰ علیہ پر لازم آتی ہے[۱]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۳ ـ سورۂ آل عمران: باب ۳ (ان الذین یشترون بعہد اللہ و ایمانہم ثمناً قلیلاً)

---

[۱] دوسری روایت میں ہے کہ البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ یعنی بارِ ثبوت یا گواہ پیش کرنے کی ذمہ داری مدعی پر ہے اور اگر وہ ثبوت یا گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور وہ قسم کھالے گا تو فیصلہ اس کے حق میں ہوگا اور اگر قسم کھانے سے انکار کرے گا تو دعوے ثابت ہو جائے گا۔ یہ حدیث معاملات کے باب میں ایک بہت بڑے اصول کی حیثیت رکھتی ہے اور تمام قضایا کا فیصلہ شریعت اسلامیہ میں اسی کے مطابق طے پاتا ہے۔ اب اس بات میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے کہ مُدعیٰ علیہ کو قسم کس صورت میں کھلائی جائے گی۔ امام شافعی اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ ہر دعویٰ کی صورت میں اگر مدعی گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے خواہ اس معاملہ میں مدعیٰ علیہ کا مدعی سے کوئی واسطہ یا تعلق و اختلاط ہو یا نہ ہو۔ لیکن امام مالکؒ اور فقہائے مدینہ کا قول یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ سے صرف اس صورت میں قسم لی جائے گی جب اس کا اور مدعی کا اس معاملہ یا کاروبار میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ ربط و تعلق (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۳ : فیصلہ ظاہری حالات کے مطابق کیا جائے گا اور چرب زبانی سے کام لے کر کامیاب ہو جانے والے کے بارے میں حکم

۱۱۱۴ــــ حدیث اُم سلمہ ؓ : اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرہ مبارک کے قریب جھگڑے کی آواز سنی تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا : یاد رکھو! میں بھی انسان ہوں اور اسی لیے بہت ممکن ہے کہ میرے پاس کوئی قضیہ فیصلے کے لیے آئے اور کوئی ایک فریق دوسرے سے زیادہ فصیح و بلیغ (چرب زبان) ہو اور اس کی گفت گو سن کر میں یہ خیال کروں کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اور اس کے حق میں فیصلہ دے دوں تو یاد رکھو اگر کبھی ایسا ہو جائے اور میں ایک کے حق میں فیصلہ دے دوں جبکہ درحقیقت حق دوسرے مسلمان کا ہو تو میرے فیصلہ کے مطابق حاصل ہونے والا فائدہ آگ کا ٹکڑا ہے اب جس کا جی چاہے اس جہنم کی آگ کو لے لے اور جو چاہے اس نار جہنم کو ترک کر دے اور اس سے بچ جائے[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۶ المظالم : باب ۱۶ اثم من خاصم فی باطل وھو یعلمہ

باب ۴ : ہندؓ (ابوسفیانؓ کی زوجہ) کے جھگڑے کا فیصلہ

۱۱۱۵ــــ حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہندؓ بنت عتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا : یارسولؐ اللہ! ابوسفیانؓ کنجوس شخص ہیں بنابریں مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے جو میری اور میری اولاد کی کفالت کر سکے۔ اندریں حالات میں اس رقم سے کام چلاتی ہوں جو میں اس کے مال میں سے اس کے علم کے بغیر لے لیتی ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا : تم اس کے مال میں سے دستور کے مطابق اس قدر لے لیا کرو جو تمھارے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ : یا اختلاط ہو ورنہ تو ہر کمینہ شخص اُٹھ کر کسی شریف آدمی پر دعویٰ کر کے اسے قسم کھانے پر مجبور کر کے پریشان کرتا رہے گا۔ لیکن اس رائے کی سند نہ تو سنّت سے ہے نہ اجماع سے۔ نوویؒ۔ مترجم

[1] اس حدیث سے جمہور علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ حاکم کے فیصلہ کر دینے سے واقعیت نہیں بدلتی اور باطن پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ حرام حلال یا حلال حرام ہوتا ہے۔ یہی مسلک امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قاضی کے فیصلہ سے فرج حلال ہو جاتا ہے مال حلال نہیں ہوتا۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص دعوےٰ کرے کہ فلاں عورت سے اس کا نکاح ہوا ہے اور گواہ پیش کر کے اپنا دعویٰ ثابت کر دے یا مدعیٰ علیہ قسم کھانے سے انکار کر دے جس کی بنا پر قاضی فیصلہ اس کے حق میں دے دے تو وہ عورت اس کی جائز بیوی قرار پائے گی اور اس سے تمتع جائز ہو گا خواہ واقعتاً اس کا دعویٰ غلط ہو اور نکاح پہلے نہ ہوا ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہ مسلک ظاہر حدیث اور دیگر اکثر علماء کی رائے کے خلاف ہے لیکن بلحاظ استدلال درست ہے۔ اس کے برعکس اگر قاضی دلائل اور گواہوں کی روشنی میں یا مدعیٰ علیہ کے قسم نہ کھانے کی وجہ سے کسی مال یا جائیداد کو دوسرے کی ملک قرار دے دے جبکہ درحقیقت وہ اس کی نہ ہو اور یہ فیصلہ غلط ہو تو مال حقیقی مالک کا ہی رہے گا اور قاضی کے فیصلہ کے باوجود مدعی قابض غاصب قرار پائے گا اور دنیا میں نہیں تو آخرت میں اسے اس کی سزا ملے گی۔ مترجم از نوویؒ

لیے اور تمھاری اولاد کے لیے کافی ہو۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۹ النفقات : باب ۹ اذا لم ینفق الرجل فللمرأة ان تاخذ بغیر علمه مایکفیها و ولدها بالمعروف

۱۱۱۶ــــ حدیث عائشہ ﷞ : اُمّ المومنین حضرت عائشہ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ہند﷞ بنت عتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا : یارسول اللہ! (ایک وقت تھا جب) پوری زمین پر کوئی گھر ایسا نہ تھا جس کا ذلیل ہونا مجھے آپؐ کے گھر والوں کے ذلیل ہونے سے زیادہ پسند ہوتا لیکن پھر یہ حالت ہوگئی کہ آج رُوئے زمین پر کوئی ایسا گھر نہیں ہے جس کا عزّت مند ہونا مجھے آپؐ کے گھر والوں کے معزز و محترم ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا : اور قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ابھی تمھاری اس محبّت میں مزید اضافہ ہوگا۔ پھر اس نے عرض کیا : یارسول اللہ! ابوسفیان﷜ ایک کنجوس شخص ہیں تو کیا یہ بات نامناسب ہوگی کہ میں (اس کی اجازت کے بغیر) اس کے مال میں سے اپنے اور ابوسفیان﷜ کے بال بچوں پر خرچ کرلیا کروں ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا : میں اس خرچ کرنے کو جائز نہیں سمجھتا مگر صرف اس صورت میں جب یہ خرچ دستور کے مطابق ہو۔[۱]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۲۳ ذکر هند بنت عتبه

باب ۵ : بلاضرورت زیادہ سوالات پُوچھنے، اپنے ذمّے واجب الادا حقوق ادا نہ کرنے لیکن دوسروں سے بغیر استحقاق کے مُطالبہ کرنے کی ممانعت

۱۱۱۷ــــ حدیث مغیرہ بن شعبہ ﷜ : حضرت مغیرہ بن شعبہ﷜ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے ۱۔ ماؤں کی نافرمانی کرنا ۲۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا ۳۔ دوسروں کو توان کا حق نہ دینا لیکن ان سے ایسے مطالبات کرنا جن کا تم کو حق نہ ہو۔ نیز تمھارے لیے مکروہ قرار دیا ہے ۱۔ قیل وقال کرنا ۲۔ بلاضرورت زیادہ سوالات کرنا۔ اور ۳۔ مال کو ضائع کرنا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۳ الاستقراض : باب ۱۹ ماینهٰی عن اضاعة المال

[۱] : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کے ذمّہ کسی کا کوئی حق واجب الادا ہو اور وہ ادا نہ کرے یا دستوری طریقہ سے اپنا حق وصول کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر اپنے حق کے مطابق لے لینا جائز ہے علمائے سلیفہ کا مسلک یہی ہے لیکن امام ابوحنیفہ﷫ اور امام مالک﷫ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت اجنبی عورت کی بات سننا جائز ہے بشرطیکہ یقین ہو کہ اس کا خاوند بُرا نہ منائے گا۔ نیز معلوم ہُوا کہ قضا علی الغائب (یعنی فریق ثانی کی عدم موجودگی میں فیصلہ دینا) جائز ہے اگرچہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ﷫ اور اہلِ کوفہ کے نزدیک قضاء علی الغائب جائز نہیں اور امام شافعی﷫ اور جمہور علماء کے نزدیک حقوق الناس میں جائز ہے حقوق اللہ میں جائز نہیں۔

مختصراً از نووی﷫ ۔ مترجم

باب ۶: حاکم جب اپنے اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرتا ہے تو صحیح فیصلہ کرے یا غلط دونوں صورتوں میں اسے اجر ملتا ہے

۱۱۱۸ ــــ حدیث عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ. حضرت عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی حاکم اپنی مقدور بھر کوشش کر کے کسی معاملہ کا فیصلہ کرتا ہے اور درست فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہیں لیکن اگر پوری کوشش کے باوجود اس کا فیصلہ غلط ہو جاتا ہے تو اس کو پھر بھی ایک اجر ضرور ملتا ہے[1]

اخرجه البخاري في: كتاب ۹۶ الاعتصام: باب ۲۱ اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او اخطاء

باب ۷: قاضی کے لیے غصّہ کی حالت میں مُقدّمہ کا فیصلہ کرنا مکروہ ہے

۱۱۱۹ ــــ حدیث ابوبکرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوبکرہؓ نے اپنے بیٹے کو جو سجستان میں (قاضی) تھے (خط میں) لکھا تھا: جب تم غصّہ کی حالت میں ہو تو ہرگز دو شخصوں کے قضیّہ کا فیصلہ نہ کرو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے والا دو شخصوں کے درمیان کسی جھگڑے کا ہرگز فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غصہ کی حالت میں ہو۔[2]

اخرجه البخاري في: كتاب ۹۳ الاحكام: باب ۱۳ هل يقضي الحاكم او يفتي وهو غضبان ؟

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ حاکم سے مراد ایسا حاکم ہے جو عالم ہو اور حکم دینے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جاہل حاکم کو تو فیصلہ کرنا ہی جائز نہیں ہے بلکہ ایسا حاکم اگر حکم دے گا یا فیصلہ کرے گا تو گنہگار ہو گا خواہ اتفاقاً اس کا فیصلہ درست ہی کیوں نہ ہو جائے۔ یہی حکم مجتہد کا ہے کہ وہ جب نیک نیتی سے اپنے بساط بھر علم و عقل کو بروئے کار لاتے ہوئے کسی مسئلہ کے بارے میں فیصلہ کرتا ہے تو خواہ فیصلہ غلط ہو اسے ایک اجر ضرور ملتا ہے کیوں کہ اس نے دیانت داری سے حق و صواب کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور یہ اسی کوشش کا اجر ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جتنے بھی علماء مجتہدین گزرے ہیں مثلاً آئمہ اربعہ ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ اور احمدؒ بن حنبلؒ نیز امام داؤدؒ ظاہریؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ امام اسحاق بن راہویہؒ امام بخاریؒ امام اشہبؒ امام سحنونؒ امام ابن مبارکؒ امام شبرمہؒ امام ابویعلیٰؒ امام وکیعؒ امام ابویوسفؒ امام محمدؒ امام زفرؒ، امام مزنیؒ امام طحاویؒ، امام ابوثورؒ امام ابن منذرؒ امام لیثؒ بن سعدؒ امام ابن تیمیہؒ امام ابن جریر طبریؒ امام شوکانیؒ امام ابن قیمؒ وغیرہ ان سب حضرات کو ہر اختلافی مسئلہ پر اجر و ثواب ضرور ملے گا خواہ کسی مسئلہ میں ان کا اجتہاد غلط ہی کیوں نہ ہو اور ان سے خطا سرزد ہوئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اُمّت کو ان آئمہ میں سے ہر ایک کا احسان مند ہونا چاہیے کہ اس نے محض اللہ کی خاطر دین کے مسائل حل کرنے میں کوشش اور محنت کی اور ان حضرات پر زبان طعن دراز کرنے سے محترز رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کی نیک نیتی اور سعی و عمل کا اجر و ثواب عطا فرمائے آمین۔ مترجم

[2] نوویؒ نے لکھا ہے کہ غصہ کے علاوہ کسی بھی ذہنی یا جذباتی کیفیت اور تاثر کی حالت میں مقدمات اور قضایا کا فیصلہ کرنے سے محترز رہنا چاہیے مثلاً بھوک اور پیاس کی حالت میں یا پُرخوری کی کیفیت میں یا رنج و خوشی کی شدّت کے وقت کیونکہ ان جذباتی کیفیات میں بسا اوقات انسانی ذہن متوازن نہیں رہتا بلکہ ان کیفیات کے وقت انسان کا دل اور ذہن دوسری طرف متوجّہ ہوتا ہے۔ تاہم اگر کوئی حاکم ایسی حالت میں کسی قضیہ کا فیصلہ کر دے تو وہ فیصلہ درست متصوّر ہو گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حرّہ کی نہر کا فیصلہ صادر فرمایا تھا آپؐ غصّہ کی حالت میں تھے۔ مترجم از نوویؒ

باب ۶: غلط فیصلوں کو باطل قرار دینے اور نو پیدا شدہ امور (بدعات) کو رد کر دینے کا حکم

۱۱۲۰ــــ حدیث عائشہ ؓ: اُمّ المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کی جو دین (کتاب وسُنّت) میں موجود نہیں وہ بات مردود (ناقابل قبول اور باطل) ہے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۳ الصلح: باب ۵ اذا اصطلحوا علی صلح جور فھو مردود

باب ۱۰: مجتہدوں میں اختلاف رائے (فطری بات ہے)

۱۱۲۱ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا: دو عورتیں اپنا اپنا بچّہ گود میں اٹھائے جا رہی تھیں کہ ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک عورت کا بچّہ (چھین کر) لے گیا تو ان میں سے ایک نے اپنی ساتھی عورت سے کہا کہ بھیڑیا تیرا بچّہ لے گیا ہے، اور دوسری نے کہا: میرا نہیں! تیرا بچہ لے گیا ہے۔ پھر وہ اپنا قضیّہ لے کر حضرت داوٗد علیہ السلام کی عدالت میں حاضر ہوئیں تو حضرت داوٗد ؑ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا (یعنی جو بچہ موجود ہے یہ بڑی عورت کا ہے اور چھوٹی کا بچّہ بھیڑیا لے گیا ہے) پھر وہ دونوں حضرت سلیمان بن داوٗد علیہما السّلام کے پاس آئیں اور ان کو سارا واقعہ بتا کر اپنے جھگڑے کا فیصلہ طلب کیا۔ تو حضرت سلیمان ؑ نے فرمایا: مجھے ایک چھُری لا دو تاکہ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک دونوں کو دے دوں۔ یہ سن کر چھوٹی عورت کہنے لگی: نہیں! ایسا نہ کیجئے! اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا رحم فرمائے۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ یہ بچہ اسی (بڑی) عورت کا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان ؑ نے فیصلہ دیا کہ بچہ چھوٹی عورت کا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۰ قول اللہ تعالیٰ: (ووھبنا لداوٗد سلیمان)

باب ۱۱: حاکم کا دونوں فریقوں کے درمیان صلح کرا دینا مستحسن ہے

۱۱۲۲ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی تھی اسے زمین میں سے ایک ہنڈیا ملی جس میں سونا تھا چنانچہ اس نے فروخت کنندہ سے کہا کہ لو

---

[1] یعنی ہر وہ بات جس کی اصل یا سند کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود نہ ہو وہ لغو اور مردود ہے اس سے بچنا چاہیے اور اس پر عمل نہ کرنا چاہیے خواہ بظاہر وہ کتنی ہی اچھی اور خوشنما کیوں نہ معلوم ہو اس لیے کہ اچھے اور بُرے ہونے یا صحیح اور غلط ہونے کا فیصلہ کرنا اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کسی دوسرے کی یہ بساط نہیں کہ ایسا کوئی حکم یا فیصلہ صادر کر سکے۔ یہ حدیث ان تمام بدعات اور مخترعات کو مردود قرار دینے کی جامع سند ہے جو لوگوں نے اپنی خواہش اور مرضی سے دین میں داخل کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ مترجم

تم یہ اپنا سونا لے لو، میں نے تم سے صرف زمین خریدی تھی سونا نہیں خریدا تھا۔ لیکن زمین بیچنے والے نے کہا کہ میں نے تو تمہارے ہاتھ زمین اور ہر وہ چیز جو زمین میں تھی سب فروخت کر دی تھی (سونے سے میرا کوئی تعلق نہیں) چنانچہ ان دونوں نے اپنا جھگڑا فیصلے کے لیے ایک شخص کے پاس پیش کیا۔ تو اس نے پوچھا کہ کیا تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے، اور دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ اچھا تم دونوں باہم اپنے لڑکے اور لڑکی کی شادی کر دو اور یہ سونا ان دونوں پر بھی خرچ کرو اور اس میں سے اللہ کی راہ میں صدقہ بھی دو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابوالیمان۔

کتاب اللقطہ

گری پڑی چیز اٹھانے کے مسائل

۱۱۲۳ — حدیث زید بن خالد رضی اللہ عنہ: حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اس نے آپؐ سے لقطہ (گری پڑی چیز) کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اس کی تھیلی اور اس کے ڈھکنے کو اچھی طرح شناخت کر لو، پھر ایک سال تک اس کی تشہیر کرو (اس اثناء میں) اگر اس کا مالک آجائے تو اسے دے دو ورنہ تم کو اختیار ہے اس کو جس مصرف میں چاہو لاؤ۔ پھر اس نے دریافت کیا: اگر کسی کو کھوئی ہوئی بکری ملے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ یا تو تیری ہے یا تیرے کسی بھائی بند کی یا بھیڑیے کی۔ پھر اس نے گم شدہ اُونٹ کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: اس سے تجھے کیا سروکار، اس کے ساتھ اس کی مشک اور اس کی جُوتی موجود ہے پیاؤ پر پہنچ کر پانی پیتا ہے اور درختوں کے پتے کھاتا ہے حتیٰ کہ اسے اس کا مالک مل جاتا ہے[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۲ المساقاۃ: باب ۱۲ شرب الناس والدواب من الانہار

---

[1] لقطہ: لغوی معنیٰ اٹھائی ہُوئی چیز۔ شرعاً ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو قیمت رکھتی ہو اور کسی کی مِلک ہو لیکن غیر محفوظ پڑی ہونے کی بنا پر اس کے ضائع ہو جانے کا امکان ہو اور وہ خود اپنی حفاظت نہ کر سکتی ہو۔ علّامہ نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ گری پڑی چیز کے اٹھانے کے مسئلہ میں علماء کا باہم اختلاف ہے — قول صحیح یہی ہے کہ اٹھا لینا مستحب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر وہ مقام جہاں کوئی چیز پڑی ہوئی نظر آئے امن کی جگہ ہے تو اٹھا لینا مستحب ہے اور اگر غیر مامون و غیر محفوظ ہے تو واجب ہے تاکہ مسلمان کا مال تلف نہ ہو۔ باقی اس کی شناخت کرانے اور ایک سال تک تشہیر کرنے کے سلسلہ میں یہ ہے کہ اگر وہ چیز قیمتی ہے تو بالاتفاق اس کی شناخت کرانا اور ایک سال تک تشہیر کرنا واجب ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب اٹھانے والے کی نیّت یہ ہو کہ اس عمل کے بعد خود اس کا مالک بن سکے اور اگر اس نے صرف حفاظت کی غرض سے اٹھائی ہو تو شناخت کرانا واجب نہیں بلکہ مالک کے آنے تک اسے محفوظ رکھے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ شناخت کرانا اس صورت میں بھی ضروری ہے تاکہ اس کا مالک مل سکے۔ البتہ اگر چیز معمولی اور کم قیمت ہے تو اس کی تشہیر اور شناخت صرف اتنے دنوں تک کافی ہے کہ یقین ہو جائے کہ اب اس کا مالک نہیں آئے گا۔ تشہیر کی صورت یہ ہے کہ جہاں وہ چیز ملی ہو اس جگہ اور بازاروں اور مسجدوں اور اجتماعات میں اعلان کرایا جائے کہ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو وہ آکر اپنی چیز نشانی بتا کر لے جائے۔ پھر اگر مقررہ مدّت کے اندر مالک آجائے اور اپنی چیز کی شناخت کرے تو وہ چیز اس کے حوالے کر دی جائے گی بلکہ اگر مدّت کے بعد آئے لیکن اس سے پہلے کہ پانے والے نے اسے اپنی مِلک میں داخل کر لیا ہو خواہ اس دوران میں اس میں کوئی اضافہ ہو چکا ہو مثلاً جانور تھا تو اس نے بچہ دیدیا ہو یا موٹا ہو گیا ہو تو بھی اگر مالک اس کی شناخت بتا دے تو اسے دلوا دی جائے گی۔ البتہ اگر اس چیز کو مدت یعنی ایک سال گزرنے کے بعد پانے والے نے اپنی ملکیت میں داخل کر لیا تو اب اسے واپس دینے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ نوویؒ۔ مترجم

۱۱۲۴۔۔۔۔ حدیث ابی بن کعب ؓ: حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک تھیلی ملی جس میں سَو دینار تھے۔ میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپؐ نے فرمایا: ایک سال تک (مالک کی تلاش میں) اس کی شناخت اور تشہیر کراؤ چنانچہ میں نے ایک سال تک اس کی تشہیر کرائی۔ اس کے بعد میں پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا (اور دریافت کیا کہ اب اس تھیلی کا کیا کیا جائے؟) آپؐ نے فرمایا: مزید ایک سال تک شناخت اور تشہیر کا عمل جاری رکھو۔ میں نے مزید ایک سال اس کی تشہیر کی۔ دوسرے سال کے بعد میں نے پھر حاضر ہو کر دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: مزید ایک سال تک شناخت اور تشہیر کراؤ۔ میں نے مزید ایک سال تک اس کی تشہیر اور اعلان کیا۔ پھر میں چوتھی مرتبہ حاضر ہوا (اور دریافت کیا) تو آپؐ نے فرمایا: کہ اس کی گنتی کر لو اور اس کا سربند اور برتن اچھی طرح شناخت کر لو، پھر اگر کبھی اس کا مالک آجائے (تو اسے دے دو) ورنہ اس سے خود فائدہ اٹھاؤ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۵ اللقطۃ: باب ۱ ھل یاخذ اللقطۃ ولا یدعھا تضیع حتی لا یأخذھا من لا یستحق

باب ۲: مالک کی اجازت کے بغیر جانور کا دُودھ دوہنا حرام ہے

۱۱۲۵۔۔۔۔ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے کا جانور اس کی اجازت کے بغیر ہرگز نہ دوہے! کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی شخص اس کی کوٹھڑی میں داخل ہو کر اس کا خزانہ توڑے اور اس کے کھانے پینے کا سامان نکال کر لے جائے؟ بعینہٖ جانوروں کے تھن ان کے مالکوں کے لیے سامانِ خور و نوش کے خزانے ہیں چنانچہ کوئی شخص کسی دوسرے کے جانور کو اس کی اجازت کے بغیر ہرگز نہ دوہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۵ اللقطۃ: باب ۸ لا تحتلب ماشیۃ احدٍ بغیر اذن

باب ۳: مہمان نوازی کا بیان

۱۱۲۶۔۔۔۔ حدیث ابوشریح عدوی ؓ: حضرت ابوشریحؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو فرماتے میرے دونوں کانوں نے سُنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہمسائے کا احترام کرے، اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی خاطر و مدارات کرے۔ دریافت کیا کہ یہ خاطر و مدارات کب تک ضروری ہے؟ یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا: ایک دن رات، اور مہمان نوازی تین دن تک اور جو اس سے بھی زیادہ دن تک ہو وہ (میزبان کی طرف سے) مہمان کے لیے صدقہ ہو گا۔ اور جو شخص اللہ اور روزِ جزا پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اگر بولے

تو اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۳۱ من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ

۱۱۲۷ ــــ حدیث ابو شریح کعبی ﷺ: حضرت ابو شریح رض روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ خاطر و مدارات ایک دن رات تک ہے اور مہمان داری تین دن تک اور اس سے زیادہ صدقہ ہے اور مہمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہرے جو اس کے لیے باعثِ زحمت بن جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۸۵ اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه

۱۱۲۸ ــــ حدیث عقبہ بن عامر ﷺ: حضرت عقبہ بن عامر رض بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ ہمیں بھیجتے ہیں تو ہم بسا اوقات ایسے لوگوں کے پاس جا کر قیام کرتے ہیں جو ہماری مہمانداری نہیں کرتے تو اس صورت میں آپؐ کا کیا حکم ہے؟ (ہم کو کیا کرنا چاہیے؟) آپؐ نے فرمایا: اگر تم کسی قبیلہ میں جا کر قیام کرو اور وہ تمہارے لیے ایسا انتظام و اہتمام کر دیں جو مہمان کے لیے ہونا چاہیے تو اسے قبول کر لو لیکن اگر وہ از خود ایسا نہ کریں تو ان سے مہمان کا حق وصول کر لو۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۱۸ قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه

---

[1] امام احمد بن حنبل رح اور امام لیث رح نے اس حدیث کو ظاہری معنیٰ میں لیا ہے اور جمہور نے اس کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد وہ صورت ہے جب اضطرار کی کیفیت ہو اور مہمان بھوک کے مارے مرا جاتا ہو تو اس کی ضیافت واجب ہے اور اگر لوگ ضیافت نہ کریں تو وہ جبراً اپنی ضرورت کے مطابق وصول کر لے۔ یا زبان سے ان کو اپنا حق بتا کر ان سے اپنا حق وصول کرے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صورت اسلام کے ابتدائی دنوں میں تھی بعد میں منسوخ ہو گئی لیکن نسخ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نووی رح۔ مترجم

کتاب الجهاد

باب ۱: جن کافروں کو اسلام کی دعوت دی جا چکی ہو (اور پھر بھی انھوں نے اسلام قبول نہ کیا ہو) ان پر پیشگی اطلاع دیے بغیر اچانک حملہ کرنا جائز ہے

۱۱۲۹ ـــــ حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق پر حملہ کیا تھا جب کہ وہ غافل تھے اور ان کے جانور پانی پی رہے تھے چنانچہ آپؐ نے ان میں سے لڑنے والوں کو قتل کرا دیا اور ان کے بال بچوں کو قیدی بنا لیا تھا اسی دن حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا قید ہوئی تھیں اور عبد اللہ بن عمرؓ خود اس لشکر میں شریک تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۱۳ من ملک من العرب رقیقاً

باب ۳: جنگ کے موقع پر دشمنوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کا حکم اور ایسی باتوں کی ممانعت جن سے نفرت پیدا ہو

۱۱۳۰ ـــــ (حدیث ابو موسیٰ اور معاذ رضی اللہ عنہما) سعید بن ابی بردہؒ اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ میرے دادا حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت معاذؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا: نرمی کا برتاؤ کرنا سختی نہ کرنا اور ان سے ایسی باتیں کرنا جو ان کے لیے خوشی اور طمانیت کا باعث ہوں نفرت پیدا کرنے والی باتوں سے بچنا اور خوش دلی سے آپس کا اتفاق قائم رکھنا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۶۰ بعث ابی موسیٰ ومعاذ الی الیمن قبل حجة الوداع

۱۱۳۱ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسانی پیدا کرو اور سختی میں مبتلا نہ کرو لوگوں کو خوشخبری دو اور ایسی باتیں نہ کرو جن سے نفرت پیدا ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۱۱ ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولهم بالموعظة والعلم کی لا ینفروا

باب ۴: عہد شکنی حرام ہے

۱۱۳۲ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے

دن ہر عہد شکنی کرنے والے کا جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۹۹ ما یدعی الناس بآبائھم

۱۱۳۳ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ہر دغاباز کا ایک جھنڈا ہوگا جو اس دن نصب کیا جائے گا اور اس جھنڈے سے وہ پہچانا جائے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۸ الجزیۃ: باب ۲۲ اثم الغادر للبر والفاجر

باب ۵: جنگ میں دشمن کو دھوکہ دینا اور جنگی چالیں چلنا جائز ہے

۱۱۳۴ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ ؓ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنگ فریب اور چالبازی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۵۷ الحرب خدعۃ

۱۱۳۵ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ کو دھوکہ دہی اور چالبازی کا نام دیا ہے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۵۷ الحرب خدعۃ

باب ۶: جنگ کی آرزو کرنا مکروہ ہے اور جب دشمن سے مقابلہ پیش آجائے تو صبر و استقلال سے کام لینا لازم ہے

۱۱۳۶ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دشمن سے مقابلہ درپیش آنے کی آرزو نہ کرو لیکن جب جنگ شروع ہو جائے تو صبر و استقامت سے کام لو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۵۶ لا تمنوا لقاء العدو

۱۱۳۷ ــــ حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ: جب عمر بن عبیداللہؓ حروریہ کی طرف (خارجیوں سے مقابلے کے لیے) گئے تو حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نے انھیں لکھا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعض جنگوں میں ایک موقع پر

---

[1] یہ ارشاد آپؐ نے غزوہ خندق کے موقع پر فرمایا تھا جب حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کو آپؐ نے اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ جا کر قریش، بنی غطفان اور یہودیوں کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف باتیں پھیلا کر نفرت اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کریں۔ نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اس بات پر سب علما کا اتفاق ہے کہ جنگ کے موقع پر کافروں کے ساتھ ہر قسم کی چالبازی اور ایسا مکر و خداع جائز ہے جس میں عہد شکنی یا امان دینے کے بعد بدعہدی نہ ہو کیونکہ عہد شکنی یا امان دینے کے بعد دھوکہ کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے اور اس کی صریح ممانعت کر دی گئی ہے۔ مرتب و مترجم از نوویؒ

اس وقت تک انتظار کیا کہ سورج ڈھل گیا پھر آپؐ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! کبھی جنگ کی تمنا نہ کرو اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگتے رہو لیکن جب دشمن سے مقابلہ پیش آجائے تو صبر و استقامت سے لڑو، اور یاد رکھو جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اللّٰھم منزل الکتاب ومجری السحاب و ھازم الاحزاب، اھزمھم و انصرنا علیھم (اے اللہ! جس نے کتاب نازل فرمائی، بادلوں کو چلایا اور دشمن کے جتھوں کو شکست دی، ان دشمنوں کو بھی بھگا دے اور ہم کو ان پر اپنی مدد سے کامیابی عطا فرما)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۵۶ لا تمنوا لقاء العدو

باب ۸: جنگ میں عورتوں اور بچّوں کو قتل کرنا حرام ہے

۱۱۳۸ ـــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے کسی غزوے میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو ناپسندیدہ قرار دے کر اس سے منع فرما دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۴۷ قتل الصبیان فی الحرب

باب ۹: شبخون مارتے وقت اگر بغیر قصد کے عورتیں اور بچّے قتل ہو جائیں تو جائز ہے

۱۱۳۹ ـــ حدیث صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ: حضرت صعبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مقام ابواء یا مقام ودان کے پاس سے گزرے اور میں آپؐ کے ساتھ تھا، آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ اگر دار الحرب کے مشرکوں پر شبخون مارا جائے اور حملہ میں مشرکوں کی عورتیں اور بچے بھی قتل ہو جائیں تو؟ آپؐ نے فرمایا: وہ انہی میں سے ہیں (یعنی اس صورت میں بچوں اور عورتوں کا بھی وہی حکم ہے جو دوسرے مشرکوں کا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۴۶ اھل الدار یبیتون فیصاب الولدان والذراری

باب ۱۰: کافروں کے درخت کاٹنا اور جلانا جائز ہے

۱۱۴۰ ـــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جو بویرہ کہلاتے تھے کاٹے اور جلائے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ۔ الحشر-۵) ”تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹے یا جن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ ہی کے اذن سے تھا۔“

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۱۴ حدیث بنی النضیر

⁘　⁘　⁘

باب ۱۱ : مالِ غنیمت اس اُمّت کے لیے بطورِ خاص حلال کیا گیا ہے

۱۱۴۱ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے انبیاءؑ میں سے ایک نبی نے جہاد کا ارادہ کیا تو اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ شخص نہ چلے جس نے تازہ تازہ نکاح کیا ہو اور اپنی بیوی کے ساتھ شبِ زفاف گزارنا چاہتا ہو لیکن ابھی اسے اس کا موقع نہ ملا ہو اور نہ کوئی ایسا شخص چلے جس نے گھر بنایا ہو لیکن ابھی اس کی چھت بلند نہ کی ہو اور نہ وہ شخص چلے جس نے بکریاں یا گابھن اُونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے جننے کا انتظار ہو (اس لیے کہ ان تمام صورتوں میں ان لوگوں کا دل ان چیزوں میں لگا رہے گا) پھر وہ نبیؑ جہاد کے لیے روانہ ہُوئے اور عصر کے وقت یا عصر کے قریب اس بستی تک پہنچے تو انھوں نے سُورج سے کہا : تُو بھی پابندِ احکام ہے اور میں بھی حکم کا بندہ ہوں۔ اے اللہ! اسے ہمارے اوپر روک دے۔ چنانچہ سُورج کو روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بستی پر فتح عطا فرما دی۔ پھر اس نبیؑ نے مالِ غنیمت جمع کیا اور (قربان گاہ میں رکھ دیا) اسے کھانے کے لیے آگ آئی لیکن اس نے اسے نہ کھایا۔ نبیؑ نے کہا، یقیناً تم میں سے کسی نے چوری کی ہے لہٰذا ہر قبیلہ میں سے ایک ایک شخص میرے ہاتھ پر بیعت کرے (حلف اٹھائے) بیعت کے دوران ایک شخص کا ہاتھ نبیؑ کے ہاتھ سے چپک گیا تو انھوں نے فرمایا: تمھارے قبیلہ میں ہی کوئی چور ہے چنانچہ پورا قبیلہ بیعت کرے پھر بیعت کرتے وقت اس قبیلہ کے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ چپک گیا تو آپؑ نے فرمایا تم ہی میں سے کوئی چور ہے۔ چنانچہ وہ ایک سونے کا بنا ہُوا گائے کا سر لائے اور اسے اس ڈھیر میں رکھ دیا گیا پھر آگ آئی اور سارے مالِ غنیمت کو کھا گئی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عجز دیکھا اور اس بنا پر ہمارے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا۔[1]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۷ فرض الخمس : باب ۸ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احلت لکم الغنائم

باب ۱۲ : مالِ غنیمت کی تقسیم کا بیان

۱۱۴۲ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک سریہ (حملہ آور دستہ) بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ خود بھی شریک تھے اس دستے کو وہاں بہت سے اُونٹ

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ نبی حضرت یوشعؑ بن نون تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور یہ بستی ملک شام کا شہر اریحا تھا۔ یہ حملہ جمعہ کے دن کیا گیا تھا اور حضرت یوشعؑ نے آفتاب کے رُکنے کی دعا اس لیے مانگی تھی کہ غروبِ آفتاب کے بعد ہفتہ کا دن شروع ہو جاتا اور بنی اسرائیل کے لیے یوم السبت میں لڑائی منع تھی۔ چنانچہ آپ کی دُعا سے معجزاتی طور پر آفتاب کو روک رکھا گیا حتیٰ کہ بستی فتح ہو گئی۔ حضرت یوشعؑ نے نئے بیاہے ہوئے لوگوں اور جانوروں اور مکانوں والوں کو جہاد میں شریک ہونے سے اس لیے روک دیا تھا کہ ان کا دل دوسری طرف مشغول ہوگا اور دلجمعی سے جہاد میں حصہ نہ لے سکیں گے۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہ تھا اور ایسے مال کو قربان گاہ میں رکھ دیا جاتا تھا جسے آسمانی آگ آ کر جلا دیتی تھی اور یہی چیز اس بات کی دلیل ہوتی تھی کہ ان کا جہاد اور قربانی مقبول ہے۔ مرتب و مترجم از نوویؒ

مالِ غنیمت میں ملے اور ہر شخص کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اُونٹ آئے اور ایک ایک اُونٹ مزید سب کو انعام میں ملا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱۵ ومن الدلیل علی ان الخمس لنوائب المسلمین

۱۱۴۳ ـــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جو سرایا (حملہ آور دستے) روانہ کیا کرتے تھے ان میں سے بعض کو بطور خاص ان کی ذات کے لیے عام لشکر کے حصہ سے کچھ زائد حصہ عطا فرمایا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱۵ ومن الدلیل علی ان الخمس لنوائب المسلمین

باب ۱۳: مقتول کے مال وسامان کا حق دار وہ مجاہد ہے جس نے اسے قتل کیا

۱۱۴۴ ـــ حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ جس سال جنگ حنین ہُوئی ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ہم کاب تھے پھر جب دشمن سے معرکہ پیش آیا تو ابتداء میں مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا، اسی وقت میں نے ایک مُشرک کو دیکھا کہ ایک مسلمان پر غلبہ پائے ہُوئے ہے تو میں گھوم کر اس کے پیچھے سے آیا اور اس کے شانہ پر تلوار کا وار کیا، وہ مجھ پر پلٹ پڑا اور اس نے مجھے اتنے زور سے بھینچا کہ میری آنکھوں میں موت کی تصویر پھر گئی، پھر وہ مرگیا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد میں حضرت عمرؓ بن الخطاب سے آکر ملا اور میں نے دریافت کیا کہ مسلمانوں کو کیا ہُوا ہے؟ آپ نے کہا: اللہ کا حکم (رضا) یہی تھا۔

پھر لوگ لوٹ آئے (اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہُوئی) اور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے، اور آپؐ نے فرمایا: جس شخص نے کسی (کافر) کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس قتل کی شہادت بھی موجود ہو تو مقتول کا مال وسامان اسی کو ملے گا۔ یہ سن کر میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا: (میں نے ایک کافر کو قتل کیا ہے) کیا کوئی ہے جو میرے حق میں گواہی دے؟ یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا: جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس شہادت موجود ہو مقتول کا مال وسامان اسی کا ہے۔ میں پھر اٹھا اور میں نے دوبارہ کہا: کوئی ہے جو میرے حق میں گواہی دے؟ یہ کہہ کر میں پھر بیٹھ گیا اور نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ پھر وہی بات دہرائی (جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس قتل کی شہادت بھی موجود ہو تو مقتول کے مال وسامان کا وہی حق دار ہے) پھر ایک شخص اُٹھا اور اس نے کہا: یا رسولؐ اللہ! یہ (حضرت ابو قتادہؓ) سچ کہتے ہیں اور اس مقتول کا مال وسامان میرے پاس ہے اور آپؐ انھیں (ابو قتادہؓ کو) اس بات پر راضی کر دیجیے (کہ یہ مال میرے پاس رہنے دیں) یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! خدا کی قسم ہرگز نہیں! اس کے معنیٰ تو یہ ہُوئے کہ تو چاہتا ہے رسول اللہ ﷺ اللہ کے ایک شیر کو جو اللہ اور رسولؐ کی طرف سے لڑا یہ حکم دیں کہ وہ اپنے مقتول کا مال وسامان تجھ کو دے دے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا کہ حضرت صدیقؓ نے سچ کہا ہے۔ اور اس نے وہ

سامان اور مال مجھے دے دیا اور میں نے اس میں سے ایک زِرہ فروخت کی اور اس کی قیمت سے بنی سلمہ کے محلّہ میں ایک باغ خرید لیا اور یہ پہلا مالِ غنیمت تھا جو مسلمان ہونے کے بعد میں نے حاصل کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱۸ من لم یخمس الاسلاب ومن قتل قتیلاً فله سلبه

۱۱۴۵ــــ حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ: حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن جب میں صف میں کھڑا تھا میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے دو کم سن انصاری لڑکے نظر آئے (ان کو دیکھ کر) میرے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں ان کی بجائے زیادہ قوی نوجوانوں کے درمیان ہوتا (اسی وقت) ان میں سے ایک لڑکے نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیا اور پوچھا: چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں میں اسے جانتا ہوں، لیکن بھتیجے! تمھیں اس سے کیا غرض؟ کہنے لگا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں بدگوئی کرتا ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں اسے دیکھ پاؤں تو میں اس سے اس وقت تک جُدا نہ ہوں گا جب تک ہم میں سے ایک جس کی موت پہلے آئی ہو گی ہلاک نہ ہو جائے گا۔ میں اس کی یہ بات سن کر حیران ہو رہا تھا کہ دوسرے لڑکے نے ٹھوکا دیا اور وہی گفتگو کی جو پہلے نے کی تھی۔ اسی وقت میری نظر ابوجہل پر پڑی جو لوگوں کے درمیان پھر رہا تھا میں نے ان لڑکوں سے کہا: لو یہ رہا وہ شخص جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف جھپٹے اور اس پر ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر دونوں وہاں سے لوٹ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپؐ کو اس کے قتل کی اطلاع دی، آپؐ نے دریافت فرمایا: تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ دونوں میں سے ہر ایک نے کہا: میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے دونوں کی تلواروں کا ملاحظہ کیا اور فرمایا: ٹھیک ہے، تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے، اس کا مال و سامان معاذؓ بن عمرو بن الجموع کو دیا جائے اور ان دونوں لڑکوں میں سے ایک معاذؓ بن عفراء تھا اور دوسرا معاذؓ بن عمرو بن جموع تھا[۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱۸ من لم یخمس الاسلاب ومن قتل قتیلاً فله سلبه

باب ۱۵: فیء یعنی اس مالِ غنیمت کا بیان جو جنگ کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ آئے

۱۱۴۶ــــ حدیث عمر رضی اللہ عنہ: حضرت عمرؓ بن الخطاب بیان کرتے ہیں کہ بنی النضیر کا مال و دولت ایسا مالِ غنیمت تھا جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خود عطا فرمایا تھا اور اس کے لیے مسلمانوں نے ان (بنی نضیر) پر گھوڑوں اور اونٹوں سے چڑھائی نہیں کی تھی، یہی وجہ ہے کہ یہ اموال محض نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص تھے اور آپؐ اس میں سے اپنے اہل و عیال کا ایک سال کا خرچہ نکال لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ کو ہتھیاروں، گھوڑوں اور جہاد

---

[۱] قتل میں دونوں لڑکے شریک تھے لیکن تلواروں کو دیکھ کر آپؐ نے یہ اندازہ فرمایا کہ کس کی تلوار زیادہ کاری پڑی تھی اور اسی بنا پر سامان کے سلسلہ میں معاذؓ بن عمرو بن الجموع کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا۔ مرتبؒ۔ مترجم

فی سبیل اللہ کی تیاری میں صرف کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجھاد والسیر: باب ۸۰ المجن ومن یترس بترس صاحبہ

۱۱۴۷ ـــــ (حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ): مالک بن اوس بن حدثان نصری بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بُلایا (جس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا) اسی وقت آپ کا دربان یرفا حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت عثمانؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں کیا انھیں اجازت ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آنے دو۔ چنانچہ دربان انھیں اندر لے آیا۔ پھر دوبارہ آیا اور دریافت کیا کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما آئے ہیں کیا انھیں بھی آنے کی اجازت ہے؟ حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی۔ جب یہ دونوں اندر آ گئے تو حضرت عباسؓ نے کہا: اے امیر المومنین میرے اور ان (حضرت علیؓ) کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ کر دیجیے ـــ ان کا یہ جھگڑا اس مال غنیمت کے سلسلہ میں تھا جو اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور فیئ عطا فرمایا تھا ـــ اس گفتگو کے دوران حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے درمیان سخت کلامی بھی ہوگئی۔ چنانچہ حاضر مجلس لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! ضرور ان دونوں کے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیجیے اور دونوں کا ایک دوسرے سے پیچھا چھڑا دیجیے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ٹھہرو! جلدبازی سے کام نہ لو۔ میں تم سب لوگوں کو اُس اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ہماری میراث تقسیم نہیں ہوتی ہمارا ترکہ صدقہ ہے"۔ اور آپؐ کی مُراد اس سے اپنی ذات تھی۔ سب حاضرین کہنے لگے: ہاں یہ تو آپؐ نے ضرور فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرات عباسؓ و علیؓ سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دلا کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم کو بھی معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی؟ دونوں کہنے لگے: ہاں آپؐ نے یقیناً یہ ارشاد فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا: اب میں تم کو اس معاملہ کے متعلق اصل بات بتاتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس مال غنیمت کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا خاص حق عطا فرمایا تھا جو آپؐ کے سوا کسی دوسرے کو عطا نہیں فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ الحشر) "اور جو مال اللہ نے ان کے قبضے سے نکال کر اپنے رسولؐ کی طرف پلٹا دیے وہ ایسے مال نہیں ہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے ہوں بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلّط عطا فرما دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

لہٰذا اس قسم کے تمام اموال خالصتًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھے دوسروں کا اس پر کوئی حق نہ تھا مگر پھر بھی خدا کی قسم! آپؐ نے ان اموال کو تم سے بچا کر نہیں رکھا اور نہ مال کو تم پر ترجیح دی بلکہ وہ اموال تم کو عطا فرما دیے اور تم ہی میں ان کو تقسیم کر دیا یہاں تک کہ ان اموال (فیئ) میں سے صرف یہ مال بچا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا نفقہ لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ کو پھر اللہ کے بیت المال میں داخل فرما دیتے تھے سو یہ طریق کار تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حین حیات اختیار فرمایا۔ پھر آپ کا وصال ہوگیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں اور ان اموال کو اپنی تحویل میں لے لیا اور ان کو انہی مصارف میں خرچ کرتے رہے اور ویسا ہی تصرّف

کرتے رہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم لوگ اس وقت بھی ان کے طرز عمل کا شکوہ کرتے رہے اور ان کے بارے میں کئی طرح کی باتیں بناتے رہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے طرز عمل میں سچے تھے، درست کار تھے، راہ راست پر تھے اور حق پر کاربند تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کا بھی انتقال ہو گیا اور میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی مسند نیابت سنبھالی اور اب میری امارت کے دوران دو سال سے وہ اموال میری تحویل ہیں اور میں نے ان کے سلسلہ میں وہی طریق کار اختیار کر رکھا جو نبی کریم ﷺ اور ابوبکرؓ کا تھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس معاملہ میں صادق ہوں، درست کار ہوں، راہ راست پر ہوں اور حق پر کاربند ہوں۔ پھر آپ دونوں حضرات میرے پاس آئے دونوں ایک ہی بات کہتے تھے اور دونوں کا مسئلہ بھی ایک ہی تھا اور آپ بھی اے عباسؓ میرے پاس آئے تو میں نے آپ دونوں سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہماری (گروہ انبیاء کی) میراث تقسیم نہیں ہوتی ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ پھر جب میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان اموال کو تمھارے سپرد کر دوں تو میں نے تم سے کہا کہ اگر تم دونوں چاہو تو میں یہ اموال تمھارے سپرد کیے دیتا ہوں اس شرط پر کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کرو اور ان اموال کا انتظام و تصرف اسی نہج پر کرو جس پر خود نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ نے اور میں نے عمل کیا جب سے میں والیٔ امر بنا، اور اگر آپ دونوں کو یہ شرط منظور نہیں تو پھر آپ اس سلسلہ میں مجھ سے کوئی بات نہ کریں۔ آپ نے کہا کہ ان شرائط پر یہ اموال ہمارے سپرد کر دیجیے اور میں نے وہ آپ کے سپرد کر دئیے۔ اب کیا آپ دونوں حضرات مجھ سے اس سے مختلف کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو قسم اُس اللہ کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، میں اس معاملہ میں قیامت تک کوئی ایسا فیصلہ نہ کروں گا جو اس فیصلہ سے مختلف ہو۔ البتہ اگر تم دونوں اس کے انتظام سے عاجز آ گئے ہو تو یہ اموال دوبارہ میری تحویل میں دے دو، میں ان کا انتظام سنبھال کر تمھیں اس دردسری اور پریشانی سے نجات دلا دوں گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۱۴ حدیث بنی النضیر

باب ۱۶: نبی کریم ﷺ کا ارشاد "ہمارا کوئی وارث نہیں ہمارا ترکہ صدقہ ہے"

۱۱۴۸ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد اُمہات المومنینؓ نے چاہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں تاکہ حضرت صدیقؓ سے اس میراث کا مطالبہ کریں جو اُمہات المومنینؓ کا حق ہے۔ اس موقع پر اُم المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کیا یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نہیں ہے؟: "ہماری (انبیاء کی) میراث کسی کو نہیں ملتی، ہم جو مال اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۵ الفرائض: باب ۳ قول النبی ﷺ لا نورث ما ترکنا صدقة

۱۱۴۹ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور آپ سے نبی کریم ﷺ کے ان اموال میں سے جو مدینہ اور فدک میں آپ

کو اللہ تعالیٰ نے بطورِ خاص عطا کیے تھے نیز جو خیبر کے خمس میں سے باقی بچے تھے اپنی میراث کے حصہ کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: یقیناً نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو ترکہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے" البتہ یہ ضرور ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اہلِ خاندان ان اموال میں سے اپنی ضروریات حاصل کرتے رہیں گے ۔ اور میں بخدا! نبی کریم ﷺ کے صدقات کو اس حالت سے ذرا بھی نہ بدلوں گا جو آپ کے زمانہ میں تھی۔ اور ان کے سلسلہ میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح خود نبی کریم ﷺ عمل کیا کرتے تھے۔ یہ کہہ کر حضرت صدیق ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کو ان میں سے کچھ بھی دینے سے انکار کر دیا اور اسی وجہ سے حضرت فاطمہ ؓ حضرت ابوبکر ؓ سے ناراض ہوگئیں اور آپ سے ملنا جلنا ترک کر دیا اور پھر اپنی وفات تک حضرت فاطمہ ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ سے بات نہ کی حضرت فاطمہ ؓ نبی کریم ﷺ کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کے خاوند حضرت علی ؓ نے آپ کو راتوں رات دفن کر دیا اور حضرت ابوبکر ؓ کو آپ کی وفات کی اطلاع نہ دی اور خود ہی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت فاطمہ ؓ کی زندگی میں حضرت علی ؓ کو لوگوں میں ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا لیکن جب حضرت فاطمہ ؓ کا انتقال ہوگیا تو حضرت علی ؓ نے لوگوں کے رُخ کو پھرا ہوا پایا اور آپ نے چاہا کہ حضرت ابوبکر ؓ سے صلح ہو جائے اور آپ ان کی بیعت کرلیں۔ حضرت علی ؓ نے ان چھ مہینوں تک آپ کی بیعت نہیں کی تھی چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر ؓ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور اکیلے آئیں کوئی اور آپ کے ساتھ نہ ہو (دراصل آپ حضرت صدیق ؓ کے ہمراہ حضرت عمر ؓ کے آنے کو ناپسند کرتے تھے اس لیے یہ کہلایا تھا کہ کوئی اور آپ کے ساتھ نہ ہو) حضرت علی ؓ کے اس پیغام پر حضرت عمر ؓ نے کہا: نہیں بخدا! آپ ان کے پاس تنہا نہ جائیں گے۔ اس پر حضرت صدیق ؓ نے فرمایا: کیوں! تم کیا توقع رکھتے ہو کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ بخدا! میں ضرور ان کے پاس اکیلا جاؤں گا چنانچہ حضرت صدیق ؓ تشریف لے گئے اور حضرت علی ؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ ہم کو یقیناً آپ کی فضیلت کا عرفان حاصل ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے وہ بھی ہمیں معلوم ہے اور ہم کو آپ سے کسی ایسی خیر پر کوئی رشک نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے لیکن آپ اس امرِ خلافت میں خود مختار بن گئے ہیں حالانکہ ہم سمجھتے تھے کہ قرابتِ رسول ﷺ کی بنا پر اس (کے مشوروں) میں ہمارا بھی حصہ ہے یہ گفتگو سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر جب حضرت صدیق ؓ بولنے کے قابل ہوئے تو آپ نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت کا لحاظ مجھ کو اپنی قرابت کی رعایت سے زیادہ محبوب ہے اور یہ جو مجھ میں اور تم میں ان اموال (فدک، اموال بنی نضیر اور خمس خیبر وغیرہ) کے بارے میں اختلاف ہوا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے ان کے معاملہ میں خیر و صواب کے طریقہ سے ذرا بھی انحراف نہیں کیا اور میں نے ان کے سلسلہ میں کوئی ایسا کام نہیں چھوڑا جو میں نے نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا تھا۔ پھر حضرت علی ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہا: ہم بیعت کے لیے آپ کے ساتھ سہ پہر کا وقت مقرر کرتے ہیں، پھر جب حضرت صدیق ؓ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر چڑھے اور آپ نے حمد و ثنا کے بعد حضرت علی ؓ کی ملاقات کا ذکر کیا اور ان کے بیعت سے پیچھے رہنے اور اس کے وہ اسباب و وجوہ بیان کیے جو حضرت علی ؓ نے

بطور عذر پیش کیے تھے اس کے بعد حضرت علیؓ نے استغفار کی اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور حضرت ابوبکرؓ کے حق کی فضیلت کو تسلیم کیا اور کہا: میں نے جو کچھ اس سلسلہ میں کیا اس کا سبب نہ تو حضرت ابوبکرؓ سے حسد ہے اور نہ اس کا باعث حضرت ابوبکرؓ کی اس فضیلت و مرتبت کا انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہے۔ بلکہ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ خلافت میں ہمارا بھی حصّہ ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے اکیلے ہی ہمارے مشورے کے بغیر یہ کام سنبھال لیا ہے، اس وجہ سے ہم کو رنج ہُوا تھا۔ یہ باتیں سن کر سب مسلمان خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ نے درست اقدام کیا ہے اور مسلمان پھر حضرت علیؓ کے قریب ہو گئے جب انھوں نے امرِ معروف کی طرف رجوع کیا (یعنی حضرت صدیقؓ کی بیعت کرلی)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوۂ خیبر

۱۱۵۰ — حدیث عائشہ ؓ: اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مطالبہ کیا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے ترکہ میں سے اور ان اموال میں سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے بطور فیئ عطا فرمائے تھے، میراث کا میرا حصہ تقسیم کر کے مجھے دے دیں، حضرت ابوبکرؓ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہماری کوئی میراث نہیں ہم جو ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے[1]۔ یہ جواب سن کر حضرت فاطمہؓ ناراض ہو گئیں اور حضرت ابوبکرؓ سے بول چال بند کر دی اور پھر اپنی وفات تک آپ کے تعلقات حضرت صدیقؓ سے بحال نہیں ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں — حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ان اموال میں سے اپنا حصہ طلب کیا تھا جو نبی کریم ﷺ نے خیبر، فدک اور صدقاتِ مدینہ میں چھوڑے تھے۔ لیکن حضرت صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جو کچھ (ان اموال کے سلسلہ میں) نبی کریم ﷺ کیا کرتے تھے وہی میں بھی کروں گا۔ میں اس طریقِ کار میں کوئی تبدیلی نہ کرونگا اور نہ کوئی بات چھوڑوں گا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں اگر آپؐ کے احکام میں سے کسی ایک حکم پر بھی عمل نہ کروں گا تو گمراہ ہو جاؤں گا — بعد ازاں مدینہ کا صدقہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو دے دیا تھا لیکن خیبر اور فدک کو حضرت عمرؓ نے اپنی ہی تحویل میں رکھا اور کہا کہ یہ دونوں (خیبر و فدک) نبی کریم ﷺ کے ایسے صدقے تھے جو ادائیگی حقوق میں اور ایسے امور اور کاموں میں صَرف ہُوا کرتے تھے جو آپؐ کو درپیش ہوتے تھے اس لیے ان کا انتظام و انصرام اس کے پاس رہے گا جو والیٔ امر (امیر المومنین) ہو گا چنانچہ ان دونوں کا معاملہ آج تک اسی طریقہ پر چلا آرہا ہے[2]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۱ فرض الخمس

---

[1] نووی ؒ نے لکھا ہے کہ جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ کل انبیاء کی میراث کا یہی حکم ہے یعنی ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا لیکن حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کیونکہ دعائے زکریا ؑ میں ہے یرثنی ویرث آل یعقوب اور حضرت سلیمان کے سلسلہ میں مذکور ہے وورث سلیمان داؤد لیکن صحیح مذہب جمہور کا ہے اور دونوں آیتوں میں میراث سے مراد نبوت ہے نہ کہ دنیوی میراث۔ مترجم۔ حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۵۱ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری وراثت کا ایک دینار بھی تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ میرے ترکہ میں سے ازواجِ مطہرات کے نفقات اور منتظم کے اخراجات وضع کرنے کے بعد جو کچھ بچے وہ سب صدقہ ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۵ الوسایا: باب ۳۲ نفقة القیم للوقف

باب ۱۹: قیدی کو باندھنا یا قیدخانہ میں رکھنا یا احسان کی خاطر (فدیہ کے بغیر) چھوڑ دینا جائز ہے

۱۱۵۲ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا یہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو ــــ جس کا نام ثمامہ بن آثال تھا پکڑ لائے اور مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا بعدازاں اس کے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس سے دریافت کیا: اے ثمامہ تمھارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ کہنے لگا: اے محمدؐ! سب ٹھیک ہے، اگر آپؐ مجھے قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے ذمے خون ہے اور اگر آپؐ احسان کریں گے تو ایسے شخص پر کریں گے جو شکرگزار ہونا جانتا ہے، اور آپؐ اگر میرے بدلے میں مال چاہتے ہیں تو جتنا جی چاہے مانگ لیجیے۔ پھر دوسرے دن آپؐ نے اس سے دوبارہ دریافت کیا: اب تمھارا کیا خیال ہے؟ اے ثمامہ! کہنے لگا: وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اگر آپؐ احسان کریں گے تو ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکرگزار ہونا جانتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ پھر تیسرے دن دریافت فرمایا: تمھارا کیا خیال ہے؟ اے ثمامہ! کہنے لگا: میرا وہی جواب ہے جو میں عرض کر چکا ہوں۔ آپؐ نے حکم دیا: ثمامہ کو آزاد کر دو۔ چنانچہ آزاد ہونے کے بعد اس نے مسجد کے قریب ایک تالاب پر جا کر غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اے محمدؐ! خدا کی قسم۔ پہلے رُوئے زمین پر آپؐ کے چہرے سے زیادہ ناپسندیدہ چہرہ کوئی نہ تھا لیکن اب آپؐ کا چہرۂ مبارک میرے لیے دنیا میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب چہرہ ہے اور بخدا کوئی دین مجھے آپؐ کے دین سے زیادہ ناپسند نہ تھا لیکن اب یہی دین میرے لیے سب سے زیادہ محبوب دین ہے، بعینہٖ آپؐ کے شہر سے زیادہ ناپسند مجھے کوئی اور شہر نہ تھا لیکن اب وہی شہر میرے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ بن گیا ہے ــــ (دوسری

حاشیہ صفحہ گزشتہ ۲؎۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال مندرجہ ذیل تھے (۱) سات باغ بنی نضیر میں تھے جو ایک یہودی کی وصیت کے مطابق جب وہ احد کے دن مسلمان ہوا تھا آپؐ کی ملک میں آئے (۲) مدینہ کی وہ زمین جو آپؐ کو انصار نے دی تھی (۳) بنی نضیر کا وہ مال جو ان کی جلاوطنی کے وقت جنگ کے بغیر ہاتھ آیا۔ (۴) باغ فدک کا نصف حصہ جو خیبر کی فتحؓ کے بعد صلح کے وقت آپؐ کی ملک قرار پایا (۵) وادی القریٰ کی ایک تہائی وادی (۶) خیبر کے دو قلعے ۱۔ وطیح اور ۲۔ سلام، جو صلح کی رُو سے لیے گئے (۷) خیبر کے خمس میں سے آپؐ کا حصہ۔ یہ سب آپؐ کے املاک تھے اور ان میں کسی اور کا کوئی حصہ نہ تھا۔ آپؐ ان اموال کو اپنے اہل و عیال اور مسلمانوں کی ضرورتوں میں خرچ کیا کرتے تھے لہٰذا ان کو ہمیشہ صدقات کے طور پر رہنا چاہیے اور کسی کے لیے ان کا مالک بننا جائز نہیں ۔ مترجم از نوویؒ

بات جو مجھے عرض کرنا ہے یہ ہے جس وقت آپؐ کے سواروں نے مجھے گرفتار کیا میں عمرے کے ارادے سے جا رہا تھا' اس سلسلہ میں اب آپؐ کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے انھیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ جب وہ (عمرہ کرنے) مکہ میں آئے تو ان سے کسی نے کہا: تُو بھی بے دین ہو گیا؟ کہنے لگے: نہیں! بلکہ میں حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو گیا ہوں۔ اور کان کھول کر سن لو، بخدا! اب تم کو یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں ملے گا جب تک نبی کریم ﷺ اجازت نہ دیں گے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٤ المغازي: باب ٧٠ وفد بني حنيفة وحديث ثمامة بن آثال

باب ۲: یہودیوں کا سرزمینِ حجاز سے نکالا جانا

۱۱۵۳ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے کہ جناب نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: یہود کی طرف چلو۔ لہٰذا ہم آپؐ کے ساتھ چل پڑے حتیٰ کہ ہم بیت المدراس[1] میں آ گئے پھر نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور آواز دی۔ اے گروہِ یہود! اسلام قبول کر لو محفوظ رہو گے۔ ان لوگوں نے کہا: اے ابوالقاسمؐ! آپؐ نے پیغام پہنچا دیا۔ آپؐ نے فرمایا: میرا مقصد بھی یہی تھا۔ پھر دوسری مرتبہ آپؐ نے وہی کلمات دہرائے تو یہود نے پھر وہی جواب دیا: اے ابوالقاسمؐ! آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ پھر آپؐ نے تیسری بار اپنی بات دہرائی اور فرمایا: تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ زمین اللہ کی اور اللہ کے رسول کی ملک ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس علاقہ سے نکال دوں، لہٰذا تم میں سے جس کے پاس کوئی مال ہو اور وہ اسے فروخت کر سکے تو فروخت کر دے، ورنہ یاد رکھو! زمین اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٨٩ الاكراه: باب ٢ في بيع المكره ونحوه في الحق وغيره

۱۱۵۴ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ بنی نضیر اور بنی قریظہ نے (مسلمانوں سے) جنگ کی تو نبی کریم ﷺ نے بنی نضیر کو تو جلاوطن کر دیا اور بنی قریظہ کو ان کے علاقے میں رہنے کی اجازت دے دی بلکہ ان پر احسان و اکرام بھی فرمایا یہاں تک کہ بنی قریظہ پھر لڑے (اور انھوں نے بدعہدی کی) تو آپؐ نے ان کے مردوں کو قتل کرا دیا اور عورتوں، بچوں اور ان کے مال و دولت کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا البتہ ان میں سے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے تھے۔ آپؐ نے ان کو امن دے دیا تھا اور وہ مسلمان ہو گئے تھے نیز آپؐ نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا مثلاً بنی قینقاع کو جو حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا قبیلہ تھا اور بنی حارثہ کے یہودیوں کو، الغرض تمام ان یہودیوں کو جو مدینہ میں موجود تھے[2]

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٤ المغازي: باب ١٤ حديث بني النضير

---

[1] بیت المدراس۔ وہ مقام تھا جہاں بیٹھ کر یہودی تورات کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ مرتبؒ

[2] بنی نضیر اور بنی قریظہ یہودیوں کے دو بڑے قبیلوں کے نام ہیں اسی نام سے ان کی بستیاں موسوم تھیں۔ بنی نضیر کو ابتدا میں ہی (باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں)

باب ۲۲ : عہد شکنی کرنے والوں سے جنگ کرنا اور قلعہ بند دشمن کو کسی صائب الرائے اور عادل شخص کے حکم پر ہتھیار ڈالنے کی اجازت دینا جائز ہے

۱۱۵۵ ـــــ حدیث ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ): حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بنو قریظہ نے حضرت سعدؓ بن معاذ کو حکم تسلیم کر کے ہتھیار ڈالنا قبول کر لیا تو آپؐ نے حضرت سعدؓ کو بلوا بھیجا ـــــ اس وقت حضرت سعدؓ آپؐ کے قریب ہی تھے ـــــ حضرت سعدؓ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے جس وقت حضرت سعدؓ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اپنے سردار کے احترام و استقبال کے لیے کھڑے ہو جاؤ! حضرت سعدؓ آ کر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھ گئے تو آپؐ نے انھیں بتایا کہ ان لوگوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈالنا قبول کیا ہے کہ آپ جو فیصلہ کریں گے انھیں منظور ہو گا۔ حضرت سعدؓ کہنے لگے: میں یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان کے تمام لڑاکا جوانوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا جائے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: یقیناً تم نے ان کے بارے میں ایسا فیصلہ کیا ہے جو بادشاہ کا (اللہ تعالیٰ کا) فیصلہ ہے[1]۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۶ الجهاد: باب ۱۶۸ اذا نزل العدو على حكم رجل

۱۱۵۶ ـــــ حدیث عائشہ (رضی اللہ عنہا): ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعد (بن معاذ) (رضی اللہ عنہ) غزوہ خندق میں زخمی ہو گئے تھے آپ کو قریش کے حبان بن العرقہ نامی شخص نے تیر مارا تھا جو آپ کی گردن کی رگ (نہر البدن) میں لگا چنانچہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آپ کے لیے مسجد میں ہی ایک خیمہ نصب کرا دیا تاکہ قریب ہونے کی بنا پر خبرگیری میں آسانی رہے پھر جب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) غزوۂ خندق سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو آپؐ نے ہتھیار اُتار کر رکھ دیے اور غسل فرمایا اسی وقت حضرت جبریلؑ اس حالت میں آئے کہ وہ اپنے غبار سے اٹے ہوئے سر سے گرد جھاڑ رہے تھے اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے ہتھیار

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: جلاوطن کر دیا گیا تھا بعدازاں جب بنی قریظہ نے بدعہدی کی تو آپؐ نے پچیس دن تک ان کا محاصرہ کیا اس کے بعد وہ شکست کھا گئے اور ان کے سلسلہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ محاربین کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ چنانچہ ان میں سے صرف وہ لوگ بچے تھے جو بھاگ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے تھے اور بعدازاں مسلمان ہو گئے تھے۔ مرتبؒ و مترجم

[1] یہود بنی قریظہ مدینہ کے قبیلہ اوس کے حلیف تھے اس قبیلے کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔ بنو قریظہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان و اکرام فرما کر ان کی زمینوں اور قلعوں پر آباد رہنے دیا تھا لیکن انھوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر عہد شکنی کی اور کفار قریش کا ساتھ دیا تو اس جنگ کے ختم ہوتے ہی آپؐ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کر لیا جو پچیس دن تک جاری رہا جب وہ زچ ہو گئے تو اس شرط پر قلعہ کا دروازہ کھولنے پر آمادہ ہو گئے کہ ہمارے قضیہ کا فیصلہ حضرت سعد بن معاذؓ سے کرایا جائے جو فیصلہ وہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔ ان کا خیال تھا کہ قبیلہ اوس ہمارا حلیف ہے اس لیے حضرت سعدؓ ہمارے ساتھ رعایت برتیں گے لیکن حضرت سعدؓ بن معاذ نے جو فیصلہ دیا وہ تورات کے مطابق تھا اور اپنے زمانے میں بنی اسرائیل کے بادشاہ جنگی قیدیوں کے بارے میں خود اسی قسم کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ غزوۂ خندق میں زخمی ہو گئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے علاج اور خبرگیری کی سہولت کے لیے مسجد نبوی میں ہی آپ کے لیے ایک خیمہ نصب کرا دیا تھا چنانچہ جب اس فیصلہ کے لیے ان کو بلوایا تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے آپؐ نے انصار کو حضرت سعدؓ کے احترام میں کھڑے ہونے کا حکم دیا، یہ استقبال اور قیام علماء اور اہل فضل کے لیے جائز ہے صرف وہ قیام ممنوع ہے جس میں ایک شخص بیٹھا ہو اور کچھ لوگ اس کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ نوویؒ مترجم

اتار دیے حالانکہ بخدا! ہم نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: تو پھر کہاں جانا ہے؟ حضرت جبریلؑ نے بنی قریظہ کی جانب اشارہ کیا چنانچہ نبی کریم ﷺ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے اور ان لوگوں نے آپؐ کو حکم مانتے ہوئے ہتھیار ڈالنا قبول کر لیا لیکن آپؐ نے فیصلہ حضرت سعد بن معاذؓ کی طرف منتقل کر دیا لہٰذا حضرت سعدؓ نے کہا: میں ان کے متعلق یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ لڑنے والوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۰ مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب

۱۱۵۷ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے کہ تیری راہ میں ان لوگوں سے جہاد کروں جنھوں نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا اور آپؐ کو جلا وطن کر دیا اور اے میرے مولا! میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے درمیان لڑائی کو ختم کر دیا ہے لہٰذا اگر ابھی قریش کے ساتھ جنگ میں سے کچھ باقی ہے تو مجھے بھی زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان سے جہاد کروں اور اگر تو نے یہ لڑائی واقعتاً ختم کر دی ہے تو میرے زخم کو کھول دے اور اس میں سے خون جاری کر دے اور اسی زخم کو میری موت کا سبب بنا دے۔ چنانچہ آپ کا زخم ہنسلی کے مقام سے بہنے لگا اور لوگ اس وقت دہشت زدہ ہو گئے جب آپ کا خون بہہ کر بنی غفار کے خیمہ تک پہنچ گیا جو مسجد میں ہی تھا اور وہ گھبرا کر کہنے لگے: اے خیمہ والو! یہ تمہارے خیمہ کی جانب سے ادھر کیا آ رہا ہے؟ چنانچہ جا کر دیکھا گیا تو حضرت سعدؓ بن معاذ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا آخر اسی زخم کی وجہ سے آپ کا انتقال ہو گیا، رضی اللہ عنہ ورضی عنہ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۰ مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب

باب ۲۳: جب ایک ضروری کام کی موجودگی میں دوسرا ضروری کام آ پڑے

۱۱۵۸ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ احزاب (خندق) سے فارغ ہو کر لوٹے تو آپؐ نے حکم دیا: کوئی شخص نماز عصر نہ پڑھے جب تک کہ بنی قریظہ میں نہ پہنچ جائے۔ پھر بعض لوگوں کو عصر کا وقت اثناء راہ میں آ گیا تو ان میں سے کچھ کہنے لگے ہم تو جب تک بنی قریظہ میں نہ پہنچ جائیں نماز عصر نہ پڑھیں گے اور کچھ نے کہا کہ نہیں ہم تو نماز پڑھیں گے کیونکہ آپؐ کی مراد یہ نہ تھی کہ نماز قضا کی جائے (بلکہ ارشاد کا مدعا یہ تھا کہ روانگی میں عجلت کی جائے) بعد ازاں جب اس معاملہ کا ذکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کیا گیا تو آپؐ دونوں میں سے کسی کے طرز عمل پر ناراض نہ ہوئے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۲ صلاة الخوف: باب ۵ صلاة الطالب والمطلوب راکباً و ایماءً،

باب ۲۴ : انصار نے مہاجرین کو جو عطیات مثلاً درخت اور پھل دیے تھے مہاجرین نے انھیں اس وقت واپس کردیے جب وہ فتوحات و غنائم کی وجہ سے بے نیاز ہوگئے

۱۱۵۹ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ میں آئے تھے ان کے پاس کچھ نہ تھا جب کہ انصار زمینوں اور جاگیروں کے مالک تھے انصار مدینہ نے مہاجرین کے ساتھ اپنا مال باہم اس طرح تقسیم کرلیا تھا کہ ہرسال انھیں اپنی پیداوار میں سے پھل وغیرہ دیا کرتے تھے جب کہ مہاجرین ان کے ساتھ مل کر کام اور محنت کیا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا جو عبداللہ بن ابی طلحہ کی بھی والدہ تھیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کا ایک درخت دیا تھا جو آپؐ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا جو حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں اور پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوکر مدینہ میں واپس تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کو وہ تمام عطیات واپس لوٹادیے جو انھوں نے از قسم پھل وغیرہ مہاجرین کو دیے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی میری والدہ کو کھجور کا وہ درخت واپس کردیا اور آپؐ نے حضرت اُم ایمنؓ کو اس کے بدلے میں اپنے باغ میں سے کچھ درخت دے دیے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۱ الھبۃ : باب ۳۵ فضل المنیحۃ

۱۱۶۰ ــــ حدیثِ انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: (جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو صورت حال یہ تھی کہ) کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے درخت دے رہا ہے (اور کوئی کچھ اور چیز) تا آنکہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے علاقے فتح ہوئے (جب یہ علاقے فتح ہوگئے تو) میرے خاندان والوں نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں آپؐ سے ان درختوں کے بارے میں دریافت کروں جو انھوں نے آپؐ کو دیے تھے کہ وہ سب یا ان میں سے کچھ آپؐ واپس لوٹادیں اور صورت یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ درخت حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو عطا فرما چکے تھے، یہ اطلاع ملتے ہی حضرت ام ایمنؓ آئیں اور انھوں نے میری گردن میں کپڑا ڈالا اور کہنے لگیں ہرگز نہیں! قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ درخت تم کو ہرگز نہ دیں گے یہ تو آپؐ مجھے عطا فرما چکے ہیں ــــ یا حضرت اُم ایمنؓ نے اسی قسم کی کوئی اور بات کہی ــــ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: لو تم یہ لے لو لیکن وہ بھی اصرار کیے جارہی تھیں کہ نہیں! ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ حتےٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم ایمنؓ کو اس کے بدلے میں اسی طرح کے دس درخت عطا فرمائے ــــ یا جیسا کہ حضرت انسؓ نے فرمایا ــــ (راوی کو مغالطہ ہے)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۴ المغازی : باب ۳۰ مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب

ـــــــ

باب ۲۵: دشمن کے علاقے میں جو سامانِ خورد و نوش ملے؟

۱۱۶۱ــــ حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے قلعۂ خیبر کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ اسی اثنا میں ایک شخص نے ایک کپی پھینکی جس میں چربی بھری ہوئی تھی اسے دیکھتے ہی میں نے جست لگائی تا کہ اسے لے لوں لیکن جونہی میں نے پلٹ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود پایا اور آپؐ کو دیکھ کر مجھے شرم آگئی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۲۰ ما يصيب من الطعام في ارض الحرب

باب ۲۶: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک ہرقل کے نام جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی تھی

۱۱۶۲ــــ حدیث ابوسفیان رضی اللہ عنہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زبان سے براہِ راست یہ گفتگو سنی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس زمانے میں میرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح (صلح حدیبیہ) تھی، میں سفر پر روانہ ہُوا (اثنائے سفر میں) جب مَیں ملک شام میں تھا ہرقل کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچا جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ لے کر آئے تھے انھوں نے وہ خط بُصریٰ کے سردار کو دیا اور بُصریٰ کے رئیس نے وہ نامہ مُبارک ہرقل کو پہنچا دیا، جب یہ نامہ مبارک ہرقل کو ملا تو اس نے دریافت کیا: کیا اس علاقہ میں کوئی ایسا فرد موجود ہے جس کا تعلق اس شخص کی قوم سے ہو جس نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! ہے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بُلایا گیا اور میرے ساتھ قریش کے کچھ اور لوگ بھی تھے ہم سب ہرقل کے پاس پہنچے تو اس نے ہم کو اپنے سامنے بٹھایا اور پوچھا تم میں سے کون شخص نسب کے لحاظ سے اس شخص سے زیادہ قریب ہے جو خود کو نبی کہتا ہے؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا کہ میں سب سے قریب ہوں۔ چنانچہ ان لوگوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا، پھر اس نے اپنے ترجمان کو بُلوایا اور اس سے کہا کہ ان سب لوگوں کو بتا دو کہ میں (ہرقل) اس شخص (ابوسفیان رضی اللہ عنہ) سے اُس شخص کے بارے میں جو خود کو نبی کہتا ہے کچھ سوالات کروں گا لہٰذا اگر یہ شخص (ابوسفیان رضی اللہ عنہ) مجھ سے جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلا دینا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: خدا کی قسم! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی مجھے جھٹلا دیں گے تو میں ضرور جھُوٹ بولتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو کہ اس شخص کا حسب نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ تو ہم میں سے بہت ہی عالی نسب ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے پوچھا: کیا تم نے دعوئ نبوّت سے پہلے انھیں کبھی جھُوٹ بولتے سُنا؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے پوچھا: ان کی پیروی رئیس لوگ کرتے ہیں یا غریب؟ میں نے کہا: نہیں! بلکہ غریب لوگ۔ پوچھا: ان کے ماننے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: کم نہیں ہو رہی بلکہ بڑھ رہی ہے۔ پوچھا: کیا ان کے متبعین میں سے کوئی شخص ان کا دین قبول کر لینے کے بعد اس دین کو بُرا سمجھ کر اس سے پھرا بھی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پوچھا: کیا تم

لوگوں نے ان سے جنگ کی ہے ؟ میں نے کہا : ہاں ۔ پوچھا : تو ان سے تمھاری لڑائی کا نتیجہ کیا رہا ؟ میں نے کہا : جنگ ہمارے اور ان کے درمیان ڈول کی مانند ہے کبھی انھوں نے ہم پر کامیابی حاصل کرلی اور کبھی ہم ان پر کامیاب ہو گئے ۔ پوچھا : کیا وہ کبھی عہد شکنی بھی کرتے ہیں ؟ میں نے کہا: نہیں، اور اس وقت بھی ہمارے اور ان کے درمیان ایک مدت کے لیے معاہدہ ہے لیکن ہمیں نہیں معلوم کہ اس مرتبہ وہ کیا کرتے ہیں (یعنی عہد پورا کرتے ہیں یا بدعہدی کرتے ہیں)۔ ابوسفیانؓ کہتے ہیں کہ بخدا! اس تمام گفتگو کے دوران میں مجھے اس فقرے کے سوا اور کوئی بات اپنی طرف سے شامل کرنے کا موقع نہ ملا ۔ اس نے پوچھا : کیا اس قسم کا دعویٰ اس سے پہلے کسی اور شخص نے بھی کیا ہے ؟ میں نے کہا: نہیں ۔

اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا : ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے خاندان کے متعلق دریافت کیا تھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں بہت عالی نسب ہیں واقعہ یہ ہے کہ تمام انبیاءؑ اپنی قوم کے سب سے اُونچے خاندانوں میں مبعوث ہوئے ہیں ۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے ۔ تم نے کہا: نہیں ۔ تو میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر ان کے آباو اجداد میں کوئی بادشاہ ہُوا ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ شخص اپنے باپ دادا کی حکومت کا طالب ہے ۔ پھر میں نے ان کے پیروکاروں کے بارے میں پُوچھا کہ وہ کمزور طبقہ کے لوگ ہیں یا سربرآوردہ لوگ ۔ تم نے کہا : غریب لوگ ۔ اور واقعہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کے پیروکار یہی لوگ ہوتے ہیں ۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے ان کو دعوئ نبوّت سے پہلے کبھی جھوٹ بولتے دیکھا ہے ۔ تم نے کہا نہیں ۔ تو میں سمجھ گیا کہ جس شخص نے لوگوں سے اور لوگوں کے معاملات میں کبھی جھُوٹ نہیں بولا، یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اللہ کے بارے میں جھُوٹ بولے ۔ پھر میں نے تم سے ان کے پیروکاروں کے بارے میں پوچھا کہ کیا ان میں سے کوئی کبھی اس دین کو ناپسند کرکے دین سے برگشتہ بھی ہوا ہے ۔ تم نے کہا کہ نہیں ۔ اور یہی ایمان کی کیفیت ہے کہ وہ جب دل میں رضا کارانہ طریقہ پر آتا ہے تو پھر نکلتا نہیں ۔ پھر میں نے پوچھا کہ آپؐ کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں، تم نے کہا کہ بڑھ رہے ہیں ۔ یہی ایمان کی صورت ہوتی ہے کہ وہ بڑھتا ہی رہتا ہے حتیٰ کہ اپنے کمال کو پہنچے ۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے ان سے جنگ کی ہے تو تم نے کہا کہ ہاں ہماری ان سے جنگ ہوتی رہی ہے اور لڑائی میں کبھی ان کا پلڑا بھاری رہا کبھی ہمارا کبھی ہم کامیاب ہوئے اور کبھی وہ ۔ یہی حال تمام رسولوں کا ہے کہ ابتدا میں ان کی آزمائش ہوتی ہے اور آخر کار کامیابی انہی کو حاصل ہوتی ہے ۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا وہ بدعہدی یا وعدہ خلافی کرتے ہیں تم نے کہا نہیں ۔ اور انبیاء بھی کبھی عہد شکنی اور دھوکہ بازی نہیں کرتے ۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا یہ دعویٰ آپؐ سے پہلے کسی اور نے بھی کیا تھا، تم نے کہا نہیں ۔ تو میں سمجھ گیا کہ اگر آپؐ سے پہلے کسی اور نے بھی یہ دعویٰ کیا ہوتا تو یہ ماننا پڑتا کہ یہ شخص ایسی بات کی نقل کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی گئی تھی ۔ حضرت ابوسفیانؓ کہتے ہیں کہ پھر ہرقل نے دریافت کیا : یہ شخص تم کو کن باتوں کا حکم دیتا ہے ؟ میں نے کہا کہ وہ ہم کو نماز، زکوٰۃ، صلۂ رحمی اور پاکبازی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے ۔ ہرقل نے کہا : ان کے بارے میں جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ سچ ہے تو یقیناً یہ شخص نبی ہے اور مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ ایک رسول آنے والا ہے لیکن میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ

تم میں سے ہوگا اور اگر میں یہ سمجھتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ضرور ان سے ملنا پسند کرتا، اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ضرور ان کے پاؤں دھوتا اور یقیناً ان کی حکومت اس سرزمین تک آ پہنچے گی جو آج میرے زیرنگین ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد ہرقل نے نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک طلب کیا اور اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمدؐ کی طرف سے جو اللہ کے رسول ہیں شاہ روم ہرقل کے نام ــــ سلام اس پر جو ہدایت کا پیروکار ہو۔ امّا بعد۔ میں کلمہ توحید کے ذریعہ سے تم کو ــــ مسلمان ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو! یہی دین تمھاری سلامتی کا ضامن ہے اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم کو دہرا اجر عطا فرمائے گا لیکن اگر تم نے اسلام کی دعوت قبول نہ کی تو تم کو اریسیین[1] کا گناہ ہوگا ــــ (يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْــًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ آل عمران) "اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی واطاعت کرنے والے) ہیں"۔

جب ہرقل نامہ مبارک پڑھ چکا تو لوگوں کی آوازیں بلند ہوگئیں، شور بے حد بڑھ گیا اور طرح طرح کی باتیں ہونے لگیں تب ہرقل نے اپنے کارندوں کو حکم دیا اور ہمیں باہر بھیج دیا گیا۔

حضرت ابوسفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وہاں سے نکلے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "ابوکبشہ[2] کے بیٹے (مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا درجہ بہت بلند ہوگیا" آج اس سے بنی الاصفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی ڈرنے لگا ہے۔ اور اس کے بعد سے مجھے یہ یقین ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ ضرور عنقریب غالب آکر رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمان ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۵ التفسير، سورة آل عمران: باب ۴: (قل يا هل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء)

باب ۲۸: غزوہ حنین کا بیان

۱۱۶۳ ــــ حدیث براء ﷺ: حضرت براء بن عازبؓ سے ایک شخص نے دریافت کیا: اے ابوعمارہ! کیا تم

---

[1] اریسیین سے یا تو زارعین (کاشت کار) مراد ہیں اور مجازاً اس لفظ کا اطلاق پوری رعیت پر کیا گیا ہے اور یا اس سے مراد وہ عیسائی ہیں جنھوں نے عبداللہ بن اریس کی پیروی کی۔ یہ عیسائیوں کا ایک بڑا عالم گزرا ہے جس نے دین مسیحی میں نئی نئی بدعتیں پیدا کر کے اسے یکسر بدل دیا اور عیسٰی علیہ السلام کے دین سے انحراف کیا اریسین کے گناہ کا مفہوم اس صورت میں یہ ہوگا کہ اب جب کہ تم کو حقیقی دین مسیحی (اسلام) کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اگر تم اس دعوت کو قبول نہ کرو گے تو تمام گمراہوں اور حقیقی دین سے منحرفوں کی ذمہ داری اور گناہ تمھارے سر ہوگا۔ مرتب

[2] ابن ابی کبشہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی والد حارث بن عبدالعزّٰی کی کنیت ہے۔ اور اس فقرے میں طنز و تحقیر کے انداز میں آپؐ کو آپؐ کے حقیقی والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور خاندان قریش کی طرف منسوب کرنے کی بجائے ابن ابی کبشہ کہا گیا ہے۔ مرتب

لوگ غزوۂ حنین میں بھاگ اٹھے تھے؟ حضرت براءؓ نے کہا: نہیں بخدا! نبی کریم ﷺ نے ہرگز پیٹھ نہیں دکھائی تھی بلکہ آپؐ کے ساتھیوں میں سے چند جلد باز نوجوان جن کے پاس ہتھیار نہ تھے، آگے بڑھ گئے تھے اور ان کا سابقہ ایسے تیراندازوں سے پڑا جن کا کوئی تیر کبھی خطا نہ جاتا تھا، یہ لوگ قبیلۂ ہوازن اور بنی نصر کے تھے' ان تیراندازوں نے تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی کہ کوئی تیر خطا نہ گیا۔ پھر اس وقت یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے بالمقابل آگئے، درآنحالیکہ آپؐ ایک سفید رنگ کے خچر پر سوار تھے اور آپؐ کے چچازاد بھائی حضرت ابوسفیان بن الحرث بن عبدالمطلب ؓ آپؐ کے خچر کی باگ تھامے آگے کی طرف سے اسے چلا رہے تھے، چنانچہ نبی کریم ﷺ اپنی خچر سے نیچے اُتر آئے اور آپؐ نے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا اس وقت آپؐ یہ رجز پڑھ رہے تھے: انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ میں یقیناً اللہ کا نبی ہوں اور ہرگز جھوٹا نہیں ہوں[1] اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپؐ نے صحابہ کرام کی ازسرِنو صف بندی کی (اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجھاد: باب ۹۷ من صف اصحابه عند الھزیمة ونزل عن دابته واستنصر

۱۱۶۴۔۔۔۔ حدیث براء ؓ: حضرت براء بن عازبؓ سے بنی قیس کے ایک شخص نے پوچھا: کیا آپ لوگ غزوۂ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ اٹھے تھے۔ حضرت براءؓ نے کہا: یہ بات درست ہے لیکن نبی کریم ﷺ میدان چھوڑ کر نہیں بھاگے تھے، ہُوا یہ تھا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ بہت ماہر تیرانداز تھے اور ہم نے جب ان پر حملہ کیا اور وہ شکست کھا کر بھاگ اٹھے تو ہم مالِ غنیمت پر لوٹ پڑے' پھر انھوں نے ہمارا استقبال تیروں کی بوچھاڑ سے کیا۔ اور اس موقع پر میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ ایک سفید رنگ خچر پر سوار تھے اور حضرت ابوسفیانؓ (بن الحارث) اس خچر کی باگیں تھامے ہوئے تھے اور نبی کریم ﷺ یہ رجز پڑھ رہے تھے: انا النبی لا کذب الخ میں اللہ کا نبی اور سچا ہوں[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۵۴ قول اللہ تعالیٰ (ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم)

باب ۲۹: غزوۂ طائف کا بیان

۱۱۶۵۔۔۔۔ حدیث عبداللہ بن عمرو ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا اور ان پر کسی قسم کی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو ہم واپس چلے جائیں گے۔ یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر گراں گزری اور کہنے لگے کہ کیا ہم اسے فتح کیے بغیر ہی واپس چلے جائیں گے؟ (بعض روایتوں میں لفظ "نذھب" ہے اور بعض میں "نقفل" معنی دونوں لفظوں کے ایک ہی ہیں) آپؐ نے فرمایا: اچھا کل پھر جنگ کرو۔ چنانچہ

---

[1] غزوۂ حنین میں اس موقع پر جب باقی سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اس وقت آپؐ کے ہمراہ صرف چار دیگر صحابہ کرامؓ تھے جن میں تین بنی ہاشم میں سے تھے اور ایک غیر بنی ہاشم میں سے ۔۔۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ آپ کے آگے تھے اور حضرت ابوسفیان بن الحرثؓ آپ کے خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک کے پہلو میں تھے۔ مرتب

دوسرے دن صبح پھر لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو زخم پہنچے تو آپؐ نے پھر فرمایا: ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے۔ اب آپؐ کا یہ ارشاد سب کو پسند آیا یہ کیفیت دیکھ کر آپؐ نے تبسم فرمایا۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۵۶ غزوة الطائف

باب ۳۳ : کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کا بیان

۱۱۶۶ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (فتح مکہ کے دن) مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت آویزاں تھے چنانچہ آپؐ ایک چھڑی سے جو آپؐ کے دست مبارک میں تھی ایک ایک بت کو کچوکے دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: (جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ بنی اسرائیل) "حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل تو مٹنے ہی والا ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۳۲ هل تکسر الدنان التی فیها الخمر

باب ۳۴ : مقامِ حدیبیہ پر صلح کا بیان جس کا نام "صلح حدیبیہ" ہے

۱۱۶۷ ــــ حدیث براء بن عازبؓ: حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ والوں سے صلح کی تو حضرت علیؓ نے دونوں فریقوں کی طرف سے ایک دستاویز لکھی اور اس میں لکھا "محمد رسول اللہ" ﷺ تو مشرک کہنے لگے کہ محمدؐ رسول اللہ نہ لکھو، کیونکہ اگر ہم یہ بات تسلیم کر لیتے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپؐ سے جنگ ہی نہ کرتے، اس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا: اسے (لفظ رسولؐ اللہ کو) مٹا دو تو حضرت علیؓ نے کہا: میں تو اس کو مٹانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ یہ عبارت خود نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مٹا دی۔ اس موقع پر مشرکوں سے (جن شرائط پر) صلح ہوئی (ان میں ایک شق یہ تھی) کہ آپؐ خود اور آپؐ کے ساتھی تین دن کے لیے (مکہ میں) آ دیں گے اور جب مکہ میں داخل ہوں گے تو ان کے ہتھیار جلبان (پرتلے) میں ہوں گے۔ لوگوں نے حضرت براءؓ سے پوچھا: "جلبان" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے کہا: میان اور جو کچھ اس میں ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۳ الصلح: باب ۶ کیف یکتب هذا ما صالح فلان بن فلان

۱۱۶۸ ــــ (حدیث سہل بن حنیفؓ): ابو وائلؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جب صفین (وہ مقام جہاں حضرت

---

[1] تبسم فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ پہلی مرتبہ جب آپؐ نے واپس جانے کے ارادے کا اظہار فرمایا تھا تو انھیں اس پر اعتراض تھا اور لڑائی پر آمادہ تھے لیکن جب زخمی ہوئے تو لوٹنے پر فوراً راضی ہو گئے اور آپؐ کی رائے کو پسند فرمایا۔ اس قلعہ کو فتح کیے بغیر لوٹنے کا ارادہ آپؐ نے اس لیے فرما لیا تھا کہ اہلِ طائف نے پہلے ہی پورا انتظام کر رکھا تھا اور ایک سال کا سامانِ خورد و نوش اور ہتھیار جمع کر رکھے تھے۔ چنانچہ جب غزوہ اوطاس میں انھیں شکست ہوئی تو پسپا ہو کر یہ لوگ قلعہ طائف میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے تھے اور ان پر مسلمانوں کو کسی طرح کی کامیابی نہ ہوئی۔ یہی حالات تھے جن کی بنا پر آپؐ نے اس وقت لوٹ جانے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ از مرتب

علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ ہوئی) میں تھے تو حضرت سہل بن حُنیفؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے : اے لوگو! اپنی غلطی کو پہچانو۔ کیونکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو (موقع ایسا تھا کہ) اگر ہم لڑنا چاہتے تو جنگ ہو جاتی اس موقع پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا : یارسُولؐ اللہ! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ (مشرک) باطل پر ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا : کیا یہ درست نہیں کہ ہمارے مقتول جنّت میں جائیں گے اور ان کے مقتول جہنم میں؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ حضرت عمر نے کہا : تو پھر کس لیے ہم اپنے دین کی ذلّت گوارا کریں؟ کیا ہم اسی طرح لوٹ جائیں گے جبکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان (کامیابی اور ناکامی کا) فیصلہ نہیں کیا؟ اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اے ابن خطابؓ! میں یقیناً اللہ کا رسُول ہوں اور وہ مجھے کبھی برباد و رسوا نہیں کرے گا۔ یہ جواب سن کر حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بھی وہی باتیں کہیں جو آپ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی تھیں تو حضرت صدیقؓ نے بھی وہی جواب دیا کہ آپؐ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی رُسوا اور برباد نہ کرے گا۔ اسی موقع پر سورۂ فتح نازل ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے یہ پوری سُورت آخر تک حضرت عمرؓ کو پڑھ کر سنائی۔ سننے کے بعد حضرت عمرؓ نے عرض کیا : یارسولؐ اللہ! کیا یہ (صلح حدیبیہ) فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں![1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۸ الجزیہ : باب ۱۸ حدثنا عبدان

باب ۳۷: غزوہ احد کا بیان

۱۱۶۹ــــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ : حضرت سہل بن سعدؓ سے غزوہ اُحد میں نبی کریم ﷺ کے زخمی ہونے کی تفصیل دریافت کی گئی تو آپ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مُبارک زخمی ہوا تھا اور آپؐ کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے اور خود ٹوٹ کر آپؐ کے سر مبارک میں دھنس گیا تھا، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے پھر جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون کسی طرح رُکتا ہی نہیں بلکہ اس کی مقدار میں اضافہ ہو رہا ہے تو آپ نے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا جلایا اور جب وہ راکھ بن گیا تو اسے زخم پر چپکا دیا اور اس کے بعد خون رُک گیا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۶ الجهاد : باب ۸۵ لبس البیضۃ

۱۱۷۰ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ گویا میں اس وقت بھی

---

[1] مُراد یہ ہے کہ اسی موقع پر سورۂ فتح نازل ہوئی اور آپؐ نے صلح حدیبیہ کو فتح قرار دیا تھا حالانکہ صحابہ کرامؓ کی سمجھ میں اس وقت یہ بات نہ آئی تھی کہ اتنی ناپسندیدہ شرائط پر جو صلح کی گئی ہے وہ فتح کیسے ہو سکتی ہے لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ حقیقتاً یہ صلح ہی مسلمانوں کی بہت بڑی فتح اور کامیابی تھی. حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جنگ صفین کے موقع پر صلح حدیبیہ کا پس منظر بیان کر کے اس وقت یہ مشورہ دیا تھا کہ جنگ کی بجائے صلح ہو جانی چاہیے خواہ کیسے ہی شرائط پر ہو کیوں کہ صلح بہتر نتائج پر منتج ہوتی ہے۔ مرتبؒ

نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ ایک نبیؑ کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں جسے اس کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دیجو، کیونکہ یہ لوگ نادان ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابوالیمان

باب ۳۸: جس بدنصیب کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے قتل کیا اس پر اللہ کا شدید غضب نازل ہوا

۱۱۷۱ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوا اس قوم پر جس نے اپنے نبیؑ کے ساتھ "یہ کیا"، یہ ارشاد فرماتے وقت آپ نے اپنے دندان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا؛ اور اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوا اس بدنصیب پر جسے رسول اللہ ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۲۴ ما اصاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الجراح یوم اُحد

باب ۳۹: ان مصائب و تکالیف کا بیان جو نبی کریم ﷺ کو مشرکوں اور منافقوں کے ہاتھوں پہنچیں

۱۱۷۲ — حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے چند ساتھی وہاں بیٹھے تھے کہ اچانک انھوں نے باہم ایک دوسرے سے کہا: تم میں سے کون یہ کام کر سکتا ہے کہ فلاں قبیلہ میں جو اونٹ کی اوجھڑی پڑی ہے وہ لا کر نبی کریم ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دے جب آپؐ سجدے میں جائیں؟ تو ان میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا (عقبہ بن ابی معیط) اٹھا اور جا کر وہ اوجھڑی اٹھا لایا۔ اس کے بعد انتظار کرنے لگا حتیٰ کہ جب آپؐ سجدے میں گئے تو اس بدبخت نے اوجھڑی آپؐ کے شانوں کے درمیان پیٹھ پر رکھ دی۔ اس وقت میری حالت یہ تھی کہ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کاش اس وقت مجھے ایسے ذرائع حاصل ہوتے کہ میں اس بیہودگی کو روک سکتا[۱] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ بیہودہ حرکت کرنے کے بعد یہ لوگ ہنستے جاتے تھے اور اس حرکت کی ذمہ داری ایک دوسرے کے سر ڈالتے تھے (یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرتے تھے) ادھر نبی کریم ﷺ (اس بوجھ کی وجہ سے) سجدے میں ہی پڑے رہے اور آپؐ نے اپنا سر مبارک نہ اٹھایا حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انھوں نے یہ

---

[۱] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ بات اس لیے کہی کہ آپ قبیلہ ہذیل سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا قبیلہ مکہ میں نہیں تھا۔ علاوہ ازیں آپ کے جتنے حلفاء تھے سب مشرک تھے اس لیے آپ اس بدمعاشی کو روکنے کی خود میں طاقت نہ پاتے تھے۔

مرتب

بوجھ آپؐ کی پیٹھ سے اتار پھینکا اور آپؐ نے سر مبارک سجدے سے اٹھایا۔ پھر آپؐ نے تین بار یہ بددعا فرمائی : اللّٰھم ! علیك بقریش "اے میرے آقا و مولا ! قریش کو ان کی بداعمالیوں کی سزا دے"۔ اور آپؐ کی بددعا ان لوگوں کو بہت گراں گزری حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں : ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ اس شہر (مکہ) میں جو دعا مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک ایک کا نام لے کر بددعا کی اور فرمایا : اے اللہ ! ابوجہل کی گرفت فرما ! عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی گرفت فرما ! اور ان سب کو ان کی زیادتیوں کی سزا دے ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ساتواں نام بھی گنوایا تھا لیکن وہ راوی کو یاد نہیں رہا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ! یہ تمام لوگ جن کے نام لے کر آپؐ نے بددعا دی تھی میں نے خود ان کو گڑھے میں یعنی بدر کے گڑھے میں اوندھے منہ پچھڑا ہوا دیکھا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴ الوضوء : باب ۶۹ اذا القی علیٰ ظهر المصلی قذر او جیفة لم تفسد علیه صلاته

۱۱۷۳ ـــــ حدیث عائشہ ؓ : ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا : کیا آپؐ پر غزوہ احد سے زیادہ سخت دن بھی کوئی آیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا : میں نے تیری قوم کے ہاتھوں بہت زیادہ تکالیف برداشت کی ہیں اور سب سے زیادہ شدید دکھ جو مجھے پہنچا وہ عقبہ کے دن پہنچا جب میں نے خود کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال[1] کے آگے پیش کیا تھا اور اس نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا تھا تو میں شدید رنج و غم کی کیفیت میں جدھر منہ اٹھا چل پڑا اور مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں قرن ثعالب[2] میں پہنچ گیا۔ پھر جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو مجھ پر ایک بدلی سایہ کیے ہوئے تھی جب میں نے غور سے دیکھا تو اس میں حضرت جبریلؑ تھے انھوں نے مجھے آواز دی اور کہا : یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمھاری قوم کی باتیں اور جو جواب انھوں نے آپؐ کو دیا سن لیا ہے اور اللہ نے آپؐ کی خدمت میں ملک الجبال (پہاڑوں کے نگران فرشتے) کو بھیجا ہے تاکہ اپنی قوم کے بارے میں آپؐ جو کچھ چاہتے ہیں اسے حکم دیں۔ پھر مجھے ملک الجبال کی آواز سنائی دی اس نے سلام کیا اس کے بعد کہا : اے محمد (ﷺ) اب معاملہ آپؐ کی مرضی پر منحصر ہے اگر آپؐ حکم دیں تو میں ان کو مکہ کے دو پہاڑوں ابو قبیس اور قعیقعان کے درمیان کچل دوں۔ اس پیشکش کو سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا : نہیں بلکہ میں تو یہ توقع کرتا ہوں کہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۹ بدء الخلق : باب اذا قال احدکم آمین والملائکة فی السماء

---

[1] ابن عبد یالیل بن عبد کلال، رؤساء طائف میں سے ایک کا نام ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تھی لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر آپؐ نے اس سے حمایت و پناہ کا مطالبہ کیا تھا وہ بھی اس نے رد کر دیا تھا تفصیل کتب سیرت میں موجود ہے۔ مترجم

[2] اس مقام کو قرن المنازل بھی کہتے ہیں یہ اہل نجد کا میقات ہے جہاں سے انھیں احرام باندھنا ہوتا ہے مکہ سے اس کا فاصلہ اونٹ کی سواری پر ایک شبانہ روز کی مسافت ہے۔ مترجم

۱۱۷۴ــــ حدیث جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ: حضرت جندب بن سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کسی معرکے میں شریک تھے کہ آپؐ کی انگلی زخمی ہوگئی اور اس میں سے خون نکل آیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: تُو تو محض ایک انگلی ہے جو زخمی اور خون آلود ہوئی ہے اور پھر یہ سب (دکھ) جو تجھے پہنچا ہے اللہ کی راہ میں پہنچا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵٦ الجهاد والسیر: باب ۹ من ینکب فی سبیل اللہ

۱۱۷۵ــــ حدیث جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ: حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوگئے اور دو یا تین راتیں (تہجد کے لیے) کھڑے نہ ہوئے تو ایک عورت (عوراء بنت حرب جو ابوسفیانؓ کی بہن اور ابولہب کی بیوی تھی جسے قرآن مجید نے حَمَّالَةَ الحطب کا لقب دیا ہے) آئی اور کہنے لگی: اے محمدؐ! میرا خیال ہے کہ غالباً تم کو تمھارے شیطان نے چھوڑ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ دو تین راتوں سے میں نے اس کو تمھارے پاس آتے نہیں دیکھا اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿وَالضُّحٰى ① وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ③﴾ "قسم ہے روزِ روشن کی اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہوجائے (اے نبیؐ) تمھارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہُوا"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ٦۵ التفسیر: ۹۳ سورة والضحیٰ: باب ۱ حدثنا احمد بن یونس

باب ۴۰: نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا اور منافقوں کی طرف سے پہنچنے والی ایذا پر صبر فرمانا

۱۱۷٦ــــ حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما: حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہُوئے جس پر ایک پالان پڑا ہُوا تھا اور اس کے نیچے فدک کی بنی ہُوئی ایک چادر بچھی تھی۔ اسی گدھے پر آپؐ کے پیچھے حضرت اسامہ بن زیدؓ بیٹھ گئے۔ آپؐ بنی حارث بن الخزرج کے محلے میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے ــــ یہ واقعہ غزوہ بدر سے پہلے کا ہے ــــ اثنائے راہ میں آپؐ ایک ایسی مجلس کے قریب سے گزرے جس میں سب قسم کے لوگ یعنی مسلمان، مشرکین اور یہودی ملے جلے بیٹھے تھے، انہی لوگوں میں عبداللہ بن اُبی بن سلول (منافق) بھی تھا اور اسی مجلس میں عبداللہ بن رواحہؓ بھی موجود تھے جب سواری کی گرد ان لوگوں پر پڑی تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی ناک پر چادر ڈال لی اور کہنے لگا: ہم پر گرد و غبار نہ اُڑاؤ! نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو سلام کیا پھر رُک کر سواری سے نیچے اتر آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا تو عبداللہ بن اُبیَ نے کہا: آپ کی باتیں بہت اچھی ہیں تاہم جو کچھ آپؐ کہتے ہیں اگر سچ بھی ہو تب بھی آپؐ ہماری مجالس میں آکر ہم کو تکلیف نہ دیا کریں بلکہ اپنے ٹھکانے پر واپس چلے جائیں پھر ہم میں سے جو شخص آپؐ کے پاس آئے اسے آپؐ اپنی باتیں سُنائیں۔ حضرت ابن رواحہؓ کہنے لگے: آپؐ ضرور ہماری مجالس میں تشریف لاکر ہمیں یہ باتیں سُنایا کریں کیونکہ ہم ان باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ پھر بات اس قدر بڑھ گئی کہ مسلمانوں، مشرکوں اور یہود نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا اور نوبت یہاں تک

پہنچ گئی کہ ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے نبی کریم ﷺ مسلسل ان سب کو خاموش رہنے کی تلقین کرتے رہے اور جھگڑے کو فرو کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ بعد ازاں آپؐ اپنی سواری پر سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: — اے سعدؓ! کیا تم نے نہیں سنا اس شخص ابو حباب یعنی عبداللہ بن اُبیّ نے کیا کہا ہے؟ اس شخص نے یہ اور یہ باتیں کی ہیں حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے معاف فرما دیجیے اور درگزر سے کام لیجیے۔ اس لیے کہ بخدا! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپؐ کو عطا فرمایا ہے وہ (دولت و نعمت) اور کسی کے نصیب میں کہاں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اس بستی والوں نے تو یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس شخص (عبداللہ بن اُبیّ) کو تاج پہنا دیں اور اس کے سر پر سرداری کی پگڑی بندھوا دیں لیکن جب یہ تجویز اللہ تعالےٰ نے اس حق کے ذریعے سے جو آپؐ کو عطا فرمایا ہے رد کر دی تو وہ اس بنا پر آپؐ سے جلنے لگا ہے اور یہ جو کچھ اس نے کیا ہے یعنی جو آپؐ نے دیکھا یہ اسی حسد کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اسے معاف فرما دیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستئذان: باب ۲۰ التسلیم فی مجلس فیه اخلاط من المسلمین والمشرکین

۱۱۷۷ — حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے لوگوں نے عرض کیا: کیا اچھا ہوتا اگر آپؐ عبداللہ بن اُبیّ کے پاس تشریف لے جاتے (اور اس کو دعوتِ اسلام دیتے) چنانچہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور آپؐ کے ہمراہ مسلمان بھی گئے آپؐ ایک گدھے پر سوار تھے اور مسلمان آپؐ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے (جس راستے سے یہ لوگ گزر رہے تھے) یہ شور اور بنجر زمین تھی (جس میں گرد و غبار بہت اُڑتا ہے) تو جب آپؐ اس کے پاس پہنچے تو وہ بدبخت کہنے لگا: مجھ سے دُور رہیے، بخدا! آپؐ کے گدھے کی بُو سے مجھے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص نے کہا: بخدا! نبی کریم ﷺ کے گدھے کی بُو تیری بدبو سے کہیں زیادہ خوشگوار ہے۔ اس بات پر عبداللہ کے آدمیوں میں سے ایک شخص کو غصہ آگیا اور وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے اور اس کے بعد تو دونوں طرف سے ہر ایک کے ساتھی ایک دوسرے پر بپھر گئے اور ان میں لکڑیوں، ہاتھوں اور جوتیوں سے خوب مار کٹائی ہوئی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ بعد ازاں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ آیۂ کریمہ (وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا ۹- الحجرات) "اور اگر اہلِ ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ" انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۳ الصلح: باب ما جاء فی الاصلاح بین الناس

باب ۴۱: ابو جہل کا قتل

۱۱۷۸ — حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا: کون جا کر خبر لاتا ہے کہ ابو جہل کا انجام کیا ہوا؟ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود گئے تو آپ نے دیکھا کہ اسے عفراء کے

بیٹوں نے قتل کر دیا تھا اور ٹھنڈا ہونے کے قریب تھا حضرت عبداللہؓ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر پوچھا: تو ہی ابو جہل ہے؟ کہنے لگا: تو کیا اس (خود ابو جہل) سے بڑا کوئی اور بھی ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہو؟ یا اس نے کہا تھا: جسے تم نے قتل کیا ہو۔؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ٦٤ المغازی: باب ٨ قتل ابی جھل

باب ۴۲: کعب بن اشرف کا قتل جو یہودیوں کا سب سے بڑا شیطان تھا

۱۱۷۹ــــ حدیث جابر بن عبداللہ ﷛: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی ہے جو کعب بن اشرف کو انجام تک پہنچائے کہ اس شخص نے اللہ اور رسول اللہ کو بہت ستایا ہے۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہؓ اٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپؐ پسند فرمائیں گے کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: تو پھر مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس سے حسبِ موقع جو باتیں ضروری ہوں کروں۔ آپؐ نے فرمایا: تم کو اجازت ہے جیسی گفتگو ضروری ہو کرو۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ ﷛ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور اس سے کہا: واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص (مراد نبی کریم ﷺ) ہم سے زکوٰۃ و صدقات طلب کرتا ہے اور اس طرح اس نے ہم کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے اور میں تمھارے پاس تم سے قرض مانگنے آیا ہوں۔ کہنے لگا: ابھی تو کچھ نہیں ہوا تم کو یہ شخص ابھی مزید تکلیف و مشقت میں مبتلا کرے گا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا: ہم چونکہ اس کی اطاعت قبول کر چکے ہیں اس لیے یہ بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا انجام دیکھنے سے پہلے اس کا ساتھ چھوڑ دیں اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ (اس وقت) تم ہمیں ایک یا دو وسق کھجور (ساٹھ صاع تقریباً سوا چار من) ادھار دے دو۔ کہنے لگا: ٹھیک ہے تم میرے پاس (اس کے بدلے میں کوئی چیز) رہن رکھ دو۔ محمد بن مسلمہؓ نے پوچھا: تم کون سی چیز رہن رکھنا چاہتے ہو؟ کہنے لگا: اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔ انھوں نے کہا: ہم اپنی عورتیں تیرے پاس کیسے رہن رکھ سکتے ہیں جب کہ تو عربوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل شخص ہے۔ کہنے لگا: اچھا اپنے بیٹے رہن رکھ دو۔ انھوںؓ نے کہا: بیٹے تیرے پاس کیسے رہن رکھ دیں اگر ہم ایسا کریں گے تو کل ان کو طعنہ دیا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو ایک یا دو وسق کے بدلے میں گروی رکھے گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات ہمارے لیے باعثِ عار ہوگی، ہاں البتہ ہم تیرے پاس اپنے ہتھیار گروی رکھ دیتے ہیں۔ یہ معاملہ طے پا گیا) اور محمد بن مسلمہؓ نے اس سے وعدہ کیا کہ میں عنقریب تمھارے پاس آؤں گا پھر محمد بن مسلمہؓ اس کے پاس رات کے وقت گئے اور آپؓ کے ساتھ ابو نائلہؓ بھی تھے جو کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ اس نے انھیں اپنے قلعہ کے اندر بلا لیا اور خود بھی ان کے پاس آنے کے لیے نیچے اترنے لگا تو اس کی بیوی نے اس سے کہا: اس وقت کہاں جاتے ہو؟ کعب نے کہا: کوئی حرج نہیں، یہ محمد بن مسلمہؓ اور میرا بھائی ابو نائلہؓ ہی تو ہیں۔ کہنے لگی: مجھے تو اس آواز سے خون ٹپکتا محسوس ہو رہا ہے (یا اس آواز میں سے خون کی بو آ رہی ہے) کعب کہنے لگا: کچھ نہیں! صرف محمد بن مسلمہؓ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہؓ ہی تو ہیں، پھر عزت و آبرو والے شخص کو تو اگر رات کے وقت بھی نیزہ کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ یہ دعوت قبول

کرلیتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مسلمہؓ اپنے ہمراہ دو اور آدمیوں کو لائے تھے اور انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ جس وقت یہ شخص یعنی کعب آئے گا تو میں اس کے سر کے بال سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر قابو میں کرلیا ہے تو تم آگے بڑھ کر اسے قتل کردینا۔ اور ایک مرتبہ محمد بن مسلمہؓ نے یہ کہا تھا: پھر میں تم سے کہوں گا کہ تم بھی اس کے بال سونگھو (تو تم آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کردینا) الغرض کعب بن اشرف اُتر کر ان کے پاس چادر اوڑھے اس حال میں آیا کہ اس کے جسم سے خوشبو کے بھبکے اٹھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر محمد بن مسلمہؓ نے کہا: میں نے تو آج تک ایسی عمدہ خوشبو نہیں دیکھی۔ کعب کہنے لگا: میرے پاس ایک ایسی عورت ہے جو عرب کی سب عورتوں سے زیادہ خوشبو میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی کامل ہے، حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا: کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمھارا سر سونگھوں؟ اس نے کہا: ہاں سونگھ لو۔ چنانچہ انھوں نے پہلے خود اس کے سر کو سونگھا اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو سنگھایا پھر کہا: ایک مرتبہ اور اجازت دیدو۔ اس نے کہا اجازت ہے۔ چنانچہ اس مرتبہ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اس کا سر مضبوطی سے قابو کرلیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ آگے آؤ اور اپنا کام انجام دو۔ چنانچہ انھوں نے اسے قتل کردیا۔ اس کے بعد یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کے قتل کی اطلاع دی[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۱۵ قتل کعب بن الاشرف

باب ۴۳: غزوۂ خیبر کا بیان

۱۱۸۰ ـــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر پر حملہ کیا تو ہم نے خیبر کے قریب پہنچ کر فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھی اس کے بعد نبی کریم ﷺ سوار ہو گئے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہو گئے، میں حضرت ابوطلحہؓ کے پیچھے بیٹھا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ خیبر کے کوچہ و بازار میں سے گزر رہے تھے تو میرا زانو نبی کریم ﷺ کی ران سے چھو رہا تھا اور آپؐ کا تہبند آپؐ کی ران پر سے کھسک گیا تھا اور مجھے آپؐ کی ران کی سفیدی نظر آرہی تھی، پھر جب آپؐ خیبر کی بستی میں داخل ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اکبر! خربت خیبرُ اِنّا اذا نزلنا بساحةِ قومٍ فساء صباح المُنْذَرِینَ (اللہ سب سے بڑا ہے! خیبر برباد ہوگیا، ہم جب کسی قوم کے آنگن میں جا اترتے ہیں تو متنبہ کیے

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ آپؐ نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا اور محمد بن مسلمہؓ نے اس کو حیلہ و فریب سے جو قتل کیا اس کا باعث یہ تھا کہ اس شخص نے عہد شکنی کی تھی، پہلے عہد کیا تھا کہ آپؐ کے دشمنوں کا ساتھ نہ دوں گا پھر مکہ جاکر مشرکوں کو نبی کریمؐ اور مسلمانوں سے لڑنے کی ترغیب دی۔ اور ان کے مقتولین کے مرثیے کہے اور پھر مدینہ میں آکر مسلمان عورتوں کے بارے میں غزلیں کہنا شروع کردیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار کہے۔ بنابریں یہ قتل خلاف عہد نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کسی شخص نے کہہ دیا تھا کہ کعب بن اشرف کا قتل غدر تھا تو آپؓ نے اسے قتل کرادیا تھا اس لیے کہ غدر (دھوکہ یا عہد شکنی) جب ہوتا جب امان دینے کے بعد قتل کرایا جاتا۔ عہد شکنی اور بدمعاشی کا مرتکب تو خود کعب بن اشرف ہوا تھا جس کو سزائے موت دی گئی اور جیسے حالات تھے اس قتل کے لیے اس کے مطابق عمل کیا گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو ایک مرتبہ اسلام کی دعوت دی جاچکی ہو انھیں بار بار دعوت کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ تخریب کار ہوں تو ان کا قتل حیلہ و تدبیر سے بھی درست ہے۔ از نوویؒ ۔ مترجم

گئے لوگوں کی شامت آجاتی ہے) یہ کلمات آپؐ نے تین بار ارشاد فرمائے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ اپنے کام کاج کے لیے رواں دواں تھے (کہ انھوں نے آپؐ کو دیکھا) اور کہنے لگے: حضرت محمد ﷺ آ گئے اور فوج آپؐ کے ساتھ ہے! حضرت انسؓ کہتے ہیں: پھر ہم نے خیبر کو بزورِ شمشیر فتح کر لیا۔

اخرجه البخاري في: كتاب الصلاة: باب ۱۲ ما يذكر في الفخذ

۱۱۸۱ ـــــ حدیث سلمۃ بن الاکوع ؓ: حضرت سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ خیبر پر حملہ کے لیے نکلے تو رات کے وقت سفر کیا۔ اثنائے راہ میں ایک شخص نے عامرؓ سے کہا: اے عامرؓ! کیا تم ہمیں اپنے اشعار نہیں سناؤ گے؟ ـــــ دراصل عامرؓ بن الاکوع (حضرت سلمہؓ کے بھائی شاعر تھے ـــــ یہ سن کر حضرت عامرؓ نیچے اترے اور یہ حدی گا کر لوگوں کو سنانے لگے:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا　　　وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

اے ہمارے آقا و مولا! اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ نماز پڑھتے نہ صدقہ دیتے

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ مَا اَبْقَيْنَا　　　وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

ہماری جانیں تیرے لیے قربان! زندگی میں ہم سے جو خطائیں سرزد ہوں وہ معاف فرما دے اور جب دشمن سے مقابلہ درپیش ہو تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔

وَاَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا　　　اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَبَيْنَا

اور ہمیں سکینت و طمانیت کی دولت سے نواز۔ ہمیں جب باطل (کی مدد) کیلیے پکارا گیا تو ہم نے انکار کر دیا

وَبِالصَّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

اور کافر شور و غل مچاتے ہوئے ہمارے خلاف محاذ آرا ہیں

یہ اشعار سن کر نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ حدی خواں کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: عامر بن الاکوعؓ۔ آپؐ نے فرمایا: یرحمہ اللہ (اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے)۔ آپؐ کا یہ ارشاد سن کر صحابہ کرامؓ میں سے ایک صاحب (حضرت عمرؓ) نے کہا: یارسول اللہ! یہ تو اب شہادت اور جنّت کا حق دار ہو گیا، کاش! آپؐ نے ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے اور لطف اندوز ہونے کی مہلت دی ہوتی۔ پھر ہم خیبر پہنچ گئے اور ہم نے ان (کے قلعہ) کا محاصرہ کر لیا (جو اتنا طویل ہو گیا کہ) اس کے دوران ہمیں سخت فاقہ کشی برداشت کرنا پڑی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر پر مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔ جس دن خیبر فتح ہوا اسی دن شام کو مسلمانوں نے بہت زیادہ آگ جلائی تو نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ آگ کیسی ہے؟ تم لوگ کیا پکا رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: گوشت پکا رہے ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: کس کا گوشت؟ عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت۔ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا: اس گوشت کو پھینک دو اور برتنوں کو (جن میں پکایا ہے) توڑ دو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم گوشت پھینک دیں اور برتنوں کو دھو ڈالیں؟ آپؐ نے فرمایا: چلو ایسا کر لو ـــــ پھر ایسا ہوا کہ جنگ شروع ہوئی تو حضرت عامر بن الاکوعؓ نے ایک یہودی

کی پنڈلی پر اپنی تلوار سے وار کیا لیکن چونکہ آپ کی تلوار چھوٹی تھی اس لیے تلوار پلٹ کر آپ ہی کے گھٹنے کی چپنی پر لگی اور یہی زخم آپ کی شہادت کا باعث بنا اور آپ وفات پا گئے۔ حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم خیبر سے واپس لوٹ رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے جو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے مجھے (کچھ مغموم) دیکھا تو فرمایا: تمھیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! لوگوں کا گمان یہ ہے کہ حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے عمل ضائع ہو گئے ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ایسی بات کہی وہ جھوٹا ہے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیاں جوڑ کر اشارہ سے بتایا کہ اسے دوگنا اجر ملے گا وہ تو اللہ کی راہ میں سر توڑ محنت و کوشش کرنے والا مجاہد تھا، بہت کم عرب ایسے ہوں گے جنھوں نے اس جنگ میں اُن جیسی کارگزاری دکھائی ہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوہ خیبر

باب ۴۴: غزوۂ احزاب یعنی غزوہ خندق کا بیان

۱۱۸۲ــــ حدیث براء رضی اللہ عنہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوۂ احزاب میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح مٹی اٹھاتے دیکھا کہ مٹی نے آپ کے پیٹ کی سپیدی کو چھپا لیا تھا اور آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے:

لو لا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

اے اللہ! اگر تو ہدایت نہ دیتا تو ہم نہ راہ یاب ہوتے اور نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فانزل السکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

پس تو ہم پر تسکین و طمانیت نازل فرما۔ اور جب دشمن سے مقابلہ درپیش ہو تو ہمیں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔

ان الاُلیٰ قد بغوا علینا اذا ارادو فتنۃ ابینا

ان لوگوں نے (مکہ والوں نے) ہم پر چڑھائی کر دی ہے۔ کیونکہ انھوں نے جب تیرے دین کی مخالفت کی تو ہم نے ان کی بات نہ مانی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۳۴ حفر الخندق

۱۱۸۳ــــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (غزوۂ خندق کے دن) حضرت نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم خندق کھود کھود کر اس کی مٹی اپنے کندھوں پر اٹھا کر ڈھو رہے تھے تو آپ نے یہ رجز ارشاد فرمایا:

اللّٰھم لاعیش الاعیش الاٰخرہ فاغفر للمھاجرین والانصار

اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے اس لیے تو مہاجرین و انصار کی مغفرت فرما دے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۹ دعاء النبی ﷺ اصلح الانصار والمہاجرہ

۱۱۸۴ـــ حدیث انس بن مالک ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (جب مہاجرین و انصار کو انتہائی تکلیف اور بھوک کی حالت میں خندق کھودتے دیکھا تو) یہ رجز پڑھا:

لاعیش الا عیش الاخرۃ فاصلح الانصار والمھاجرۃ

زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ اے اللہ انصار و مہاجرین کی حالت درست فرما دے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۹ دعاء النبی ﷺ اصلح الانصار والمھاجرۃ

۱۱۸۵ـــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن انصار یہ رجز پڑھ رہے تھے:

نحن الذی بایعوا محمّداً علی الجھاد ماحیینا ابداً

ہم ہیں جنھوں نے حضرت محمد ﷺ کی بیعت کی ہے کہ اللہ کے راستے میں زندگی بھر ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے

یہ رجز سن کر نبی کریم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

اللّٰھم لاعیش الاعیش الاخرہ فاکرم الانصار والمھاجرہ

اے اللہ حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے اس لیے تو اس زندگی میں انصار و مہاجرین کی عزت افزائی فرما۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۵۶ الجھاد والسیر: باب ۱۱۰ البیعۃ فی الحرب ان لا یفروا

باب ۴۵: غزوہ ذی قرد و دیگر غزوات کا بیان

۱۱۸۶ـــ حدیث سلمۃ بن الاکوع ؓ: حضرت سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں صبح کی اذان سے پہلے (گھر سے) نکلا ـــ نبی کریم ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں مقام ذی قرد میں چر رہی تھیں ـــ راستے میں مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کا ایک غلام ملا اور اس نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئی ہیں۔ میں نے پوچھا کس نے پکڑیں؟ کہنے لگا: قبیلہ عطفان نے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ بآواز بلند "یا صباحاہ" اس طرح پکارا کہ تمام اہلِ مدینہ کو اطلاع مل گئی۔ پھر میں منہ اٹھائے سرپٹ ان کی طرف دوڑا حتےٰ کہ میں نے انھیں جا لیا۔ ان لوگوں نے ابھی اپنے جانوروں کو پانی پلانا شروع ہی کیا تھا کہ میں نے ان پر تیر پھینکنا شروع کر دیے کیونکہ میں ایک اچھا تیر انداز تھا اور میں یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

انا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع

"میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کے دن پہچان ہو گی کہ کس نے شریف کا دودھ پیا ہے اور کس نے رذیل کا"ـــ

اور میں نے یہ رجز پڑھتے پڑھتے ان سے اونٹنیوں کو چھڑا لیا بلکہ تیس عدد چادریں بھی ان سے چھین لیں۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ پہنچ گئے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا تھا اور ابھی یہ لوگ پیاسے ہوں گے اس لئے ان کے پیچھے اسی وقت کوئی دستہ روانہ کر دیجیے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اے ابن اکوعؓ!

تم ان پر غالب آگر اپنی چیزیں واپس لے چکے ہو اس لیے اب ان کا پیچھا چھوڑ دو۔ پھر ہم واپس اس طرح چلے کہ مجھے حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا حتّٰے کہ ہم مدینہ میں پہنچ گئے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی : باب ۳۷ غزوۃ ذات القرد

باب ۴۷: عورتوں کا مردوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونا

۱۱۸۷ـــــ حدیثِ انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جس دن جنگ اُحد ہوئی اور لوگ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر پسپا ہو گئے تو حضرت ابو طلحہؓ تھے جو آپؐ کے سامنے کھڑے ہو کر ایک ڈھال سے اوٹ کیے ہوئے تھے اور حضرت ابو طلحہؓ بہت اچھے تیر انداز تھے، آپ کی کمانوں کی تانت بہت سخت ہوتی تھی اور اس دن آپ دو تین کمانیں توڑ چکے تھے اور جب بھی کوئی شخص قریب سے تیروں کا ترکش لے کر گزرتا تو نبی کریمؐ اس سے فرماتے: یہ ترکش ابو طلحہؓ کے آگے ڈال دو! اور جب نبی کریم ﷺ جھانک کر کافروں کی طرف دیکھنے لگتے تو حضرت ابو طلحہؓ کہتے: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! آپؐ اس طرح نہ جھانکیں، مبادا ان لوگوں کا کوئی تیر آپؐ کو آ لگے، میرا سینہ آپؐ کے سینے کے آگے ہے (یعنی میں آپؐ پر قربان ہونے کے لیے حاضر ہوں) (حضرت انسؓ کہتے ہیں): اور میں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما اور حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ دونوں نے اپنے دامن اس طرح اٹھا رکھے تھے کہ ان کی پنڈلیوں میں پازیب نظر آ رہے تھے اور اپنی پیٹھ پر مشک لاد لاد کر لاتیں اور پیاسے زخمیوں کے مُنہ میں پانی ڈالتی تھیں اور جب مشکیزہ خالی ہو جاتا تو واپس جا کر اسے پھر بھر لاتیں اور پھر لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتیں، اور اس دن حضرت ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گری۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۱۸ مناقب ابی طلحہ رضی اللہ عنہ

باب ۴۹: نبی کریم ﷺ کے غزوات کی تعداد

۱۱۸۸ـــــ حدیثِ عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن یزیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے ہمراہ (بارش کی دُعا کے لیے) نکلا اور انھوں نے نمازِ استسقاء پڑھی تو اپنے دونوں پاؤں کے بل بغیر منبر کے کھڑے ہوئے اور پہلے استغفار کی پھر دو رکعت نماز ادا کی جس میں بآواز بلند قرأت کی، لیکن نہ اذان کہی نہ اقامت۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۵ الاستسقاء : باب ۱۵ الدعاء فی الاستسقاء قائماً

۱۱۸۹ـــــ (حدیثِ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ): ابو اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت زید بن ارقمؓ کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ آپ سے دریافت کیا گیا: نبی کریم ﷺ نے کل کتنے غزوات کیے؟ انھوں نے جواب دیا انیس۔ پھر پوچھا آپ کتنے غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے؟ جواب دیا سترہ میں۔ میں نے دریافت کیا: سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ کہا:

عسیرہ یا عشیر۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۱ غزوة العشيرة او العسيرة

۱۱۹۰ ـــــ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ: حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سولہ غزوات میں شرکت کی[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸۹ کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۹۱ ـــــ حدیث سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہ: حضرت سلمة بن الاکوعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شرکت کی اور جو لشکر آپؐ روانہ کیا کرتے تھے (یعنی سرایا) ان میں سے نو میں شریک ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سالار لشکر تھے اور ایک مرتبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۴۵ بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامة بن زید الی الحرقات من جهينة

باب ۵۰: غزوۂ ذات الرقاع

۱۱۹۲ ـــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے اور حالت یہ تھی کہ ہم چھ آدمیوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ ہمارے پاؤں پھٹ گئے اور میرے تو دونوں پاؤں زخمی ہو گئے اور ناخن گر پڑے اور ہم اپنے پیروں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے۔ اس غزوے کا نام غزوۂ ذات الرقاع بھی اسی لیے پڑ گیا کہ ہم اپنے پاؤں کے زخموں پر کپڑے کی پٹیاں باندھتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے یہ حدیث بیان تو کر دی لیکن بعد ازاں انھیں کچھ ناگواری کا احساس ہوا اور کہنے لگے: میں اس کا ذکر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ گویا وہ اپنے عملوں میں سے کسی عمل کو اس طرح بیان کر کے اس کا اظہار پسند نہیں کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۱ غزوة ذات الرقاع

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تعداد میں اہل مغازی نے اختلاف کیا ہے البتہ ابن سعدؒ نے طبقات میں جو تفصیل دی ہے اس کے مطابق غزوات کی تعداد ستائیس[2] اور سرایا (وہ دستے جن میں آپؐ خود شریک نہیں ہوئے بلکہ دیگر صحابہ کبار کی سرکردگی میں روانہ کیے) کی تعداد چھپن تک پہنچتی ہے۔ ان غزوات میں سے جن نو میں لڑائی ہوئی ان کے نام یہ ہیں: ۱۔ بدر ۲۔ احد ۳۔ مریسیع ۴۔ خندق ۵۔ قریظہ ۶۔ خیبر ۷۔ فتح مکہ ۸۔ حنین ۹ طائف۔ بریدہؓ نے آٹھ جو بیان کیے ہیں تو غالباً انھوں نے فتح مکہ کو خارج کر دیا ہے یہی مسلک امام شافعیؒ کا ہے کہ مکہ صلحاً فتح ہوا تھا، لیکن باقی علماء کا مسلک یہ ہے کہ مکہ بزور تلوار فتح ہوا تھا اور یہی مسلک صحیح ہے۔ مترجم

کتابُ الامارۃ

حکومت کرنے کے آداب و مسائل

باب ۱: خلافت و حکومت میں عوام قریش کے تابع ہیں

۱۱۹۳ ـــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سرداری اور حکومت کے معاملہ میں عام لوگ قریش کے پیروکار ہیں۔ مسلمان عوام مسلمان قریشیوں کے تابع ہیں اور کافر عوام کافر قریشیوں کے تابع ہیں[۱]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب : باب ۱ قول اللہ تعالیٰ (یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ)

۱۱۹۴ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ : حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ معاملہ (یعنی خلافت) ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک کہ دنیا میں قریش میں سے دو آدمی بھی باقی ہوں گے[۲]۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۱ المناقب : باب ۲ مناقب قریش

---

۱ مراد یہ ہے کہ حکومت و خلافت کے معاملہ میں عام لوگ قریش کے تابع رہیں گے کیونکہ قریش کو دوسروں پر فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ لیکن بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ خبر بمعنی حکم ہے یعنی ایسا ہونا چاہیے کہ لوگ خلافت و امارت کے معاملہ میں قریش کی پیروی کریں جس کے معنی یہ بھی ہوئے کہ اگر خلیفہ قریشی ہو تو اس کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں ہے۔ کرمانیؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں دراصل قریش کا وہ مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے جو انھیں ہر دور میں حاصل رہا ہے یعنی زمانہ جاہلیت میں بھی عوام قریش کے تابع رہے ہیں کیونکہ اہلِ قریش ساکنانِ حرم تھے اور بیت اللہ کا انتظام و انصرام ان کے ہاتھ میں تھا اور اسلام کے بعد بھی کیفیت یہی رہی عرب کی اکثریت قریش کی طرف دیکھتی رہی کہ وہ کیا کرتے ہیں چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا اور اہلِ قریش مسلمان ہو گئے تو سارے عرب نے اسلام قبول کر لیا، اور اس کے بعد ایک مدت تک خلافت و حکومت قریش ہی کے ہاتھ میں رہی۔ مرتبؒ

۲ مراد یہ ہے کہ خلافت کے اصل مستحق قریش ہی ہیں جب تک دنیا میں قریشی موجود ہیں۔ نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی دوسرے کو خلیفہ بنانا جائز نہیں اور اس بات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں اور بعد کے زمانوں میں امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اور جن لوگوں نے اس فیصلہ کی مخالفت کی ہے وہ بدعتی ہیں اور اجماع امت سے ان کے خلاف حجت قائم ہے۔ اس حدیث میں آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ صورت حال قیامت تک اسی طرح قائم رہے گی جب تک دنیا میں دو انسان بھی موجود ہوں گے اور آپؐ کا یہ ارشاد ہر دور میں سچا ثابت ہوتا رہا ہے کیونکہ اگرچہ مختلف ادوار میں غیر قریش نے تغلباً حکومت پر قبضہ کر لیا اور لوگوں کو دبا کر ان پر حکومت کی لیکن سب اس حقیقت کا اعتراف کرتے رہے کہ خلافت کے حقیقی مستحق قریش ہی ہیں۔ گویا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خلیفہ کہلانے کا مستحق صرف قریشی ہے خواہ حکومت پر کوئی دوسرا قابض ہو جائے۔ مرتبؒ

۱۱۹۵ ــــــ (حدیث جابر بن سمرہ اور ان کے والد سمرہ بن جنادہ سوائی ﷺ) حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: بارہ امیر ہوں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک کلمہ اور بھی ارشاد فرمایا تھا جو میں نہ سن سکا تو میرے والد نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۵۱ الاستخلاف

باب ۲: خلیفہ نامزد کرنے یا نہ کرنے کا بیان

۱۱۹۶ ــــــ (حدیث عمر ﷺ) حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ سے کہا گیا: آپ خلیفہ نامزد کیوں نہیں کر دیتے؟ آپ نے جواب دیا: اگر میں خلیفہ نامزد کر دوں تو یہ بھی درست ہے۔ کیونکہ ایک ایسا شخص جو مجھ سے بہتر تھا یعنی حضرت ابوبکر ﷺ خلیفہ نامزد کر چکے ہیں اور اگر میں نامزد نہیں کرتا تو (یہ بھی صحیح ہوگا کہ) ایک ایسی ہستی نے جو مجھ سے بہتر تھی یعنی رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا یہ بات سن کر لوگوں نے آپ کی تعریف کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: لوگ دو قسم کے ہیں کچھ وہ ہیں جنھیں خلافت کی رغبت ہے اور کچھ ایسے ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بوجھ سے پوری طرح عہدہ برآ ہو جاؤں نہ مجھے اس سے فائدہ پہنچے اور نہ مجھ پر اس کا کچھ وبال ہو، (بنابریں میں کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کرنا چاہتا کیونکہ زندگی میں تو خلافت کی ذمہ داری مجھ پر تھی ہی اس طرح مرنے کے بعد[2] بھی اس کا بوجھ مجھ پر ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۵۱ الاستخلاف

---

[1] بارہ خلیفہ جو قریش میں سے ہوں گے اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق سے عمر بن عبدالعزیزؒ تک جو بارہ خلفاء ہوئے ہیں مراد لیے جا سکتے ہیں کیونکہ یہی قرنِ اول کے خلفاء ہیں اور بعد کے ان سب خلفائے بنی اُمیہ اور خلفائے بنی عباسؓ سے بہتر ہیں جنھوں نے خلیفہ کا لقب استعمال کیا لیکن جن کی خلافت برائے نام تھی یہ بارہ خلفاء درج ذیل ہیں۔ ۱۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۳۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۴۔حضرت علی رضی اللہ عنہ ۵۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ ۶۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۷۔یزید بن معاویہؓ ۸۔مروان، ۹۔عبدالملکؒ ۱۰۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۱۱۔ولید بن عبدالملکؒ ۱۲۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ــ ان ناموں میں اگرچہ بعض شخصیتیں انتہائی متنازعہ فیہ ہیں لیکن قرنِ اول کے بارہ خلیفہ یا خلفاء وامراء یہی ہو سکتے ہیں جو سب کے سب قریش میں سے ہیں۔ مرتبؒ ومترجم

[2] آپ کی مراد یہ تھی کہ حکومت وخلافت ایسی خوفناک چیز ہے کہ اس سے انسان صاف چھوٹ جائے اور کوئی وبال اپنی گردن پر نہ لے جائے تو بڑی بات ہے اس لیے میری یہ کوشش رہی ہے کہ اس ذمہ داری سے برابر سرابر چھوٹ جاؤں اگر کوئی ثواب اور فائدہ نہیں پہنچتا نہ پہنچے کم ازکم میرے ذمہ کوئی بوجھ باقی نہ رہے اس لیے اگر میں کسی کو نامزد کرتا ہوں تو چونکہ لوگوں کے دلوں کا حال صرف اللہ ہی جانتا ہے، بعض لوگ حکومت کے خواہشمند ہوتے ہیں اور بعض اس سے ڈرتے ہیں، اگر کسی خواہش مند کو بنا جاؤں تو اس کے اعمال کی ذمہ داری مرنے کے بعد بھی میرے سر رہے گی، گویا زندگی میں تو میں حکومت وخلافت اور مسلمانوں کا بوجھ اٹھاتا ہی رہا مرنے کے بعد بھی یہ بوجھ میرے سر رہے گا، میں اس سے باز آیا۔ حالانکہ اگر میں کسی کو نامزد کرتا ہوں تو یہ بھی درست ہوگا کیونکہ ایک ایسا شخص جو مجھ سے بہتر تھا یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نامزدگی کی مثال قائم کر چکے ہیں اور اگر نامزد نہیں کرتا تو یہ بھی صحیح ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا اور انتخاب اُمت پر چھوڑ دیا تھا۔ ویسے اُمتِ مسلمہ کا اسی پر اجماع ہے کہ خلافت کے معاملے میں دونوں صورتیں صحیح ہیں اگر موجودہ خلیفہ کسی کو نامزد کرے تب بھی (باقی اگلے صفحہ پر)

باب۳: حکومت و امارت کی خواہش کرنا اور اسے طلب کرنا منع ہے

۱۱۹۷ــــ حدیث عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ: حضرت عبدالرحمٰنؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہؓ! حکومت و امارت کی طلب و درخواست نہ کرنا کیونکہ (یہ ایسی چیز ہے کہ) اگر یہ تم کو مانگنے اور طلب کرنے پر ملی تو ساری ذمہ داری تمھارے سر ہو گی (اللہ کی طرف سے تمھیں مدد و اعانت نہ ملے گی) اور اگر بے مانگے تم کو ملے گی تو اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اللہ کی طرف سے تمھاری مدد کی جائے گی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذور: باب ۱ قول اللہ تعالیٰ (لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم)

۱۱۹۸ــــ حدیث (ابوموسیٰ و معاذ بن جبل ؓ) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اشعریوں میں سے دو شخص میرے ہمراہ تھے ایک میری داہنی جانب اور دوسرا بائیں طرف اور نبی کریم ﷺ مسواک کر رہے تھے ان دونوں نے آپؐ سے (عہدہ) طلب کیا تو آپؐ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوموسیٰ! یا اے عبداللہ بن قیس! (تم کیا کہتے ہو؟) حضرت ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا! ان دونوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا کہ ان کے دل میں کیا ہے اور مجھے ہرگز محسوس نہ ہوا تھا کہ یہ دونوں عہدہ طلب کرنے کی درخواست کریں گے۔ حضرت ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ میں گویا اس وقت بھی آپؐ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں جو آپؐ کے ہونٹوں میں دبی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ہم اس شخص کو جو عہدے کا طلب گار ہو، کام اور عہدے کی ذمہ داریاں سپرد نہیں کرتے لیکن، اے ابوموسیٰؓ! (یا آپؐ نے فرمایا تھا) اے عبداللہؓ بن قیس! تم یمن کی طرف (حاکم بن کر) جاؤ۔ پھر آپؐ نے ان کے پیچھے حضرت معاذؓ بن جبل کو روانہ کیا۔ جب حضرت معاذؓ حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس (یمن) پہنچے تو حضرت ابوموسیٰؓ نے حضرت معاذؓ کے لیے ایک گدا بچھا دیا اور کہا کہ اترو! اس وقت حضرت معاذؓ نے آپ کے پاس ایک آدمی کو بندھا ہوا دیکھا تو پوچھا: یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت ابوموسیٰؓ نے بتایا: یہ شخص پہلے یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا بعد ازاں دوبارہ یہودی ہو گیا (یہ بتا کر) حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: بیٹھ جائیے! حضرت معاذؓ کہنے لگے: میں اس وقت تک ہرگز نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اللہ اور رسولؐ اللہ کے فیصلے کے مطابق اس شخص کو قتل نہیں کر دیا جاتا۔ یہ بات آپ نے تین بار کہی۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا، پھر انھوں نے ایک دوسرے سے قیام اللیل کے بارے میں گفتگو شروع کی۔ ایک نے کہا کہ میں تو رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ مجھے نیند کا بھی ویسا ہی ثواب ملیگا جیسا کہ قیام اللیل اور شب بیداری کا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۸ استتابة المرتدین باب ۲ حکم المرتد والمرتدہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: درست ہے اور اگر نئے خلیفہ کا انتخاب امت مسلمہ پر چھوڑ دے تب بھی درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے چھ افراد کی ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس کے ذمہ نئے خلیفہ کا انتخاب تھا واللہ اعلم۔ از نوویؒ مترجم

باب ۵ : امام عادل کی فضیلت اور حاکم ظالم کے لیے عذاب۔ رعیت کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے کی تلقین اور لوگوں کو مشقت میں ڈالنے کی ممانعت

۱۱۹۹ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ : حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : تم میں سے ہر شخص پاسبان اور نگران ہے اور اسی بنا پر اس کی رعیت کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی چنانچہ جو شخص لوگوں کا حاکم ہے وہ ان کا نگران اور ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور اس سے لوگوں اور ان کے امور و معاملات کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور ایک عام شخص بھی اپنے گھر والوں کا نگران و محافظ ہے اور اس سے بھی ان کے بارے میں باز پرس ہوگی اسی طرح عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران اور ان کے مصالح کی محافظ و ذمے دار ہے اور اس سے ان کے سلسلہ میں پوچھ گچھ ہوگی اور غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ و نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا، لہٰذا یاد رکھو! تم میں سے ہر شخص نگران اور ذمہ دار محافظ ہے اور اپنی اپنی رعیت کے بارے میں مسئول و جواب دہ ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۹ العتق : باب ۱۷ کراھیۃ التطاول علی الرقیق

۱۲۰۰ ـــــ (حدیث معقل بن یسارؓ) : حسنؒ بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسارؓ کے مرض الموت میں آپ کی عیادت کے لیے آیا تو حضرت معقلؓ نے اس سے کہا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے خود آں حضرت ﷺ سے سنی ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے : جس بندے کو اللہ نے رعیت کا حاکم و محافظ بنایا اور اس نے بھلائی اور خیر خواہی کے تقاضوں کے مطابق رعیت کی حفاظت کی ذمہ داری پوری نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹۳ الاحکام : باب ۸ من استرعی رعیۃ فلم ینصح

باب ۶ : مالِ غنیمت میں سے چوری کرنا سخت حرام ہے

۱۲۰۱ ـــــ حدیث ابوہریرہؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے مالِ غنیمت میں چوری کا ذکر فرمایا اور اس کو بہت بڑا گناہ قرار دیا اور اس کی بہت سخت سزا بیان فرمائی آپؐ نے فرمایا : یاد رکھو! قیامت کے دن تم میں سے کوئی شخص مجھے اس حال میں نہ ملے کہ اس کی گردن پر ایک بکری سوار ہو جو ممیا رہی ہو یا اس کی گردن پر ایک ہنہناتا ہوا گھوڑا سوار ہو پھر وہ شخص مجھ سے کہے کہ یا رسولؐ اللہ! میری مدد فرمائیے، اور میں جواب دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نے تم کو تمام احکام پہنچا دیے تھے یا اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو جو بلبلا رہا ہو اور وہ کہے : یا رسولؐ اللہ! مجھے بچا لیجئے! اور میں کہوں کہ میں تمہارے لیے اب کچھ نہیں کر سکتا میں نے تم کو ہر بات (نیک و بد) بتا دی تھی، یا کوئی شخص اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہو اور وہ کہے : یا رسولؐ اللہ! میری مدد فرمائیے! اور میں کہوں کہ میں تمہاری ذرا بھی مدد نہیں کر سکتا میں نے تم

کوسب کچھ پہنچا دیا تھا یا اس کی گردن پر کپڑے لدے ہوئے ہوں جو اس کے قابو میں نہ آرہے ہوں اور وہ کہے: یارسولؐ اللہ! میری مدد کیجیے! اور میں کہوں: میں تمہاری مدد ذرا بھی نہیں کرسکتا میں نے اللہ کے تمام احکام تم کو پہنچا دیے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۸۹ الغلول

باب ۷: سرکاری ملازموں کے لیے تحفہ اور ہدیہ لینا حرام ہے

۱۲۰۲ ــــ حدیث ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ: حضرت ابوحمیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صدقات وصول کرنے پر مقرر کیا۔ جب یہ شخص اپنے کام سے فارغ ہوکر آیا تو اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مجھے بطور ہدیہ ملا ہے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: تم اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھے رہے، پھر دیکھتے کوئی تم کو ہدیہ دیتا ہے یا نہیں؟ پھر آپؐ عشا کی نماز کے بعد کھڑے ہوئے اور آپؐ نے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی جس کا وہ مستحق ہے، پھر فرمایا: امّا بعد! یہ عاملوں کو کیا ہوگیا ہے؟ ہم ایک شخص کو عامل بنا کر بھیجتے ہیں پھر وہ ہمارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: یہ مال وہ ہے جس کی تحصیل کے لیے مجھے بھیجا گیا تھا اور یہ مال مجھے بطور تحفہ یا ہدیہ ملا ہے وہ آخر اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتا کہ اسے کوئی ہدیہ ملتا ہے یا نہیں؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے! ان محاصل میں جو شخص خیانت کرے گا قیامت کے دن وہ چوری کیا ہوا مال اپنی گردن پر لادے چلا آرہا ہوگا اگر اونٹ (چرایا ہوگا) تو اسے اس طرح لاد کر لائے گا کہ وہ بڑبڑا رہا ہوگا اور اگر گائے ہوگی تو وہ چلّا رہی ہوگی اور اگر بکری ہوگی تو وہ ممیا رہی ہوگی۔ یاد رکھو! میں نے اللہ کے احکام تم تک پہنچا دیے۔ ابوحمیدؓ کہتے ہیں: یہ ارشاد فرماتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اونچا اٹھایا حتیٰ کہ ہم کو آپؐ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذور: باب ۳ کیف کان یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۸: حاکموں کی اطاعت ایسے احکام میں جو احکام الٰہی کے خلاف نہ ہوں واجب ہے اور ارتکاب گناہ کے حکم کی اطاعت حرام ہے

۱۲۰۳ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آیۂ کریمہ (اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج۔ النساء ۵۹) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں"۔ عبداللہ بن حذافہ رضی بن قیس بن عدی کے بارے میں

---

[1] اس حدیث میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ سرکاری ملازموں کا تحفے یا ہدیے قبول کرنا اسی قسم کی خیانت ہے جس طرح محاصل یا مال غنیمت میں سے چوری کرنا۔ کیونکہ سرکاری ملازم جب ہدیہ قبول کرتا ہے تو وہ اپنے عہدہ کا ناجائزہ فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے اسی لیے آپؐ نے اس کی وہی سزا بیان فرمائی ہے جو سزا مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کو قیامت کے دن ملے گی۔ مرتب

نازل ہوئی تھی جب ان کو نبی کریم ﷺ نے ایک دستے کا سردار بنا کر روانہ کیا تھا[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۱ قول اللہ تعالیٰ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم)

۱۲۰۴ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے حقیقتاً اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے فی المعنیٰ میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے دراصل میری نافرمانی کی[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۱ قول اللہ تعالیٰ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم)

۱۲۰۵ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر واجب ہے کہ (اپنے حاکم کی) بات سننے اور (امیر کے حکم کی) اطاعت کرے خواہ اسے وہ بات اور حکم پسند ہو یا ناپسند، جب تک کہ اسے کسی گناہ کا حکم نہ دیا جائے لہذا جب کوئی امیر یا حاکم ناجائز اور گناہ کے کام کا حکم دے تو نہ سننا واجب ہے نہ اطاعت کرنا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۴ السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ

۱۲۰۶ ــــ حدیث علی رضی اللہ عنہ: حضرت علی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دستہ روانہ فرمایا اور اس کا امیر ایک انصاری کو مقرر فرمایا اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کرنا۔ یہ شخص (ایک موقع پر) ان سے ناراض ہو گیا اور کہنے لگا: کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تم کو حکم دیا تھا کہ میری اطاعت کرنا؟ سب نے کہا: درست ہے۔ اس نے کہا: میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم لوگ لکڑیاں جمع کرو پھر آگ جلاؤ اور اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ ان لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی لیکن جب اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو رُک کر ایک دوسرے کو دیکھا اور ان

---

[1] فتح الباری میں ہے کہ "اطیعوا اللہ" سے ان احکام کی اطاعت مُراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیے ہیں اور "اطیعوا الرسول" سے مراد وہ اوامر و نواہی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے بصورت سنت نبویؐ عطا فرمائے۔ آیت میں فعل اطیعوا کو رسول کے ساتھ دوبارہ جو دہرایا گیا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول کی اطاعت بھی اللہ کی اطاعت کی طرح مستقلاً واجب ہے لیکن اولی الامر کی یہ صورت نہیں ہے بلکہ ان کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے تابع ہے یہی وجہ ہے اولی الامر کے ساتھ "اطیعوا" کا اعادہ نہیں کیا گیا۔ مرتب

[2] خطابیؒ نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مُبارک میں امراء کے معاملہ کو جو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل قریش اور ان کے قریب رہنے والے عرب امارۃ سے واقف نہیں تھے اور یہ لوگ اپنے قبیلہ کے رؤساء کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے سامنے جھکنا نہیں جانتے تھے چنانچہ جب اسلامی دور شروع ہوا اور ان عربوں پر امیر مقرر کیے گئے تو یہ بات انھیں پسند نہ آئی اور بعض لوگوں نے اطاعت کرنے سے انکار کر دیا اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے کر اطاعت کی اہمیت کو بے حد بڑھا دیا تاکہ یہ لوگ ان امراء کی اطاعت کرنا سیکھیں، اور امت میں افتراق پیدا نہ ہو۔ مرتب

میں سے بعض نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کی اطاعت آگ سے بچنے کے لیے قبول کی تھی تو کیا اب ہم پھر آگ ہی میں کود جائیں ؟ اسی دوران میں جب وہ لوگ یہ باتیں سوچ اور کر رہے تھے آگ بجھ گئی اور اس شخص کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ بعد ازاں اس بات کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر یہ لوگ آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر کبھی آگ سے نہ نکلتے اور ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے۔ اطاعت صرف جائز احکام کی ضروری ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۴ السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة

۱۲۰۷ــــ حدیث عبادة بن الصامت ﷺ: جنادہ بن ابی امیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ بیمار تھے اور ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے خود نبی کریم ﷺ سے سنی ہو تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اس سے نفع (ثواب) پہنچائے۔ انھوں نے بیان کیا: نبی کریم ﷺ نے ہمیں بیعت کے لیے دعوت دی تو ہم نے آپ کی بیعت کی، اور بیعت میں آپ نے ہم سے جو عہد و پیمان لیے تھے ان میں یہ بھی تھا کہ ہم بیعت کرتے ہیں احکام کو سننے اور ان کی اطاعت کرنے پر ہر حال میں یعنی وہ احکام ہم کو پسند ہوں یا ناپسند، ہم تنگ دست ہوں یا خوش حال، اور خواہ ہماری حق تلفی ہی ہو رہی ہو اور یہ کہ ہم اہل حکومت سے حکومت کے معاملہ میں جھگڑا نہ کرینگے (نیز آپ نے فرمایا) مگر اس صورت میں جب علانیہ ایسے کفر کا ارتکاب کیا جا رہا ہو جس کے بارے میں تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل اور ثبوت موجود ہو۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۲ قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرونھا

باب ۱۰: خلیفہ سے کی ہوئی بیعت کی پاسداری ضروری ہے اور جس کی پہلے بیعت کی ہے اس کی اطاعت پہلے لازم ہے

۱۲۰۸ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی حکومت پیغمبروں کے ہاتھ میں تھی جب ایک نبی کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ بنتا لیکن میرے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس سلسلہ میں ہمیں آپ کا کیا حکم

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ کفر سے مراد معاصی ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جب حاکم کو علانیہ احکام شرع کی خلاف ورزی کرتے دیکھو تو خاموش نہ رہو بلکہ اس سے حق بات کہنا اور بیان کرنا ضروری ہے لیکن مسلمان حاکم کے خلاف بغاوت کرنا حرام ہے اگرچہ وہ فاسق یا ظالم ہی ہو اس پر اہل اسلام کا اجماع ہے اس کی دلیل میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ علاوہ ازیں اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ فسق کی وجہ سے امام معزول نہیں ہوتا اور اس کا سبب یہ ہے کہ معزول کرنے کی صورت میں فساد اور خون ریزی کا خطرہ ہے۔ قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ علماء کرام کا اجماع ہے کہ کافر کی امامت درست نہیں ہے اور اگر امام کافر ہو جائے تو وہ معزول ہو جائے گا اسی طرح اگر امام نماز ترک کر دے یا بدعت شروع کر دے تو بھی معزول ہو جائیگا کفر اختیار کرنے کی صورت میں اس کی اطاعت ساقط ہو جائے گی اور مسلمانوں پر واجب ہوگا کہ اس کو معزول کر کے اس کی جگہ امام عادل مقرر کریں البتہ بدعت پیدا کرنے کی صورت میں اس کا معزول کرنا واجب نہیں الا یہ کہ مسلمانوں کو اسے معزول کرنے کی قدرت ہو اور ایسی قدرت نہ ہو تو اس علاقے سے ہجرت کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔ از نوویؒ مترجم

ہے ؟ آپؐ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ ان سے کی ہوئی بیعت کے پابند رہو اور جس سے پہلے بیعت کی جاوے اطاعت کا حق بھی پہلے اس کا ہے، تم ان کا حق ادا کرو (اور اگر وہ اپنے حقوق اور ذمہ داریاں پوری نہ کریں گے تو) اللہ تعالیٰ ان سے خود حساب لے لے گا ان امور کے بارے میں جس کا اس نے ان کو محافظ و نگران بنایا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۰ ماذکر عن بنی اسرائیل

۱۲۰۹ ــــ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عن قریب حق تلفیاں بھی ہوں گی اور ایسی باتیں بھی جنھیں تم ناپسند کرو گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسے حالات میں ہمارے لیے آپؐ کا حکم کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تم وہ حق ادا کرو جو تمھارے ذمے ہے اور جو تمھارا حق ہے (اگر حاکم اس کو ادا نہ کرے تو) وہ اللہ تعالیٰ سے مانگو (کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے یا اس کو بدل کر تم پر کوئی عادل حاکم منقرر کرے جو تمھارے حقوق ادا کرے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

باب ۱۲: حاکموں کے مظالم اور حق تلفیوں پر صبر کرنے کا حکم

۱۲۱۰ ــــ حدیث اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ: حضرت اسید بن حضیرؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے جس طرح فلاں شخص کو حکومت عطا فرمائی ہے اسی طرح مجھے بھی (کسی علاقہ کی) حکومت دے دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد تم کو حق تلفیوں سے دوچار ہونا پڑے گا تو ایسی صورت میں تم صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر آ کر ملو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۸ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار: اصبروا حتیٰ تلقونی علی الحوض

باب ۱۳: فتنہ و فساد کے وقت جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کا حکم

۱۲۱۱ ــــ (حدیث حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ) ابو ادریس خولانیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے اور میں اس خوف سے کہ کہیں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں، آپؐ سے شر کے متعلق سوال کیا کرتا تھا، چنانچہ (ایک دن) میں نے آپؐ سے پوچھا: یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خیر (اسلام) سے ہمیں مشرف فرمایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کسی شر کا امکان ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا اور کیا اس شر کے بعد بھی خیر آئے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں لیکن اس میں کدورت ہو گی۔ میں نے عرض کیا: یہ کیسی کدورت ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا: ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے طریقے کی بجائے دوسرے طریقوں کی طرف راہ نمائی کریں گے، تم ان

کی بعض باتوں کو اچھا پاؤ گے اور بعض باتیں بُری ہوں گی، میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد پھر کسی قسم کا شر پیدا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، لوگ اس طرح گمراہی پھیلائیں گے گویا وہ جہنم کے دروازے پر کھڑے لوگوں کو بُلا رہے ہیں، جو ان کی پکار پر لبیک کہے گا وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے کچھ اوصاف بیان فرمائیے، آپؐ نے فرمایا: وہ ہماری ہی طرح کے لوگ ہونگے اور ہماری ہی زبان میں بات کریں گے (بظاہر مسلمان ہوں گے اور اسلام کی باتیں کریں گے) میں نے عرض کیا: یہ زمانہ اگر مجھ پر آگیا تو میرے لیے آپؐ کا کیا حکم اور ہدایت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تم ایسے وقت میں جماعت المسلمین اور مسلمانوں کے امام سے وابستہ رہنا۔ میں نے عرض کیا: اگر اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو تو کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: تو تم تمام ایسے فرقوں سے کنارہ کش رہنا خواہ تم کو درخت کی جڑیں چبانا پڑیں حتٰی کہ جب تمھیں موت آئے تو اس حالت میں آئے کہ تم ان میں سے کسی کے ساتھ نہ ہو۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦١ المناقب: باب ٢٥ علامات النبوة في الاسلام

۱۲۱۲ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو حاکمِ وقت میں دین و شرع کے اعتبار سے کوئی ناپسندیدہ بات (فسق وغیرہ) نظر آئے اسے چاہیے کہ صبر کرے اس لیے کہ جو شخص امیر کی اطاعت سے بالشت بھر بھی باہر ہُوا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٩٢ الفتن: باب ٢ قول النبي صلى الله عليه وسلم ستروں بعدی اموراً تنكرونها

باب ۱۸: جنگ کے موقع پر امام کا مجاہدین سے بیعت لینا مستحب ہے نیز بیعت الرضوان کا بیان جو درخت کے نیچے منعقد ہوئی تھی

۱۲۱۳ــــ حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا: آج تم اہلِ زمین میں سب سے بہتر لوگ ہو۔ اور اس دن ہم چودہ سو تھے۔ اور اگر میری بینائی درست ہوتی تو میں تم کو اس درخت کے مقام کی نشاندہی کرتا[1] (جس کے نیچے یہ بیعت منعقد ہوئی تھی)

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٤ المغازي: باب ٣٥ غزوة الحديبية

۱۲۱۴ــــ حدیث مسیّبؓ بن حزن رضی اللہ عنہ: حضرت مسیّبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ درخت (جس کے نیچے بیعتِ رضوان منعقد ہوئی تھی) دیکھا تھا لیکن بعد ازاں جب میں وہاں آیا تو اسے نہ پہچان سکا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٤ المغازي: باب ٣٥ غزوة الحديبية

۱۲۱۵ــــ (حدیث سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ): یزیدؒ بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمۃ بن الاکوعؓ سے پوچھا: صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مُبارک پر بیعت کرتے وقت کس بات کا عہد کیا

---

[1] "درخت کی جگہ کی نشان دہی کرتا" اس لیے کہا کہ یہ درخت باقی نہیں رہا تھا کیونکہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب اطلاع ملی کہ اس درخت کے پاس لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے ہیں تو آپ نے اسے کٹوا دیا تھا۔ مترجم

تھا؟ آپ نے کہا: موت کا (یعنی میدان سے نہ بھاگنے اور شہید ہو جانے کا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۵ غزوۃ الحدیبیہ

۱۲۱۶ــــ حدیث عبداللہ بن زید ﷺ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ[۱] حرّہ کے زمانے میں مجھ سے ایک شخص نے آکر کہا کہ ابن حنظلہ لوگوں سے موت کے عہد پر بیعت لے رہے ہیں تو میں نے کہا کہ (میں نے موت کے عہد پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی) اب رسول اللہ ﷺ کے بعد میں کسی دوسرے کے ہاتھ پر موت کے عہد پر بیعت نہیں کروں گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۱۰ البیعۃ فی الحرب ان لا یفروا

باب ۱۹: مہاجر کا ہجرت کے بعد وطن میں واپس آکر آباد ہونا حرام ہے

۱۲۱۷ــــ حدیث سلمۃ بن الاکوع ﷺ: حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ حجاج کے پاس آئے تو اس نے آپ سے کہا: اے ابن اکوع! کیا آپ اپنی ایڑیوں کے بل واپس پھر گئے ہیں اور آپ نے (دارالہجرت یعنی مدینہ چھوڑ کر) پھر سے بدوی زندگی اختیار کر لی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں (جو تم سمجھتے ہو غلط ہے) بلکہ مجھے نبی کریم ﷺ نے گاؤں میں رہنے کی اجازت دے دی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۱۴ التعرب فی الفتنۃ

باب ۲۰: فتح مکہ کے بعد اسلام، جہاد اور نیکی پر بیعت کرنے کا بیان اور "لا ھجرۃ بعد الفتح" کے معنی

۱۲۱۸ــــ (حدیث مجاشع بن مسعود و ابو معبد ﷺ) ابوعثمان نہدیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت ابومعبدؓ کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ وہ ہجرت پر آپؐ کی بیعت کر لیں تو آپؐ نے فرمایا: ہجرت تو مہاجرین کے ساتھ ختم ہو چکی اب میں ان سے اسلام اور جہاد کے لیے بیعت لیتا ہوں۔ ابوعثمانؓ کہتے ہیں کہ پھر میں ابومعبدؓ سے ملا اور ان سے اس روایت کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: حضرت مجاشعؓ نے سچ کہا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۵۳ وقال اللیث

۱۲۱۹ــــ حدیث ابن عباس ﷺ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: اب ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے۔ اور جب تم کو جہاد کے لیے بلایا جائے

---

[۱] واقعہ حرہ۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا تو اس موقع پر طرفین میں جنگ ہوئی، جس میں بہت سے بے گناہ مسلمان شہید ہوئے بالآخر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر کو بھی حجاج نے شہید کر دیا تھا۔ مترجم

تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔[1]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۶ الجهاد : باب ۱۹۴ لا ھجرۃ بعد الفتح

۱۲۲۰ ــــ حدیث ابو سعید خدریؓ : حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے ہجرت[2] کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا: نادان! ہجرت بہت مشکل کام ہے (یعنی تم نہیں کر سکو گے پھر آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا) کیا تمھارے پاس اونٹ ہیں اور کیا تم ان کی زکاۃ ادا کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر کرتے رہو، تم اگر سمندروں کے اس پار رہتے ہوئے بھی نیک عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمھارے کسی عمل کو ضائع نہیں کرے گا اور اس کا اجر تم کو مل کر رہے گا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۴ الزکاۃ : باب ۳۶ زکاۃ الابل

باب ۲۱ : عورتوں سے بیعت کس طرح لی جائے

۱۲۲۱ ــــ حدیث عائشہؓ : ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب مومن عورتیں ہجرت کر کے (مکہ سے مدینہ) آتی تھیں تو نبی کریم ﷺ اس ارشاد باری تعالیٰ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ الخ۔ الممتحنہ ۱۰-۱۱-۱۲) ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمھارے پاس آئیں تو (ان کے مومن ہونے کی) جانچ پڑتال کر لو“ کے مطابق ان کی جانچ پڑتال کر لیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جو مومن عورت ان شرائط کا (جو سورۂ ممتحنہ میں مذکور ہیں) اقرار کر لیتی تو گویا وہ بیعت کا اقرار کر لیتی، اور نبی کریم ﷺ ہر اس عورت کو جو اپنی زبان سے اقرار کر لیتی، فرما دیتے کہ جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔ قسم خدا کی! نبی کریم ﷺ کا دست مبارک ہرگز کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا بس اتنا ہوا کہ آپؐ نے ان سے زبانی بیعت لے لی اور خدا کی قسم! نبی کریم ﷺ نے کسی عورت سے سوائے اس اقرار کے جس کا حکم اللہ نے دیا ہے کبھی کوئی اقرار نہیں لیا اور جب عہد لے چکتے تو اسے صرف زبان سے فرما دیتے: میں نے تم سے بیعت لے لی۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۸ الطلاق : باب ۲۰ اذا اسلمت المشرکۃ او النصرانیۃ تحت الذمی او الحربی۔

باب ۲۲ : بیعت کے وقت ”سمع وطاعت بقدر استطاعت“ کہنا چاہیے

۱۲۲۲ ــــ حدیث عبد اللہ بن عمرؓ : حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب نبی کریم ﷺ کے دست

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے: علماء حدیث نے کہا ہے کہ دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت ہمیشہ باقی رہے گی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اب مکہ سے ہجرت باقی نہیں رہی کیونکہ مکہ خود دار الاسلام بن گیا ہے ایک معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت کا جس قدر ثواب تھا وہ اب نہیں رہا اور جو مقام ان مہاجرین کو مل گیا وہ انہی کا حصہ تھا ان کی برابری اور مقابلہ اب کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ مترجم از نوویؒ۔

[2] یعنی اپنے علاقہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آ کر رہنے کی اجازت طلب کی۔ مرتبؒ

مُبارک پر سننے اور اطاعت کرنے کے عہد کے ساتھ بیعت کیا کرتے تھے تو آپؐ ہمیں تلقین فرمایا کرتے تھے کہ کہو "حسبِ استطاعت"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۴۳ کیف یبایع الامام الناس

باب ۲۳: بالغ ہونے کی عُمر کا بیان

۱۲۲۳ — حدیث ابن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جنگِ اُحد کے دن نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش ہُوا اس وقت میری عمر چودہ سال تھی تو آپؐ نے مجھے مجاہدین میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی پھر میں دوبارہ جنگ خندق کے موقع پر آپؐ کے سامنے پیش ہُوا اس وقت میں پندرہ سال کا ہوچکا تھا تو آپؐ نے مجھے مجاہدین میں شامل ہونے کی اجازت دے دی[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۲ الشہادات: باب ۱۸ بلوغ الصبیان وشہادتہم

باب ۲۴: قرآن مجید لیکر دارالحرب میں جانے کی مُمانعت، اگر یہ خوف ہو کہ دشمن کے ہاتھ آجائیگا (اور وہ اس کی بیحرمتی کریں گے)

۱۲۲۴ — حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید لے کر دشمن کی سرزمین میں سفر کرنے سے منع فرمایا ہے[2]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۲۹ السفر بالمصاحف الیٰ ارض العدو

باب ۲۵: گھڑدوڑ کرانے اور گھوڑوں کو سدھانے کا بیان

۱۲۲۵ — حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سدھائے ہُوئے کوتل گھوڑوں کے درمیان گھڑدوڑ کرائی اور اس کی حد حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک مقرر کی اور جو کوتل نہیں تھے انھیں ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا اور خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان سواروں میں شامل تھے جنھوں نے اس گھڑدوڑ میں حصہ لیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۴۱ ہل یقال مسجد بنی فلان

---

[1] اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جو بچہ قمری حساب سے پندرہ سال پورے کرلے وہ بالغ شمار ہوگا اور اس پر بالغوں کی مانند تمام احکام شرعیہ نافذ ہوں گے خواہ اسے احتلام ہوا یا نہ ہو۔ چنانچہ اسے نماز اور روزہ وغیرہ ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا اور بصورتِ ارتکابِ جرم حد نافذ کی جائے گی اور مال غنیمت میں سے اسے پورا حصہ ملے گا۔ مترجم

[2] نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب مصحف کی بے حرمتی کا خوف ہو اگر ایسا خوف یا خطرہ نہ ہو تو منع نہیں ہے۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک ہر حال میں قرآن مجید کو دشمن کے علاقے میں لے کر جانا منع ہے بلکہ ان کے نزدیک ایسی اشرفیاں جن پر اللہ کا نام کندہ ہو وہ بھی کافروں کو دینا منع ہے۔ مترجم

باب ۲۶ : گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت قیامت تک کے لیے ہے

۱۲۲۶ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ : حضرت عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی میں خیر و برکت ہے جو قیامت تک رہے گی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۴۳ الخیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ

۱۲۲۷ ـــــ حدیث عروۃ بارقی ؓ : حضرت عروہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خیر و برکت گھوڑوں کی پیشانیوں سے بندھی ہوئی ہے قیامت تک کے لیے (مراد) ثواب اور مالِ غنیمت ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۴۴ الجہاد ماضٍ مع البر والفاجر

۱۲۲۸ ـــــ حدیث انس بن مالک ؓ : حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۴۳ الخیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ

باب ۲۸ : جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلنے کا ثواب

۱۲۲۹ ـــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ اس شخص کے لیے جو اس کی راہ میں جہاد کرنے نکلتا ہے اس بات کا ضامن ہے کہ یا تو اسے ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ جو اس نے حاصل کیا ہے گھر واپس لوٹا دے یا اسے مرتبہ شہادت پر فائز کر کے جنت میں داخل کرے بشرطیکہ وہ اس جہاد کے لیے نکلنے پر ایمان باللہ اور تصدیق بالرسل کی بنا پر آمادہ ہوا ہو اور اس کی غرض اس کے سوا کچھ اور نہ ہو۔ نیز آپ ؐ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اُمت مشقت میں پڑ جائے گی تو میں ہر چھوٹے دستے کے ساتھ بھی خود جہاد کے لیے جاتا اور (کسی معرکے سے) پیچھے نہ رہتا اور میں یقیناً اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں راہِ خدا میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ کیے جانے کے بعد دوبارہ پھر شہید کیا جاؤں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۲۶ الجہاد من الایمان

۱۲۳۰ ـــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ذمّہ لے لیا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اسے جنّت میں داخل کرے یا اسے ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ اس کے گھر واپس پہنچا دے بشرطیکہ اس کی غرض محض اللہ تعالےٰ کی خاطر جہاد کرنا اور اس کے ارشادات کی تصدیق کرنا ہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس : باب ۸ قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم

۱۲۳۱ ـــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر زخم جو مسلمان کو اللہ

کی راہ میں لگتا ہے وہ قیامت کے دن بالکل اسی صورت میں ہوگا جیسا کہ اس وقت تھا جب وہ لگا تھا اور اس میں سے خُون بہ رہا ہوگا جس کا رنگ تو خون کا سا ہوگا لیکن خوشبو مُشک کی ہوگی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء باب ۶۷ مایقع من النجاسات فی السمن والماء

باب ۲۹ : راہِ خُدا میں شہید ہونے کی فضیلت

۱۲۳۲ ـــــ حدیث انس بن مالک ﷛: حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی جنّت میں داخل ہو جائے گا وہ ہرگز دنیا میں واپس آنا پسند نہ کرے گا خواہ اسے دُنیا کی ساری چیزیں دے دی جائیں سوائے شہید کے جو یہ تمنّا ضرور کریگا کہ وہ دوبارہ دُنیا میں جائے اور دس مرتبہ (اللہ کی راہ میں) شہید ہو کیونکہ وہ شہادت کی وجہ سے حاصل ہونے والے اعزاز و اکرام کو دیکھ چکا ہوگا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد والسیر: باب ۲۱ تمنی المجاهد ان یرجع الی الدنیا

۱۲۳۳ ـــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے ایسا عمل بتائیے جو جہاد کا بدل ہو سکے۔ آپ ؐ نے فرمایا: مجھے ایسا کوئی عمل نہیں ملتا جو جہاد کی برابری کر سکے۔ پھر آپ ؐ نے فرمایا: کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے روانہ ہو تو تم مسجد میں داخل ہو جاؤ اور بغیر وقفے کے قیام کرتے رہو اور مسلسل اس طرح روزے رکھو کہ درمیان میں افطار نہ کرو؟ اس نے کہا: ایسا کون کر سکتا ہے؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۱ فضل الجهاد والسیر

باب ۳۰ : اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنے کا ثواب

۱۲۳۴ ـــــ حدیث انس بن مالک ﷛: حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: راہِ خدا میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا پوری دنیا اور دنیا کے مال ومتاع سے بہتر ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد والسیر: باب ۵ الغدوة والروحة فی سبیل الله

۱۲۳۵ ـــــ حدیث سہل بن سعد ﷛: حضرت سہل ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک شام اور ایک صبح گزارنا دنیا اور دُنیا کے مال ومتاع سے بہتر ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد والسیر: باب ۵ الغدوة والروحة فی سبیل الله

۱۲۳۶ ـــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: راہِ خدا میں ایک صبح یا ایک شام کا چلنا بہتر ہے ان سب چیزوں سے جن پر سُورج طلوع وغروب ہوتا ہے (یعنی پُوری دنیا سے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد والسیر: باب ۵ الغدوة والروحة فی سبیل الله

باب ۳۴: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور دشمن سے مقابلہ کے لیے تیار رہنے کا ثواب

۱۲۳۷ ـــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: سب سے اچھا شخص کون ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اس کے بعد کون شخص سب سے اچھا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ مومن جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں جا بیٹھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۲ افضل الناس مومن یجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ

باب ۳۵: دو شخصوں کا بیان جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا لیکن دونوں جنّت میں جائیں گے

۱۲۳۸ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو ایسے شخصوں کو دیکھ کر اظہارِ مسرت کے طور پر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے گا، اس کے باوجود یہ دونوں جنت میں جائیں گے (وہ اس طرح کہ) ایک اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس کے قاتل کو بھی توبہ کی توفیق عطا فرما دے گا اور (مسلمان ہو کر) وہ بھی شہید ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۲۸ الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد بعد ویقتل

باب ۳۸: راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں کی اعانت بصورت سواری وغیرہ کا ثواب

۱۲۳۹ ـــــ حدیث زید بن خالد رضی اللہ عنہ: حضرت زید بن خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے راہِ خدا میں جہاد کرنے والے غازی کو ساز و سامان سے آراستہ کیا اس نے گویا خود جہاد کیا اسی طرح جس نے راہِ خدا میں جہاد کرنے والے غازی کے گھر بار کی خبرگیری کی اس نے بھی گویا خود جہاد کیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۳۸ فضل من جہز غازیا او خلفہ بخیر

باب ۴۰: معذور افراد پر جہاد فرض نہیں

۱۲۴۰ ـــــ حدیث براء رضی اللہ عنہ: حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آیۂ کریمہ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں دو شخصوں کو سب سے افضل قرار دیا گیا ہے ایک مجاہد فی سبیل اللہ کو اور دوسرے زاہد عزلت نشین کو۔ مجاہد کا افضل ہونا تو ظاہر ہے البتہ عزلت نشینی کے سلسلہ میں اکثر علماء مثلاً امام شافعیؒ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ عزلت نشینی اختلاط سے افضل ہے بشرطیکہ فتنہ و فساد کا دور ہو اور عزلت اختیار کر کے آدمی فتنے سے محفوظ رہ سکے ورنہ وہ صورت بہتر ہے جس میں دین کا فائدہ ہو۔ مرتب

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ) نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور انھوں نے شانے کی ایک ہڈی لے کر اس پر یہ آیت لکھ لی، پھر حضرت ابن اُم مکتوم نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ میں نابینا ہوں (اس لیے جہاد میں شریک نہیں ہو سکتا تو میرا درجہ دوسروں سے کم رہے گا) اس کے بعد اس آیت کا آخری حصہ نازل ہوا (لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ۔ النساء ۹۵) "مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو کسی معذوری کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں، دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے"۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۶ الجهاد والسير: باب ۳۱ قول الله تعالى (لا يستوى القاعدون من المؤمنين غير اولى الضرر)

باب ۴۱: شہید کے لیے جنّت کا ثبوت

۱۲۴۱ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: یارسولؐ اللہ! اگر میں (اس جنگ میں) مارا جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: جنّت میں۔ یہ سُن کر اس نے وہ کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں پھینک دیں اس کے بعد جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۴ المغازي: باب ۱۷ غزوة احد

۱۲۴۲ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جو ستّر قاری[1] بنی عامر کی طرف بھیجے تھے ان میں بنی سلیم کے کچھ افراد بھی تھے۔ یہ لوگ جب وہاں (بیر معونہ) پہنچے تو میرے ماموں (حرام بن ملحانؓ) نے کہا: میں تم سے پہلے جاتا ہوں اگر انھوں نے مجھے امن دے دیا کہ میں انھیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچادوں تب تو ٹھیک ورنہ تم مجھ سے قریب ہی ہوگے (اور وقت پر میری مدد کرسکو گے) چنانچہ وہ آگے بڑھے اور کافروں نے انھیں امن دے دی پھر جب وہ ان سے باتیں کررہے تھے اور نبی کریم ﷺ کا پیغام انھیں پہنچا رہے تھے اچانک ان لوگوں نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے میرے ماموں کے سینے سے نیزہ پار کردیا انھوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا: ربِّ کعبہ کی قسم! میں نے اپنا مقصد پالیا۔ بعدازاں یہ لوگ باقی افراد پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کو شہید کردیا صرف ایک شخص بچا جو لنگڑا تھا اور پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ ہمامؒ (حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی)

[1] یہ قرّاء اصحاب صفہ میں سے تھے۔ "صفہ" مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جس پر ایسے لوگ قیام فرماتے تھے جو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے رات یہ لوگ قرآن مجید کی تلاوت اور تدبّر و تفکّر میں گزارتے اور دن کے وقت مسجد میں پانی لاتے اور جنگل سے لکڑیاں لاکر انھیں فروخت کرتے اور اہلِ صفہ کے لیے جن کا کوئی ذریعہ آمدنی نہ تھا، کھانے پینے کا انتظام کرتے تھے، گویا ان لوگوں نے خود کو خدمتِ دین کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ انہی میں سے یہ ستر قرّاء تھے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عامر کی خواہش پر قرآن کی تعلیم دینے کے لیے ان کے قبیلہ میں بھیجا تھا اور انھوں نے دھوکہ اور بدعہدی سے ان سب کو شہید کردیا تھا، صرف ایک یا دو صاحب زندہ بچے تھے۔ یہ تاریخِ اسلام کا بہت مشہور واقعہ ہے۔ مترجم

کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ بچ گیا تھا۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ وہ سب حضرات (جنھیں آپؐ نے تبلیغ کے لیے بھیجا تھا) اپنے پروردگار سے جا ملے اور ان کا رب ان سے راضی اور وہ سب اپنے رب سے خوش ہیں۔ چنانچہ ہم لوگ (قرآن میں) اس طرح تلاوت کیا کرتے تھے: اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنْ قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا۔ لیکن بعد ازاں اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے چالیس دن تک قبیلہ رعل، بنی زکوان، بنی لحیان اور بنی عصیّہ کے لیے بدعا کی۔ انہی لوگوں نے اللہ اور نبی کریم ﷺ کی نافرمانی (یعنی بدعہدی اور دھوکہ بازی) کی تھی

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۶ الجهاد والسير: باب ۹ من ينكب في سبيل الله

بابـ ۴۲ : صرف اس شخص کی جنگ "جہاد فی سبیل اللہ" ہے جو اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے لڑے

۱۲۴۳ ــــ حدیثِ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ایک آدمی مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے، ایک شخص نیک نامی کے لیے لڑتا ہے اور ایک اپنی قدر و منزلت بڑھانے کے لیے لڑتا ہے تو ان میں سے کس کی جنگ جہاد فی سبیل اللہ ہوگی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد صرف اس شخص کی جنگ ہے جو محض اللہ کے دین کو بلند اور غالب کرنے کے لیے لڑتا ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۶ الجهاد والسير: باب ۱۵ من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا

۱۲۴۴ ــــ حدیثِ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! جہاد فی سبیل کون سی صورت میں ہوگا؟ کیونکہ کوئی شخص غصّہ کی حالت میں (اپنا انتقام لینے کے لیے) لڑتا ہے اور کوئی اپنی عزّت و حمیّت کے لیے جنگ کرتا ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے سائل کی طرف اپنا چہرہ مبارک اٹھایا ــــ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے چہرہ مُبارک اس لیے اٹھایا کہ سائل کھڑا تھا ــــ اور فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ صرف اس شخص کی جنگ ہے جو محض اس غرض سے لڑتا ہے کہ اللہ کا دین غالب ہو۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳ العلم: باب ۴۵ من سأل وهو قائم عالمًا جالسًا

بابـ ۴۵ : نبی کریم ﷺ کے ارشاد "ہر عمل کا دار و مدار نیّت پر ہے" میں جہاد اور دیگر تمام اعمال داخل ہیں

۱۲۴۵ ــــ حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: بے شک عملوں کا اعتبار اور ان کے اجر و ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو صرف وہی کچھ ملتا ہے جس کے حصول کی وہ نیّت کرتا ہے لہذا جو محض اللہ اور رسولؐ کی خاطر ہجرت کرے گا اسی کی ہجرت درحقیقت اللہ

اور اللہ کے رسولؐ کے لیے ہوگی جبکہ جو شخص دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہجرت کرے گا تو اس کی ہجرت اسی مقصد کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔[۱]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذر: باب ۲۳ النیۃ فی الایمان

باب ۴۹ : سمندر میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب

۱۲۴۶ — حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور ام حرامؓ آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا کرتی تھیں — حضرت اُم حرامؓ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں — ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ آپ کے گھر تشریف لائے اور ام حرامؓ نے آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ پھر آپؐ کے سر میں جوئیں دیکھنے لگیں، اس حالت میں نبی کریم ﷺ سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ ہنستے مسکراتے بیدار ہوئے تو اُم حرامؓ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کس بات پر ہنس رہے تھے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (خواب میں) میری اُمت کے کچھ افراد میرے سامنے پیش کیے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کی غرض سے سمندر میں بحری جہاز پر سوار ہوں گے، یہ لوگ تخت نشین بادشاہوں کی مانند نظر آرہے تھے۔ اُم حرام کہتی ہیں، میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالٰی سے دعا کیجیے، کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمائے چنانچہ آپؐ نے ان کے حق میں دُعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ پھر لیٹ کر سو گئے، کچھ دیر کے بعد آپؐ پھر ہنستے مسکراتے بیدار ہوئے تو میں نے پھر عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے الخ گویا آپؐ نے پھر وہی کچھ ارشاد فرمایا جو پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ اُم حرامؓ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ سے دُعا کیجیے! کہ وہ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا: تم پہلے گروہ میں شامل ہو۔ (راوی کہتے ہیں کہ) حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں سمندری جہاز میں سوار ہوئیں اور جب خشکی پر اتریں تو سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔[۲]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۳ الدعاء بالجہاد والشہادۃ للرجال والنساء

---

[۱] اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ ایک شخص نے مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی لیکن اس کا مقصد ایک عورت (اُم قیس) کو حاصل کرنا تھا، لوگوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے یہ پُر از حکمت اور وسیع الاطلاق ضابطہ ارشاد فرمایا۔ نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی عظمت اور اس کے فوائد کی کثرت پر علماء کا اتفاق ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسلام کا ثلث (⅓) ہے اور فقہ کے ستر بابوں میں اس حدیث کو دخل ہے بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ حدیث اسلام کا رُبع (¼) ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدیؒ نے لکھا ہے کہ جو شخص کوئی کتاب تصنیف کرے اسے چاہیے کہ کتاب کے شروع میں اس حدیث کو لکھے تاکہ پڑھنے والوں کو نیت صحیح رکھنے کی تنبیہ ہو۔ اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے عملاً ایسا کیا ہے یعنی اپنی مشہور کتاب جامع صحیح کی ابتدا اسی حدیث سے کی ہے نیز اپنی کتاب میں اس حدیث کو سات مقامات پر درج کیا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ حدیث میں "انما" حصر کے لیے ہے گویا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عمل صرف اسی صورت میں معتبر ہوں گے جب نیت ہو یعنی نیت کے بغیر عمل لغو ہے اور اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ وضو، غسل اور تیمم بغیر نیت کے درست نہیں ہوتے، بعینہٖ نماز، روزہ، زکاۃ، حج اور اعتکاف وغیرہ یعنی تمام عبادات مقصودہ وغیر مقصودہ۔ البتہ نجاست کو دھونے کے لیے نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ مرتبؒ و مترجم از نوویؒ۔ [۲] نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۵۱ : شہیدوں کا بیان

۱۲۴۷ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص راستے میں چلا جا رہا تھا کہ اسے راہ میں ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی نظر آئی اور اس نے اسے اٹھا کر گزرگاہ سے دُور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس نیکی کا یہ اجر دیا کہ اسے بخش دیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: پانچ قسم کے لوگ شہید ہیں (۱) جو طاعون سے ہلاک ہو (۲) جو پیٹ کی بیماری میں مرے (۳) جو پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو (۴) جو کسی چیز کے نیچے دب کر مرے اور (۵) جو اللہ کی راہ میں شہید ہو[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۰ الاذان : باب ۳۲ فضل التھجیر الی الظھر

۱۲۴۸ــــ حدیث انس بن مالک ﷛ : حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان جو طاعون سے ہلاک ہو وہ شہید ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجھاد والسیر : باب ۳۰ الشھادۃ سبع سوی القتل

باب ۵۳ : ارشاد نبویؐ "میری اُمّت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم اور غالب رہے گا"

۱۲۴۹ــــ حدیث مغیرہ بن شعبہ ﷛ : حضرت مغیرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت میں سے کچھ لوگ ہمیشہ حق پر قائم اور غالب رہیں گے حتیٰ کہ جب قیامت آئیگی تب بھی وہ غالب ہوں گے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب : باب ۲۸ حدثنی محمد بن المثنیٰ

۱۲۵۰ــــ حدیث معاویہ ﷛ : حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: میری اُمّت میں سے ایک جماعت ہمیشہ احکامِ الٰہی پر قائم اور کاربند رہے گی جو کوئی ان کو ذلیل کرنا یا ان کی مخالفت کرنا چاہے گا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جوؤں کو مارنا جائز ہے نیز محرم عورت کا (حضرت اُمِ حرامؓ آپؐ کی رضاعی خالہ یا آپؐ کے والد یا دادا کی خالہ تھیں) محرم مرد کے سر کو چھونا اور اس کے ساتھ تنہا بیٹھنا یا اس کے گھر میں سونا جائز ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی معجزات کا ذکر ہے مثلاً (۱) اپنی امت کی ترقی کی پیشین گوئی (۲) سمندر میں سوار ہو کر جہاد کیلیے جانے کی اطلاع (۳) یہ کہ حضرت اُمِ حرامؓ اس وقت تک زندہ رہیں گی اور ان مجاہدوں کے ساتھ شہید ہوں گی وغیرہ۔ یہ جہاد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ہُوا تھا۔ تاریخی اعتبار سے یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ اگرچہ بعض کا خیال ہے کہ حضرت معاویہؓ کے دورِ خلافت میں ہُوا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت اور مرد دونوں سمندری سفر کر سکتے ہیں وغیرہ۔ مترجم از نوویؒ

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ دیگر احادیث میں ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں کا ذکر ہے جو شہیدوں کے زمرے میں داخل ہوں گے۔ مثلاً ذات الجنب (نمونیہ) سے یا جل کر مرنے والا۔ اسی طرح جو عورت زچگی میں مر جائے نیز وہ شخص جو اپنا مال بچاتے ہوئے یا اپنے گھر اور اہل و عیال کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ ان لوگوں کی شہادت سے مُراد یہ ہے کہ آخرت میں ان کو شہیدوں کا ثواب ملے گا لیکن ان کو غسل دیا جائے گا جبکہ جو فی سبیل اللہ مقتول ہو اس کو غسل نہ دیا جائے گا۔ مترجم از نوویؒ۔

وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا حتیٰ کہ جب قیامت آئے گی تب بھی وہ اسی طرح احکامِ الٰہی پر کاربند ہوں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۸ حدثنی محمد بن المثنیٰ

باب ۵۵: سفر ایک عذاب ہے مسافر کو چاہیے اپنے کام سے فارغ ہوتے ہی گھر لوٹے

۱۲۵۱ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سفر ایک طرح کا عذاب ہے جس کی وجہ سے انسان کھانے پینے اور سونے سے محروم رہتا ہے اس لیے مسافر کو چاہیے کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہوتے ہی اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچنے میں جلدی کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرة: باب ۱۹ السفر قطعة من العذاب

باب ۵۶: سفر سے لوٹنے والے کے لیے رات کے وقت (اچانک) اپنے گھر میں داخل ہونا مکروہ ہے

۱۲۵۲ ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (سفر سے لوٹ کر) اپنے اہلِ خانہ کے پاس رات کے وقت (اچانک) نہیں جایا کرتے تھے بلکہ صبح یا شام کے وقت گھر میں داخل ہوا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرة: باب ۱۵ الدخول بالعشی

۱۲۵۳ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ ؓ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک غزوے سے لوٹ کر آئے تھے۔ جب ہم نے گھر میں داخل ہونا چاہا تو آپؐ نے فرمایا: ٹھہرو! (ابھی گھر نہ جاؤ) شام کے وقت جانا تاکہ پراگندہ بالوں والی عورتیں کنگھی چوٹی کرلیں اور خاوند کے گھر نہ ہونے کی وجہ سے جن عورتوں نے زائد بالوں کی صفائی نہ کی ہو وہ استرا کرلیں۔[۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۰ تزویج الثیبات

---

[۱] حدیث میں ہدایت یہ دی گئی ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیے بنا بریں اگر گھر والوں کو آنے کی پیشگی اطلاع دی جا چکی ہو تو رات کو بھی گھر میں داخل ہونا جائز ہے ـــــ پھر اس ہدایت کا تعلق زیادہ تر رہن سہن کے رسم و رواج اور حضر و سفر کے طور طریقوں سے ہے فی زمانہ اس ہدایت کی روح پر عمل کرنا ہی ممکن ہے اور اس پر عمل کرلیا جائے تو آپؐ کے ارشاد کی غرض و غایت حاصل ہو جاتی ہے۔ مترجم

کتاب الصید والذبائح
وما یؤکل من الحیوان

جانوروں کو شکار اور ذبح کرنے کے مسائل اور حلال جانوروں کا بیان

باب ۱: سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کے احکام

۱۲۵۴ — حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ: حضرت عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: شکار گرانے کے بعد اگر کتے مالک کے انتظار میں شکار کو روک رکھیں تو اس شکار کو کھاؤ۔ میں نے عرض کیا: اور اگر کتے شکار کو مار ڈالیں؟ آپؐ نے فرمایا: اور اگرچہ کتے شکار کو مار ڈالیں۔ پھر میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ہم لوگ معراض (بے پھل کا نیزہ) پھینک کر شکار کرتے ہیں (اس کا کیا حکم ہے؟) آپؐ نے فرمایا: اگر معراض سیدھا لگے اور شکار میں گھس جائے تو اس شکار کو کھاؤ لیکن اگر آڑا پڑے (اور جسم میں نہ گھسے) تو مت کھاؤ۔[۱]

اخرجہ البخاری فی: ۷۲ کتاب الذبائح والصید: ۳ باب ما اصاب المعراض بعرضہ

---

[۱] نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ شکار کی اباحت پر علماء کا اتفاق ہے بشرطیکہ ضرورت کے ماتحت یا بطور پیشہ یا کسی اور قسم کا فائدہ حاصل کرنے کے لیے کیا جائے، بے ضرورت یا کھیل تفریح کے طور پر شکار کرنا امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے البتہ لیثؒ اور ابن عبد الحکمؒ کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ نیت یہ ہو کہ ذبح کر کے اس سے استفادہ کرے گا اور اگر یہ نیت نہ ہو تو پھر ان کے نزدیک بھی بے ضرورت جان لینا اور ضائع کرنا حرام ہے۔

کتے سے شکار کے سلسلہ میں نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ شکار کے لیے کتا چھوڑتے وقت اسی طرح جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا یعنی "بسم اللہ" کہنا چاہیے اس پر سب کا اجماع ہے البتہ یہ بات کہ "بسم اللہ" پڑھنا واجب ہے یا سنت، اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے لہٰذا اگر سہواً بلکہ عمداً بھی اگر بسم اللہ نہ کہے تو جانور حلال ہے بشرطیکہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، یہی بات امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سے مروی ہے لیکن اہل ظاہر کے نزدیک اگر بسم اللہ کہنا سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو جانور حلال نہ ہوگا اور امام احمدؒ سے بھی صحیح روایت یہی ہے اور یہی مسلک ہے ابن سیرینؒ اور ابو ثورؒ وغیرہ کا۔ امام ابو حنیفہؒ، سفیان ثوریؒ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اگر بسم اللہ کہنا سہواً چھٹ جائے تو جانور حلال ہوگا اور اگر قصداً چھوڑ دے گا تو حرام ہو جائے گا۔ اس حدیث کے مطابق ہر شکاری کتے کا کیا ہوا شکار حلال ہے بشرطیکہ وہ سدھایا ہوا ہو خواہ کسی رنگ کا ہو، یہی قول ہے امام مالکؒ شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ اور جمہور علماء کا لیکن حسن بصریؒ، نخعیؒ، قتادہؒ امام احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک کالے کتے سے کیا ہوا شکار درست نہیں کیونکہ وہ شیطان ہے۔ البتہ اگر کتا سدھایا ہوا نہ ہو تو اس کا شکار بالاجماع حرام ہے۔

معراض اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کی نوک پر لوہا لگا ہوا ہو یا نوک تیز بنی ہو، دراصل یہ ایک نیزہ نما لکڑی ہوتی ہے جس کے سرے پتلے اور درمیان میں سے موٹی ہوتی ہے اور بسا اوقات اس کے کنارے پر لوہا بھی لگا دیا جاتا ہے۔　　مترجم از نوویؒ۔

۱۲۵۵ ــــ حدیث عدی بن حاتم ﷛: حضرت عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا، میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم لوگ کتوں کے ذریعے شکار کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: جب تم نے اپنا سدھایا ہُوا کتّا شکار کے لیے چھوڑا ہو اور اس پر بسم اللہ کہا ہو تو اگر کتے نے شکار گرانے کے بعد اسے تمھارے لیے روک رکھا ہو تو اسے تم کھا سکتے ہو (یعنی وہ حلال ہے) خواہ وہ مر چکا ہو البتہ اگر اس میں سے کُتّے نے کچھ کھا لیا ہو تو پھر (وہ مشکوک ہے اور) مجھے ڈر ہے کہ اس نے شکار کو اپنے لیے مارا تھا (اور اس کا کھانا جائز نہیں) اسی طرح اگر تمھارے کتے کے ساتھ شکار کے وقت دُوسرے کتّے (جنگلی یا کسی غیر مسلم کے شکاری کتے) شامل ہو گئے ہوں تو بھی اسے نہ کھاؤ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب اذا اکل الکلب

۱۲۵۶ ــــ حدیث عدی بن حاتم ﷛: حضرت عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے "معراض" کے ذریعے سے شکار کے بارے میں دریافت کیا، تو آپؐ نے فرمایا: اگر معراض کا دھار دار حصّہ شکار کو لگے تو اس شکار کو کھاؤ اور آڑا ترچھا لگے (اور شکار مر جائے) تو اسے نہ کھاؤ کیونکہ وہ "موقوذہ" ہے (یعنی وہ جانور جو لکڑی یا پتھر وغیرہ سے مارا جائے موقوذہ کی حرمت قرآن مجید میں صراحتاً مذکور ہے) پھر میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! بسم اللہ کہہ کر میں اپنا کتا شکار کے لیے چھوڑتا ہوں لیکن جب شکار کے قریب پہنچتا ہوں تو وہاں ایک اور کُتے کو بھی موجود پاتا ہوں جس کو چھوڑتے وقت میں نے بسم اللہ نہیں کہا تھا اور مجھے یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ یہ شکار کس کتّے نے گرایا ہے (تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟)۔ آپؐ نے فرمایا: اسے نہ کھاؤ کیونکہ تم نے تو صرف اپنے کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہا تھا دُوسرے کتّے پر تم نے بسم اللہ نہیں کہا[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۳ تفسیر المشبّہات

۱۲۵۷ ــــ حدیث عدی بن حاتم ﷛: حضرت عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ معراض سے کیے ہوئے شکار کا حکم کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جس شکار کو معراض کا دھار دار حصّہ لگے اسے تو کھاؤ لیکن جس شکار کو معراض آڑا ترچھا لگے (اور وہ مر جائے) وہ مُردار ہے۔ پھر میں نے آپؐ سے کُتے کے ذریعہ سے کیے گئے شکار کے بارے میں پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: جس شکار کو کتّا تمھارے لیے روکے رکھے اسے تو کھاؤ کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑنا شکار کو ذبح کرنے کے مترادف ہے لیکن اگر تمھارے (سدھائے ہوئے) کتوں کے ساتھ (شکار کے قریب جنگلی یا کسی غیر مسلم کا) کوئی اور کُتا بھی موجود ہو تو یہ امکان ہے کہ اس شکار کو اس کتّے نے (جو سدھایا ہوا نہیں تھا) پکڑا ہو اور ہلاک کر دیا ہو (تو وہ مُردار ہو گیا) اسے نہ کھاؤ کیونکہ تم نے تو صرف اپنے کُتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہا تھا دوسرے کتوں پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۱ التسمیۃ علی الصید

۱۲۵۸ ــــ حدیث عدی بن حاتم ﷛: حضرت عدیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے

---

[1] حکم یہ ہے کہ لاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ الانعام (۱۲۱) اور جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو اس کا گوشت نہ کھاؤ۔ مترجم

بسم اللہ کہہ کر اپنا کتا شکار کے لیے چھوڑا اور اس نے شکار کو گرا کر تمھارے لیے روکے رکھا (اس میں سے خود نہیں کھایا) تو اس شکار کو کھاؤ خواہ کتے نے اسے ہلاک ہی کر دیا ہو۔ لیکن اگر کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہو تو اسے نہ کھاؤ (اس کا کھانا حرام ہے) کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے کیا ہے، اور اگر شکار کے وقت تمھارے کتوں کے ساتھ ایسے کتے بھی شریک ہو جائیں جن کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور کتوں نے شکار کو پکڑ کر ہلاک کر دیا ہو تو اس شکار کو نہ کھاؤ کیونکہ تم کو نہیں معلوم کہ شکار کو کس کتے نے ہلاک کیا ہے۔

اور اگر تم نے شکار پر تیر چلایا اور وہ شکار ایک یا دو دن بعد (مرا ہوا ملا) اور اس پر تمھارے تیر کے علاوہ اور کوئی نشان (جو اس کی موت کا باعث بن سکتا ہو) نہ تھا تب تو اسے کھاؤ لیکن اگر تیر لگنے کے بعد وہ شکار پانی میں جا گرا (اور مر گیا) تو اس کو نہ کھاؤ۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۷۲ الذبائح والصيد: باب ۸ الصيد اذا غاب عنه يومين او ثلاثة

۱۲۵۹ــــ حدیث ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ثعلبہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ایسے لوگوں کے علاقہ میں رہتے ہیں جو اہلِ کتاب ہیں تو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھانا کھا سکتے ہیں؟ اور ہمارے علاقہ میں شکار بہت پایا جاتا ہے میں اپنی کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور کتوں کے ذریعہ بھی۔ اور کتے سدھائے ہوئے بھی ہوتے ہیں اور ناتربیت یافتہ بھی تو ان میں سے کس قسم کا شکار درست (اور اس کا کھانا بھی جائز) ہے آپؐ نے فرمایا: تم نے اہلِ کتاب کے برتنوں کے بارے میں جو دریافت کیا ہے اس کے سلسلہ میں یہ ہے کہ اگر تم کو ان کے علاوہ دوسرے برتن دستیاب ہوں تب تو اہلِ کتاب کے برتنوں میں نہ کھاؤ لیکن اگر اور برتن مُہیا نہ ہوں تو ان برتنوں کو دھو کر ان میں کھانا کھا سکتے ہو[1]۔ اور شکار کے بارے میں یہ ہے کہ جو شکار تیر کمان سے کیا جائے اگر اس پر تیر چلاتے وقت اللہ کا نام (بسم اللہ) لیا گیا ہو تو (وہ حلال ہے) اسے کھاؤ۔ اور سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرتے وقت اگر کتے کو بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہو تو (وہ بھی حلال ہے) اسے کھاؤ۔ غیر تربیت یافتہ کتے کے ذریعہ سے جو شکار کیا جائے وہ اگر اس حالت میں ملے کہ اس کو ذبح کیا جا سکے تب تو (اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور) کھاؤ۔ (ورنہ نہ کھاؤ)۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۷۲ الذبائح والصيد: باب ۴ صيد القوس

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں یہ مزید وضاحت ہے کہ "وہ اہلِ کتاب اپنی ہانڈیوں میں سؤر پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں"۔ اسی لیے آپؐ نے فرمایا اگر دوسرے برتن دستیاب ہوں تو ان کے برتن نہ استعمال کیے جائیں بحالتِ مجبوری ان برتنوں کو دھو کر استعمال کرلو۔ بظاہر یہ حدیث فقہاء کے قول کے خلاف ہے جس کے مطابق مشرکوں کے برتن میں بھی کھانا جائز ہے اور دھو لینے کے بعد اس کے استعمال میں کسی قسم کی کراہت نہیں خواہ دوسرا برتن میسر ہو جب کہ اس حدیث سے دوسرے برتن کی موجودگی میں اہلِ کتاب کے برتن کا استعمال مکروہ ہے اور دھونے سے بھی یہ کراہت ختم نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں وہ برتن مراد ہے جس میں سؤر کا گوشت پکایا گیا ہو یا شراب پی جاتی ہو اور فقہا کی مراد اس برتن سے ہے جو ایسی نجاستوں سے آلودہ نہ ہو۔ مختصراً از نوویؒ　مترجم

بابِ۳: کچلیوں والے درندوں اور پنجوں والے پرندوں کا کھانا حرام ہے

۱۲۶۰ ـــ حدیثِ ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ثعلبہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچلی[۱] والے درندوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتابِ الذبائح والصید: بابِ۲۹ اکل کل ذی ناب من السباع

بابِ۴: سمندری اور دریائی جانور خواہ مُردہ ہو اس کا کھانا مباح ہے

۱۲۶۱ ـــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قریش کے قافلے کی نگرانی کے لیے بھیجا۔ ہم تین سو سوار تھے اور ہمارے امیر حضرت ابو عبیدۃ ابن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں ساحلِ سمندر پر نصف ماہ تک قیام کرنا پڑا جس کی وجہ سے ہمیں سخت بھوک سے دو چار ہونا پڑا حتٰے کہ ہم درختوں کے پتے تک کھا گئے اسی لیے اس لشکر کا نام جیش الخبط (پتوں کا لشکر) پڑ گیا اور پھر سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور جسے عنبر کہا جاتا ہے کنارے پر پھینک دیا اور اسے ہم پندرہ دن تک کھاتے رہے اور اس کی چربی جسم پر ملتے رہے، یہاں تک کہ ہمارے جسم دوبارہ اسی طرح تندرست ہو گئے جیسے پہلے تھے (یہ جانور اس قدر عظیم الجثہ تھا کہ) حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کی ایک پسلی کھڑی کی اور سب سے طویل القامت شخص کو اونٹ پر بٹھا کر اس پسلی کے نیچے سے گزارا تو وہ آسانی سے گزر گیا۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ (نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ) لشکر میں سے ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے، پھر تین اونٹ اور ذبح کیے اس کے بعد تین اونٹ مزید ذبح کر ڈالے لیکن بعد ازاں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسے مزید اونٹ ذبح کرنے سے منع کر دیا۔[۲]

اخرجہ البخاری فی: کتابِ۶۴ المغازی: بابِ۶۵ غزوۃ سیف البحر

بابِ۵: پالتو گدھے کا گوشت کھانا حرام ہے

۱۲۶۲ ـــ حدیث علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] حدیث میں لفظِ "ذی ناب" آیا ہے "ناب" کچلیوں یا کھونٹے دانتوں" کو کہتے ہیں جن کے ذریعے سے درندہ کاٹتا ہے اور انھیں شکار میں گاڑ کر اسے مضبوط پکڑتا ہے درندے سے مُراد مثلاً شیر چیتا، بھیڑیا، گوہ، ہاتھی، بندر وغیرہ ہیں اور "ذی مخلب" پنجے والوں سے مراد شکاری پرندے ہیں مثلاً باز، شاہین، شکرہ، گدھ وغیرہ۔ مرتبؒ

[۲] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سمندر یا دریا کے جانور خواہ خود مر جائیں یا شکار کر کے ہلاک کیے جائیں سب حلال ہیں۔ اب اس مسئلہ میں اختلاف مسالک کی نوعیت یہ ہے کہ: مچھلی کے حلال ہونے پر تو سب علمائے اسلام کا اجماع ہے اور مسلک اہلِ حدیث کے مطابق مینڈک حرام۔ مینڈک کے علاوہ باقی دریائی جانوروں کے بارے میں تین اقوال ہیں، سب سے صحیح یہ ہے کہ سب دریائی جانور حلال ہیں بلکہ امام مالکؒ کے نزدیک تو مینڈک بھی حلال ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مچھلی کے علاوہ اور کوئی سمندری جانور حلال نہیں۔ اسی طرح جو مچھلی خود مر کر پانی کے اوپر آ جائے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرام ہے جبکہ مسلک اہلِ حدیث میں اور جمہور علماء کے نزدیک حلال ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے۔ جن کے نزدیک حرام ہے وہ بھی حضرت جابرؓ کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور لائق استناد نہیں۔ واللہ اعلم۔ نوویؒ۔ مترجم

عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ[1] (وقتی اور عارضی نکاح) کرنے اور گھریلو پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوۂ خیبر

۱۲۶۳ ــــ حدیث ابو ثعلبہ ؓ: حضرت ابو ثعلبہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گھریلو پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۲۸ لحوم الحمر الانسیۃ

۱۲۶۴ ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گھریلو پالتو گدھوں کا گوشت کھانا ممنوع قرار دے دیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوۂ خیبر

۱۲۶۵ ــــ حدیث ابن ابی اوفیٰ ؓ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ محاصرۂ خیبر کی راتوں میں ہمیں بھوک سے دوچار ہونا پڑا۔ پھر جس دن خیبر فتح ہوا تو ہم پالتو گدھوں پر ٹوٹ پڑے اور ہم نے انھیں ذبح کیا، لیکن جب دیگیں پک رہی تھیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک منادی نے اعلان کیا: دیگوں کو اوندھا کر دو اور پالتو گدھوں کے گوشت میں سے ذرا بھی نہ کھاؤ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ یہ اعلان سن کر ہم نے خیال کیا کہ آپؐ نے ان گدھوں کا گوشت کھانے سے اس لیے منع فرمایا ہے کہ ان میں سے خمس (یا پانچواں حصہ) وصول نہیں کیا گیا، لیکن کچھ اور لوگوں نے کہا کہ (نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ) پالتو گھریلو گدھوں کو اللہ تعالیٰ نے قطعاً حرام کر دیا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۲۰ مایصیب من الطعام فی ارض العرب

۱۲۶۶ ــــ حدیث براء وعبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ: حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے (غزوۂ خیبر میں) کہ پالتو گدھے (بطور مال غنیمت) ہمارے ہاتھ آئے تو ہم نے ان کا گوشت پکایا، اسی اثنا میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے ایک منادی نے اعلان کیا کہ دیگوں کو الٹا دو۔ (گدھوں کا گوشت نہ کھاؤ)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوۂ خیبر

۱۲۶۷ ــــ حدیث ابن عباس ؓ: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم نبی کریم ﷺ نے گدھوں کو کھانے سے اس بنا پر منع فرمایا تھا کہ یہ جانور لوگوں کے بوجھ اٹھانے کے کام آتا ہے اور آپؐ نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ اس طرح لوگوں کی باربرداری کا ذریعہ ضائع ہو جائے ــــ یا فی الواقع آپؐ نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوۂ خیبر

---

[1] متعہ (نکاح موقت) اسلام کے ابتدائی دور میں ان لوگوں کے لیے جو اس پر مجبور ہوں جائز تھا (جیسے مضطر کے لیے مردار کا کھانا جائز ہے) لیکن بعد ازاں حرام کر دیا گیا پھر فتح مکہ یا حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بار پھر اس کی اجازت دی گئی اس کے بعد قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔ مترجم

۱۲۶۸ــــ حدیث سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہ: حضرت سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر کئی مقامات پر آگ جلتی دیکھ کر دریافت فرمایا: یہ آگیں کیسی جل رہی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: گھریلو پالتو گدھوں کا گوشت پک رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ان برتنوں کو توڑ دو اور تمام گوشت ضائع کر دو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: کیا ایسا نہ کیا جائے کہ گوشت پھینک دیں اور برتنوں کو دھو لیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، برتنوں کو دھو لو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۳۲ هل تکسر الدنان التی فیها الخمر او تخرق الزقاق

باب ۶: گھوڑے کا گوشت کھانے کا بیان

۱۲۶۹ــــ حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوة خیبر

۱۲۷۰ــــ حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا: حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک گھوڑا ذبح کیا تھا اور اس کا گوشت کھایا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۲۴ النحر والذبح

باب ۷: گوہ کا گوشت حلال ہے

۱۲۷۱ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کے بارے میں فرمایا: میں نہ تو گوہ کا گوشت کھاتا ہوں اور نہ اس کو حرام قرار دیتا ہوں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۳۳ الضب

۱۲۷۲ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے کچھ اصحاب جن میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے گوشت کھانے لگے تو امہات المومنینؓ میں سے ایک خاتون نے بآواز بلند ان سے کہا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے اس لیے رک جاؤ (نہ کھاؤ) یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھا لو، کیونکہ یہ گوشت حلال ہے یا آپؐ نے فرمایا: اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں، لیکن میں اسے نہیں کھاتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۵ اخبار الاحاد: باب ۶ خبر المرأة الواحدة

۱۲۷۳ــــ حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: حضرت خالد بن ولید بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے گھر گیا۔ حضرت میمونہؓ میری بھی خالہ تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی خالہ تھیں ــــ تو مجھے ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ نظر آئی جو ان کی بہن حضرت حفیدہؓ بنت حارث نجد سے لائی تھیں۔ حضرت میمونہؓ نے وہ گوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آپؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تک پیش کردہ کھانے کے متعلق آپؐ کو بتا نہ دیا جائے اور اس کا نام نہ لیا جائے آپؐ

کھانے کی طرف اپنا دست مُبارک بہت کم بڑھایا کرتے تھے، چنانچہ جب آپؐ نے اپنا ہاتھ اس گوہ کی طرف بڑھایا تو حاضر خواتین میں سے ایک نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو مطلع کر دو کہ تم نے آپؐ کی خدمت میں کیا چیز پیش کی ہے (پھر خود ہی کہنے لگی) یارسولؐ اللہ! یہ گوہ ہے۔ یہ سنتے ہی نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کھانے سے کھینچ لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، حرام نہیں ہے لیکن چونکہ یہ ہمارے علاقے میں نہیں ہوتی اس لیے میری طبیعت اس کے کھانے سے ابا کرتی ہے۔ حضرت خالدؓ کہتے ہیں کہ پھر اس کو (گوہ والے برتن کو) میں نے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھا لیا اور آپؐ مجھے کھاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب الاطعمة: باب ما كان النبی ﷺ لا يأكل حتى يسمى له فيعلم ما هو

۱۲۷۴ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ حضرت اُمّ حفیدہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پنیر، گھی اور گوہ بطور تحفہ بھیجے تو آپؐ نے پنیر اور گھی تو تناول فرمایا اور گوہ سے گھن محسوس کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا (نہ کھایا) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ گوہ آپؐ کے دسترخوان پر کھائی گئی اور اگر حرام ہوتی تو نبی کریم ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۱ الهبه: باب قبول الهدية

باب ۸: ٹڈیاں حلال ہیں

۱۲۷۵ــــ حدیث ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی اور آپؐ کے ساتھ رہتے ہوئے ٹڈیاں کھاتے رہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۱۳ اکل الجراد

باب ۹: خرگوش حلال ہے

۱۲۷۶ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں مرّ الظہران کے قریب ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا اور لوگوں نے (اسے پکڑنے کے لیے) بھاگ دوڑ کی لیکن سب تھک کر بیٹھ گئے مگر میں اس تک پہنچ گیا اور اسے پکڑ کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انھوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی پٹھ کا گوشت یا رانیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجیں، آپؐ نے اسے قبول فرمایا اور اس میں سے تناول فرمایا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۱ الهبة: باب ۵ قبول هدية الصيد

باب ۱۱: ایسے تمام ذرائع اختیار کرنا جائز ہے جس سے شکار کرنے اور دوڑنے میں مدد لی جا سکے البتہ کنکریاں مارنا مکروہ ہے

۱۲۷۷ — حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ شکار کو کنکریاں مار رہا ہے تو آپ نے اسے منع کیا کہ کنکر نہ مارو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کو کنکر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ یا آپؐ شکار کو کنکر مارنا ناپسند کرتے تھے اس لیے کہ کنکر سے نہ تو شکار ہوتا ہے اور نہ اس سے دشمن مرتا ہے البتہ کبھی کبھی دانت ٹوٹ جاتا ہے یا آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔

بعدازاں عبداللہ بن مغفلؓ نے اس شخص کو پھر کنکر مارتے دیکھا تو اس سے کہا کہ میں نے تم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی تھی کہ آپؐ نے کنکر مارنے سے منع فرمایا ہے یا آپؐ کنکر مارنے کو ناپسند فرماتے تھے اور تم یہ سننے کے بعد بھی کنکر مار رہے ہو، میں اب تم سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کروں گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۵ الخذف والبندقه

باب ۱۲: جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانا اور مارنا منع ہے

۱۲۷۸ — حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو باندھ کر (ان کا نشانہ لیا جائے اور ان پر تیر چلا کر) ہلاک کیا جائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۲۵ مایکره من المثلة والمصبورة والمجثمة

۱۲۷۹ — (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما): سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا کہ ہمارا گزر چند جوانوں یا لوگوں کے پاس سے ہوا جنھوں نے ایک مرغی کو بطور ہدف باندھ رکھا تھا اور اس پر تیر اندازی کر رہے تھے لیکن جب انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا تو اسے چھوڑ کر ادھر اُدھر ہو گئے، تو حضرت ابن عمرؓ نے دریافت کیا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ اور کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت بھیجی ہے جو ایسے کام کرتا ہے (یعنی کسی جاندار کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کرتا ہے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۲۵ مایکره من المثلة والمصبورة والمجثمة

کتابُ الاضاحی

قربانی کے احکام و مسائل

باب ۱: قربانی کا وقت

۱۲۸۰ ـــ حدیث جندب رضی اللہ عنہ: حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عیدالاضحیٰ کے دن پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا اس کے بعد قربانی کا جانور ذبح کیا۔ اور آپؐ نے فرمایا: جو شخص نماز سے پہلے جانور ذبح کر چکا ہے اسے چاہیے کہ اس کے بدلے میں ایک اور جانور ذبح کرے اور جس نے (نماز سے) پہلے قربانی نہیں کی وہ اللہ کا نام لے کر (بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر نماز کے بعد) ذبح کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۳ العیدین: باب ۲۳ کلام الامام والناس فی خطبة العید

۱۲۸۱ ـــ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہما: حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں نے جن کا نام حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ تھا نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہاری بکری تو گوشت کی بکری ہوئی (قربانی نہ ہوئی) تو میرے ماموں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس بکری کا ایک پلا ہوا نوعمر بچہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم اسی کو ذبح کر دو لیکن (یہ اجازت بطور خاص صرف تمہارے لیے ہے) تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے لیے بچے کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: جس شخص نے نماز عید سے پہلے جانور ذبح کر دیا اس نے گویا محض اپنے لیے (گوشت کھانے کے لیے) جانور ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد جانور ذبح کیا اس کی قربانی ادا ہو گئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقہ پر عمل کیا۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۳ الاضاحی: باب ۸ قول النبی ﷺ لابی بردة ضح بالجذع من المعز

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ صاحبِ نصاب مال دار پر قربانی کے واجب ہونے نہ ہونے کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک قربانی سنت ہے لہٰذا اگر ترک کرے گا تو گنہگار نہ ہوگا اور نہ قضا لازم ہوگی ـــ یہی مسلک امام مالکؒ امام احمدؒ امام ابو یوسفؒ اسحاقؒ ابو ثورؒ، لزنیؒ اور داؤد ظاہریؒ وغیرہ کا ہے امام ابو حنیفہؒ اوزاعیؒ، ربیعہ اور لیثؒ کے نزدیک صاحبِ نصاب مال دار پر قربانی واجب ہے امام نخعیؒ کا قول ہے کہ مال دار پر قربانی واجب ہے بشرطیکہ وہ بحالتِ حج نحر کے دن منیٰ میں نہ ہو۔ امام محمد بن حسنؒ کے نزدیک قربانی صرف اہلِ شہر پر واجب ہے۔ قربانی کا وقت امام کے ساتھ نماز عید پڑھنے کے بعد ہے اور اس بات پر سب کا اجماع ہے لہٰذا دسویں تاریخ کو طلوعِ فجر سے پہلے اگر قربانی کر دی تو درست نہ ہوگی۔ طلوع آفتاب کے بعد قربانی کرنے کے بارے میں اختلاف مسالک کی نوعیت یہ ہے کہ امام شافعیؒ۔ ابوداؤدؒ اور ابن منذرؒ کا مسلک یہ ہے کہ دس تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد جب اتنا وقت گزر جائے کہ جس میں (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۲۸۲ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کرلی اسے چاہیے کہ دوبارہ قربانی کرے، یہ سن کر ایک شخص اٹھا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! (میں قربانی کرچکا ہوں) کیونکہ اِس دن لوگوں کو گوشت کی خواہش ہوتی ہے۔ پھر اس نے اپنے ہمسایوں (کی طلب وخواہش اورضرورت) کا ذکر کیا اور گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تائید کی۔ پھر اس نے کہا: میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو مجھے گوشت والی دو بکریوں سے زیادہ محبوب ہے (اب کیا میں اس کی قربانی کرسکتا ہوں؟) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (اس بچے کی قربانی کرنے کی) اجازت دے دی (حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ) لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ اجازت اس شخص (حضرت ابوبردہؓ) کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی ہے یا نہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱۳ العیدین: باب ۵ الاکل یوم النحر

۱۲۸۳ــــ حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: حضرت عقبہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صحابہ کرامؓ میں تقسیم کرنے کے لیے کچھ بکریاں دیں اور (تقسیم کے بعد) بکری کا ایک یک سالہ بچہ باقی بچا تو میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپؐ نے فرمایا: تم اس کی قربانی کرلو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۰ الوکالۃ: باب ۱ وکالہ الشریک الشریک فی القسمۃ وغیرھا

باب ۳: قربانی کا جانور دُوسرے سے ذبح کرانے کی بجائے براہِ راست اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے اور بوقت ذبح ”بسم اللہ اللہ اکبر“ کہنا

۱۲۸۴ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جن کا رنگ سفید مائل بہ سیاہی تھا اور سینگوں والے تھے، ان دونوں کو آپؐ نے اپنے دست مُبارک سے ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت ”بسم اللہ اللہ اکبر“ کہا اور اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۳ الاضاحی: باب ۱۴ التکبیر عند الذبح

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:

عید کی نماز اور دو خطبے ادا ہو سکتے ہوں تو قربانی کا وقت ہوگیا اس کے بعد اگر کسی نے قربانی کی تو اس کی قربانی درست ہوگئی خواہ اس نے امام کے ساتھ نمازِ عید پڑھی یا نہ پڑھی یا سرے سے نماز عید ہی نہ پڑھی خواہ شہری ہو یا دیہاتی، مُسافر ہو یا مقیم، خواہ اس وقت تک امام نے قربانی کی ہو یا نہ کی ہو۔ امام ابوحنیفہؒ اور عطاءؒ کا قول ہے کہ گاؤں اور جنگل میں رہنے والوں کے لیے قربانی کا وقت دس ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد ہو جاتا ہے اور شہر والوں کے لیے جب تک امام نماز اور خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے قربانی کا وقت نہیں ہوتا یعنی اس سے پہلے اگر قربانی کرے گا تو درست نہ ہو گی۔ امام مالک کا قول یہ ہے کہ جب تک امام نماز، خطبہ اور قربانی سے فارغ نہ ہو لے اس وقت تک دوسروں کی قربانی درست نہیں، امام احمدؒ کے نزدیک امام کی نماز سے پہلے قربانی درست نہیں اس کی نماز کے بعد درست ہے خواہ ابھی امام نے قربانی نہ کی ہو اور دیہاتی اور شہری اس حکم میں برابر ہیں۔ ربیعہؒ نے کہا ہے کہ جہاں امام نہ ہو وہاں طلوع آفتاب سے پہلے قربانی درست نہیں اس کے بعد درست ہے قربانی کا اخیر وقت امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تیرھویں تاریخ کی شام ہے۔ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک بارہ تاریخ کی شام تک اور رات کو بھی قربانی جائز ہے لیکن مکروہ ہے امام مالکؒ کے نزدیک رات کی قربانی درست نہیں۔ مترجم از نوویؒ

باب۴: ہر ایسی چیز سے ذبح کرنا جائز ہے جس کے استعمال سے خون بہے سوائے دانت ناخن اور ہڈی کے

۱۲۸۵ــــ حدیث رافع بن خدیج ﷺ: حضرت رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسُول اللہ! کل صبح دشمن سے ہمارا مقابلہ درپیش ہے اور ہمارے پاس چھُریاں نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: عجلت سے ذبح کرو (جانور کو) ہر ایسی چیز سے جو خُون بہادے اور جس ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ اور نہ ذبح کرو دانت اور ناخن سے، اور میں تم کو اس کی وجہ بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دانت ہڈی ہے (اور ہڈی سے ذبح کرنا جائز نہیں) اور ناخن حبشیوں کی چھُری ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) ایک مرتبہ غنیمت میں ہمیں اونٹ اور بکریاں ملیں تو ان میں سے ایک اُونٹ بھاگ اٹھا اور ایک شخص نے اس پر تیر چلا دیا جس سے وہ رُک گیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان اونٹوں میں سے بھی بعض اونٹ جنگلی جانوروں کی طرح وحشی ہو جاتے ہیں لہٰذا اگر ان میں سے کوئی اُونٹ قابو سے باہر ہو جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی طریقہ اختیار کرو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب۷۲ الذبائح والصید: باب۲۳ ماند من البهائم فهو بمنزلة الوحش

۱۲۸۶ــــ حدیث رافع بن خدیج ﷺ: حضرت رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام ذی الحلیفہ میں تھے کہ لوگوں کو بھُوک لگنے لگی، ان کو (غنیمت میں) بکریاں اور اُونٹ ملے تھے۔ رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پیچھے رہ جانے والے لشکر کے ساتھ تھے (ابھی اس جگہ نہ پہنچے تھے) تو لوگوں نے جلد بازی سے کام لیا، تقسیم سے پہلے ہی جانور ذبح کر دیے اور ہانڈیاں چڑھا دیں لہٰذا نبی کریم ﷺ کے حکم سے ہانڈیاں اُلٹ دی گئیں، پھر آپؐ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر قرار دیں، ان اونٹوں میں سے ایک اُونٹ بدک کر بھاگ اٹھا تو لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا لیکن اس نے سب کو تھکا دیا ــــ اس وقت لوگوں کے پاس گھوڑے بہت کم تھے ــــ ایک شخص نے اس اونٹ کے تیر کھینچ مارا اور اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان چوپایوں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح بدکنے والے وحشی ہوتے ہیں لہٰذا اگر تم ان پر قابو نہ پاسکو تو ان کے ساتھ ایسا ہی طریقہ اختیار کرو۔ میں نے عرض کیا: یارسُول اللہ! ہمیں خطرہ ہے کہ کل دشمن سے مقابلہ درپیش ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم بانس سے ذبح کرلیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہر وہ چیز جس سے خون بہہ نکلے (اس سے ذبح کرلو) اور جس جانور پر اللہ کا نام لیا جائے (بوقت ذبح) اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کرو اور میں تم کو اس کی وجہ بتاتا ہوں، دانت سے تو اس لیے نہیں کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن سے اس لیے نہیں کہ وہ حبشیوں کی چھُری ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب۴۷ الشرکة: باب۳ قسمة الغنم

باب ۵: ابتدا اسلام میں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے کی ممانعت تھی جو بعد میں منسوخ ہوگئی اب اگر کوئی زیادہ دن تک رکھنا چاہے تو اسے اجازت ہے

۱۲۸۷ ـــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ منٰی سے روانگی کے بعد روغنِ زیتون سے روٹی کھاتے تھے، کیونکہ وہ قربانی کا گوشت نہ کھا سکتے تھے۔[۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۳ الاضاحی: باب ۱۶ ما یوکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منها

۱۲۸۸ ـــ حدیث عائشہؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ قربانی کا کچھ گوشت ہم نمک لگا کر رکھ لیا کرتے تھے بعدازاں یہ گوشت مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے پھر آپؐ نے فرمایا: قربانی کا گوشت صرف تین دن تک کھاؤ۔ لیکن یہ کوئی تاکیدی حکم نہیں تھا بلکہ آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ یہ گوشت لوگوں (مستحقین) کو کھلایا جائے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔[۲]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۳ الاضاحی: باب ۱۶ ما یؤکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منها

۱۲۸۹ ـــ حدیث جابر بن عبداللہؓ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ہم اپنی قربانیوں کا گوشت منٰی میں تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ بعدازاں نبی کریم ﷺ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ کھاؤ بھی اور ذخیرہ بھی کرو۔ چنانچہ ہم نے کھایا بھی اور ذخیرہ بھی کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۵ الحج: باب ۱۲۴ ما یأکل من البدن وما یتصدق

۱۲۹۰ ـــ حدیث سلمہ بن الاکوعؓ: حضرت سلمہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص قربانی کرے اسے چاہیے کہ تین دن کے بعد اس کے گھر میں اس گوشت میں سے کچھ موجود نہ ہو۔ لیکن پھر آئندہ سال لوگوں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس سال بھی ہم وہی کریں جو گزشتہ سال کیا تھا؟ (یعنی گوشت ختم کر دیں) آپؐ نے فرمایا: کھاؤ، مستحق لوگوں کو کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرو اس سال (گزشتہ سال) لوگ تکلیف میں تھے اس لیے میں نے چاہا تھا کہ تم ان کی مدد کرو (اور گوشت تقسیم کر دو تاکہ ان کی تنگی دور ہو۔ اس لیے ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۳ الاضاحی: باب ۱۶ ما یؤکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منها

۱؎ علماء میں سے ایک گروہ نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے اور ان کے نزدیک قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا حرام ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے اور گوشت کو زیادہ دن رکھنا اور ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ نوویؒ

۲؎ نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا منع نہیں ہے البتہ اس میں سے صدقہ دینا چاہیے اور کھانا بھی چاہیے علماء نے کہا ہے کہ ایک تہائی خود کھائے، ایک تہائی صدقہ دے اور ایک تہائی دوستوں میں تقسیم کرے ـــــ ایک قول یہ ہے کہ آدھا خود کھائے اور آدھا خیرات کرے۔ اور قربانی کے گوشت کا کھانا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ نوویؒ۔ مترجم

باب ۶: فرع اور عتیرہ کا بیان

۱۲۹۱ ــــ حدیث ابو ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرع اور عتیرہ[1] دونوں باطل ہیں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) فرع سے مراد اونٹ کا پہلا بچہ ہے جو بتوں کے نام پر قربان کیا جاتا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۱ العقیقہ: باب ۳ الفرع

---

[1] عتیرہ سے مراد وہ ذبیحہ ہے جو رجب کے پہلے عشرے میں کیا جاتا تھا اور اسے رجبی بھی کہتے تھے۔ فرع کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ فرع وہ شخص کرتا تھا جس کے سو اونٹ پورے ہو جاتے تھے تو وہ پہلوٹھی کے بچے کو بتوں کے نام پر قربان کر دیتا تھا یہ دونوں زمانہ جاہلیت کی مشرکانہ رسمیں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ ان کی کوئی اصل نہیں باطل ہیں البتہ اگر کوئی شخص بطور شکرانہ اللہ کے نام پر قربانی کرنا چاہے تو جائز ہے بعض دیگر احادیث میں اس کی اجازت آئی ہے۔

از نووی ؒ۔ مترجم

کتاب الاشربہ

پینے کی چیزوں کے احکام و مسائل

باب۱: شراب کی حرمت کا بیان: شراب کچی پکی کھجور، انگور اور کشمش سے تیار کی جاتی تھی

۱۲۹۲ ـــــ حدیث علی رضی اللہ عنہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک اُونٹنی تھی جو مجھے غزوہ بدر کے مالِ غنیمت میں سے ملی تھی اور ایک اونٹنی مجھے نبی کریم ﷺ نے خمس میں سے عطا فرمائی تھی چنانچہ جب میں نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو رخصتی کرا کے گھر لانے کا ارادہ کیا تو بنی قینقاع کے ایک سُنار سے طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم جا کر اذخر گھاس لے آئیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ اذخر سناروں کے ہاتھ فروخت کردوں گا اور جو رقم حاصل ہوگی اس سے اپنی شادی کے ولیمے کا انتظام کروں گا۔ اس اثنا میں مَیں اپنی ان اُونٹنیوں کے لیے متعلقہ سامان از قبیل کجاوہ، گھاس رکھنے کا جال اور رسیاں وغیرہ جمع کررہا تھا اور میری یہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری کے گھر کے قریب بیٹھی ہُوئی تھیں۔ جب میں یہ سامان لے کر لوٹا تو میں نے دیکھا کہ میری اُونٹنیوں کے کوہان کاٹ لیے گئے ہیں اور ان کے کُولہے چیر کر ان کی کلیجیاں نکال لی گئی ہیں، یہ منظر دیکھ کر مجھے اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہا (شدّتِ غم سے آنسو آ گئے) اور میں نے پوچھا کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نے۔ حضرت حمزہؓ اسی گھر میں چند انصاریوں کے ساتھ بیٹھے شراب پی رہے تھے چنانچہ میں سیدھا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا، اُس وقت آپؐ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، نبی کریم ﷺ نے میرے چہرے سے میری دِلی کیفیت کا اندازہ لگا کر دریافت فرمایا: یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! مجھے جتنی تکلیف آج پہنچی ہے پہلے کبھی نہیں پہنچی، حضرت حمزہؓ نے میری اونٹنیوں پر دست درازی کی، ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کے کُولہے چیر دیے اور وہ قریب ہی ایک گھر میں کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے شراب پی رہے ہیں۔ یہ سُن کر نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر منگوا کر اوڑھی اور چل پڑے میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے اس گھر پر پہنچ کر جس میں حضرت حمزہؓ موجود تھے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ ان لوگوں نے آپؐ کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ لوگ شراب نوشی میں مشغول ہیں تو آپؐ حمزہؓ کو ان کی اس حرکت پر ملامت کرنے لگے مگر حضرت حمزہؓ کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں اور وہ بدمست تھے۔ اسی حالت میں انھوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف نظر ڈالی پھر نظر اٹھا کر آپؐ کے گھٹنوں کو دیکھا پھر اور اُوپر کی طرف آپؐ کی ناف کو دیکھا پھر مزید نظر اُونچی کی اور آپؐ کے چہرہ مُبارک کو دیکھا اس کے بعد کہا: تم لوگ کیا ہو، وہی نا، جو میرے باپ کے غلام تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر

آپؐ سمجھ گئے کہ حضرت حمزہؓ نشہ میں بدمست ہیں، چنانچہ آپؐ وہاں سے الٹے پاؤں لوٹ آئے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ ہی وہاں سے نکل آئے۔[1]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۷ فرض الخمس : باب ۱ فرض الخمس

۱۲۹۳ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہؓ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا ــــ اس زمانہ میں لوگ کھجور کی شراب استعمال کیا کرتے تھے ــــ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ اعلان کر دے: "لوگو خبردار ہو جاؤ! شراب حرام کر دی گئی ہے۔" حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوطلحہؓ نے کہا: جاؤ! شراب کو باہر جا کر بہا دو۔ چنانچہ میں نے گھر سے باہر جا کر شراب کو بہا دیا۔ پھر شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ اس موقع پر بعض لوگوں نے کہا: وہ لوگ تباہ ہو گئے جن کے پیٹ میں شراب موجود تھی، تو اللہ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ المائدہ-۹۳ "جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے انھوں نے پہلے جو کچھ کھایا پیا تھا اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی بشرطیکہ وہ آئندہ ان چیزوں سے بچے رہیں جو حرام کی گئی ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اچھے کام کریں۔"

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۶ المظالم : باب ۲۱ صب الخمر فی الطریق

باب ۵: کھجور اور انگور کو ملا کر بھگونا مکروہ ہے

۱۲۹۴ــــ حدیث جابر ؓ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انگور اور کھجور اور کچی پکی کھجوروں کو ملا کر بھگونے اور نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔[2]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۴ الاشربة : باب ۱۱ من رأی ان لا یخلط البسر والتمر اذا کان مسکراً

۱۲۹۵ــــ حدیث ابو قتادہ ؓ: حضرت ابو قتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گدری کھجور اور پختہ کھجور کو، اور کھجور اور انگور کو نبیذ بنانے کے لیے ملا کر بھگونے سے منع فرمایا ہے اور آپؐ کا ارشاد ہے کہ نبیذ بنانے کیلیے ان چیزوں میں سے ہر ایک کو علحدہ علحدہ بھگویا جائے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۴ الاشربة : باب ۱۱ من رأی ان لا یخلط البسر والتمر اذا کان مسکراً

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے: یہ اس دور کا واقعہ ہے جب شراب نوشی مباح تھی اور شراب حرام نہیں کی گئی تھی بنابریں حضرت حمزہؓ سے بحالت سکر جو افعال سرزد ہوئے وہ قابل مواخذہ گناہ نہ تھے اور بہت ممکن ہے انھوں نے حضرت علیؓ کو اونٹنیوں کا تاوان ادا کر دیا ہو۔ مترجم از نوویؒ

[2] ان چیزوں کو اکٹھا بھگونے سے نشہ جلد پیدا ہو جاتا ہے اور پینے والا یہ خیال کرتا ہے کہ ابھی خمیر نہیں اٹھا ہوگا اس لیے وہ مغالطہ میں اسے پی لیتا ہے جبکہ نشہ پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ مترجم

باب ۶: روغنی مرتبان، کدو کے تونبے، سبز لاکھی گھڑے اور لکڑی کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ابتدا میں ممانعت تھی جو بعد میں منسوخ ہوگئی اور اب اگر ان برتنوں میں نشہ پیدا کرنے کی خاصیت نہ آجائے تو ان کا استعمال جائز ہے

۱۲۹۶ ـــ حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کدو کے تونبے اور روغنی مرتبان میں نبیذ نہ بنایا کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۴ الاشربۃ: باب ۴ الخمر من العسل وھو البتع

۱۲۹۷ ـــ حدیث علی ﷺ: حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دبّاء (کدو کے تونبے) اور مزفت (روغنی مرتبان) کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۴ الاشربۃ: باب ۸ ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیۃ والظروف بعد النھی

۱۲۹۸ ـــ (حدیث ام المومنین حضرت عائشہ ﷺ): ابراہیمؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اسودؒ سے پوچھا: کیا آپ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا تھا کہ کن برتنوں میں نبیذ بنانا منع ہے؟ وہ کہنے لگے ہاں میں نے سوال کیا تھا کہ اے ام المومنینؓ نبی کریم ﷺ نے کن کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ہم کو یعنی خانوادۂ نبوی کو کدو کے تونبے اور روغنی مٹی کے مرتبان میں نبیذ بنانے سے منع فرما دیا تھا ـــ (ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا: کیا حضرت عائشہؓ نے گھڑے اور لاکھی برتن کا ذکر نہیں کیا؟ اسودؒ نے کہا: کہ میں نے تم سے وہی کچھ بیان کیا ہے جو سنا تھا، کیا میں کوئی ایسی بات بیان کروں جو میں نے نہیں سنی؟

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۴ الاشربۃ: باب ۸ ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیۃ والظروف بعد النھی:

۱۲۹۹ ـــ حدیث ابن عباس ﷺ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ... اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو کے تونبے، سبز لاکھی برتن، لکڑی کے برتن اور روغنی مرتبان سے (یعنی ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے، کیونکہ ان ہی برتنوں میں شراب تیار کی جاتی تھی اور شراب کی حرمت کے بعد ان برتنوں کے استعمال سے منع فرما دیا گیا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۱ وجوب الزکاۃ

۱۳۰۰ ـــ حدیث عبداللہ بن عمر ﷺ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے شراب پینے کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ (برتن کم یاب ہیں) ہر شخص کو برتن مہیا نہیں ہو سکتے تو آپؐ نے انھیں ایسا مٹکا استعمال کرنے کی اجازت دے دی جو روغن دار نہ ہو۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۷۴ الاشربۃ: باب ۸ ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیۃ والظروف بعد النھی

باب ۷: ہر نشہ آور چیز "خمر" ہے اور خمر حرام ہے

۱۳۰۱ — حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۷۱ لا یجوز الوضوء بالنبیذ ولا المسکر بالنبیذ

۱۳۰۲ — حدیث ابوموسیٰ ومعاذ رضی اللہ عنہما: نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن (کا والی بنا کر) بھیجا تو فرمایا: آسانی پیدا کرنا اور لوگوں کے لیے تنگی نہ پیدا کرنا، خوشخبری دینا اور نفرت نہ پیدا کرنا اور آپس میں اتفاق قائم رکھنا اور خوش دلی سے رہنا۔ اس موقع پر حضرت ابوموسیٰؓ نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ہمارے علاقے میں ایک شراب جَو سے تیار کی جاتی ہے جسے مِزر[1] کہتے ہیں اور ایک شراب شہد سے بنائی جاتی ہے جسے بتع کہا جاتا ہے (ان کا کیا حکم ہے؟) آپؐ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۶۰ بعث ابوموسیٰ ومعاذ الی الیمن قبل حجۃ الوداع

باب ۸: شرابی اگر توبہ کیے بغیر مر گیا تو آخرت میں شرابِ طہور سے محروم رہے گا

۱۳۰۳ — حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں شراب پی اور بعد ازاں اس سے توبہ نہ کی وہ آخرت میں شرابِ طہور سے محروم رہے گا۔[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۴ الاشربۃ: باب ۱ قول اللہ تعالیٰ (انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس)

باب ۹: جس نبیذ میں تیزی نہ آئی ہو اور نشہ بھی نہ پیدا ہوا ہو وہ حلال ہے

۱۳۰۴ — حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنی شادی میں نبی کریم ﷺ کی دعوت کی — اس دن ان کی بیوی جو دلہن تھی خود ہی ان کے گھر میں کام کر رہی تھی — حضرت سہلؓ کہتے ہیں کہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو کیا پلایا تھا؟ رات کو اس نے کھجوریں پانی میں بھگو دی تھیں پھر جب آپؐ کھانا کھا چکے تو اس نے آپؐ کو یہی نبیذ پلایا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۷۱ حق اجابۃ الولیمۃ والدعوۃ

---

[1] مِزر سے مُراد غالباً جَو کا وہی مشروب ہے جسے انگریزی میں بیئر کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف وہ مقدار حرام ہے جس سے نشہ پیدا ہو لیکن دُوسری حدیث میں صراحت ہے کہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ از نوویؒ۔ مترجم

[2] جنت سے محروم رہے گا۔ مترجم

۱۳۰۵ـــــ حدیث سہل ﷺ حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابواسید ساعدیؓ نے شادی کی تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی دعوت کی اور اس موقع پر جو کھانا تیار کیا گیا اور مہمانوں کو پیش کیا گیا وہ خود ابواسیدؓ کی دلہن ام اسیدؓ نے تیار اور پیش کیا تھا اس نے پتھر کے ایک گھڑے میں رات کو کھجوریں بھگو دی تھیں جب نبی کریم ﷺ کھانے سے فارغ ہو گئے تو اس نے یہی کھجوریں مل کر اور پانی میں گھول کر آپ کو پلائی تھیں اور یہ شربت بطور خاص آپؐ کو پیش کیا گیا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ٦٧ النكاح : باب ٧٧ قيام المراة على الرجال فى العرس وخدمتهم بالنفس

۱۳۰٦ـــــ حدیث سہل بن سعد ﷺ: حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے عرب کی ایک عورت (کی خوبیوں) کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے حضرت ابواسید ساعدیؓ کو حکم دیا کہ اس کو (آپؐ کی طرف سے نکاح کا) پیغام دیں، چنانچہ حضرت ابواسیدؓ نے اسے پیغام پہنچا دیا اور اس نے (مدینہ میں) آکر بنی ساعدہ کی گڑھی میں قیام کیا، پھر نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور اس عورت کو دیکھا تو وہ ایک ایسی عورت تھی جس نے اپنا سر جھکا رکھا تھا اور جب آپؐ نے اس سے گفتگو کی تو وہ بولی: میں آپؐ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے تجھ کو خود سے بچا دیا (جا چلی جا) لوگوں نے اس سے کہا: تجھے معلوم ہے تو کس سے مخاطب تھی؟ کہنے لگی: نہیں، مجھے نہیں معلوم۔ اسے بتایا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور تیرے ساتھ منگنی کے ارادے سے تشریف لائے تھے۔ کہنے لگی: میں سخت بدبخت ہوں تب ہی تو میرے منہ سے ایسی بات نکلی۔ پھر اس دن نبی کریم ﷺ جب واپس تشریف لائے تو آپؐ اور صحابہ کرام سقیفہ بنی ساعدہ میں آکر بیٹھے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے سہلؓ، ہمیں کچھ پلاؤ۔ تو میں نے یہ پیالہ نکالا اور اس میں ان سب کو پلایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سہلؓ نے وہ پیالہ نکال کر ہمیں دکھایا اور ہم سب نے اس میں (تبرکاً) پانی پیا۔ بعد ازاں وہ پیالہ حضرت سہلؓ سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مانگ لیا تھا اور آپ نے انھیں عطا کر دیا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ٧٤ الاشربة : باب ٣٠ الشرب من قدم النبی ﷺ وانيته

باب ۱۰: دودھ پینے کا جواز

۱۳۰۷ـــــ (حدیث ابوبکر صدیق ﷺ): ابواسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت براءؓ سے سنا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپؐ کا تعاقب کیا اور آپؐ نے اسے بددعا دی اور اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا تو اس نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپؐ میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے (کہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے) اور میں آپؐ کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا تو آپؐ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ حضرت صدیقؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو پیاس محسوس ہو رہی تھی کہ ہمارا گزر ایک گڈریے کے قریب سے ہوا اور میں نے ایک پیالہ لے کر اس میں آپؐ کے لیے تھوڑا سا دودھ دوہ لیا اور وہ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے دودھ پی لیا جس سے میرا جی خوش ہو گیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ٦٣ المناقب الانصار: باب ٤٥ هجرة النبی ﷺ واصحابه الى المدينة

۱۳۰۸ ـــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ شبِ معراج نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیت المقدس میں دو پیالے لائے گئے جن میں سے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ، آپؐ نے دونوں پیالوں کو دیکھا اور دودھ کا پیالہ لے لیا تو حضرت جبریلؑ نے کہا: شکر ہے اللہ کا جس نے فطرت کی طرف آپؐ کی رہنمائی فرمائی (یعنی آپؐ کو ایسی چیز اٹھانے کی طرف رہنمائی فرمائی جو انسانی فطرت سے مناسبت رکھتی ہے) اگر آپؐ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپؐ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: باب ۱۷ سورۂ بنی اسرائیل: ۳ حدثنا عبدان

باب ۱۱ : نبیذ پینے اور برتن کو ڈھانکنے کا بیان

۱۳۰۹ ـــــ حدیث جابر ؓ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری جن کا نام ابوحمیدؓ تھا مقام نقیع سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دُودھ کا ایک پیالہ لائے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اسے ڈھانک کر کیوں نہ لائے خواہ اس پر لکڑی کا ایک ٹکڑا رکھ دیتے (اور اسی سے ڈھک دیتے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۴ الاشربۃ: باب ۱۲ شرب اللبن وقول اللہ تعالیٰ (من بین فرث ودم لبناً)

باب ۱۲ : برتن کو ڈھانکنے، مشک کا مُنہ بند کرنے، دروازوں کو بند رکھنے، سوتے وقت چراغ اور آگ کو بجھانے اور مغرب کے بعد بچوں اور جانوروں کو (گھر میں) روک کر رکھنے کی ہدایت

۱۳۱۰ ـــــ حدیث جابر بن عبداللہ ؓ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب رات کی آمد ہو یا آپؐ نے فرمایا: جب شام کا وقت ہو جائے تو بچوں کو گھروں میں روک لو (گھر سے باہر نہ نکلنے دو) کیونکہ شیطان اس وقت ہر طرف پھیل جاتے ہیں اور جب ایک پہر رات گزر جائے تو انھیں آزاد کر دو اور اللہ کا نام لے کر (بسم اللہ پڑھ کر) دروازے بند کر دو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھول سکتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۵ خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال

۱۳۱۱ ـــــ حدیث ابن عمر ؓ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ جلتی نہ چھوڑو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۴۹ لا تترک النار فی البیت عند النوم

۱۳۱۲ ـــــ حدیث ابوموسیٰ ؓ : حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں رات کے وقت اہلِ خانہ کی موجودگی میں ایک گھر آگ سے جل گیا جب اس حادثہ کی خبر نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: یہ آگ تمھاری دشمن ہے اس لیے جب سونے لگو تو آگ بجھا دیا کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۴۹ لا تترک النار فی البیت عند النوم

باب ۱۳ : کھانے پینے کے آداب اور احکام

۱۳۱۳ــــــ حدیث عمر بن ابی سلمة رضی اللہ عنہ : حضرت عمرؓ بن ابی سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور نبی کریم ﷺ کے زیر نگرانی پرورش پا رہا تھا (عمرؓ بن ابی سلمہ کی والدہ حضرت اُمِ سلمہؓ تھیں جو بعد ازاں اُم المومنین بنیں) اور کھاتے وقت میرا ہاتھ پیالے میں ہر طرف گھوما کرتا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ آپؐ کے اس ارشاد کے بعد سے میرے کھانے کا انداز ہمیشہ اسی کے مطابق رہا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۰ الاطعمة : باب ۲ التسمية على الطعام والاكل باليمين

۱۳۱۴ــــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ : حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کو الٹا کر کے اس کے مُنھ سے منھ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۴ الاشربة : باب ۲۳ اختناث الاسقية

باب ۱۵ : آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینے کا بیان

۱۳۱۵ــــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو آبِ زمزم پلایا اور آپؐ نے وہ پانی کھڑے کھڑے پیا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۷۶ ماجاء فی زمزم

باب ۱۶ : پانی پیتے وقت برتن کے اندر سانس چھوڑنا مکروہ ہے اور برتن سے مُنھ ہٹا کر تین بار سانس لینا مستحب ہے۔

۱۳۱۶ــــــ حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوقتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص پانی پیئے تو برتن کے اندر سانس نہ چھوڑے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴ الوضوء : باب ۱۸ النهی عن الاستنجاء باليمين

۱۳۱۷ــــــ (حدیث انس رضی اللہ عنہ) : ثمامہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ برتن سے پانی پیتے وقت تین بار سانس لیا کرتے تھے اور آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی (پانی پیتے وقت) تین بار سانس لیا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۴ الاشربة : باب ۲۶ الشرب بنفسين او ثلاثة

باب ۱۷ : پانی، دُودھ یا اسی طرح کی دیگر اشیا کی تقسیم داہنی طرف سے شروع کی جائے

۱۳۱۸ــــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے اور

آپؐ نے پینے کے لیے پانی طلب کیا تو ہم نے اپنی ایک بکری کا دُودھ نکالا اور اس میں اپنے اِس کنوئیں کا پانی ملایا، اور آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ آپؐ سے بائیں جانب تھے، حضرت عمرؓ سامنے اور ایک اعرابی آپؐ سے دائیں طرف تھا، جب آپؐ اس میں سے پی چکے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ کو دیجیے، لیکن نبی کریم ﷺ نے اعرابی کو دیا پھر فرمایا: پہلے دائیں جانب والے کو، پہلے دائیں جانب والے کو، یاد رکھو! دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔ پھر حضرت انسؓ نے تین مرتبہ کہا: تو یہی یعنی دائیں جانب سے شروع کرنا سنّت ہے، دائیں جانب سے شروع کرنا سُنّت ہے، دائیں جانب سے شروع کرنا سُنّت ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبہ: باب ۴ من استسقی

۱۳۱۹ ــــ حدیث سہل بن سعدؓ: حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کسی نے دودھ کا پیالہ بھیجا تو آپؐ نے اس میں سے کسی قدر خود پیا ــــ اس وقت آپؐ کے داہنی جانب ایک لڑکا بیٹھا تھا جو حاضرین میں سب سے چھوٹا تھا اور بڑی عمر کے لوگ آپؐ کے بائیں جانب بیٹھے تھے ــــ لہٰذا آپؐ نے اس لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے لڑکے کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ (دودھ) بزرگوں کو دے دوں؟ وہ لڑکا کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں آپؐ کے بچے ہُوئے تبرک کے سلسلے میں کسی دوسرے کے لیے ایثار نہیں کر سکتا (کسی دوسرے کو خود پر ترجیح نہیں دے سکتا) چنانچہ آپؐ نے وہ دودھ اسے دے دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۲ الشرب والمساقات: باب ۱ فی الشرب

باب ۱۸: کھانے کے بعد اُنگلیاں چاٹنا اور برتن کو اچھّی طرح صاف کرنا نیز زمین پر گرے ہُوئے لقمے سے مٹی صاف کر کے اسے کھانا مستحب ہے

۱۳۲۰ ــــ حدیث ابن عباسؓ: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ اس وقت تک نہ پونچھے جب تک اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا چٹا نہ دے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمۃ: باب ۵۲ لعق الاصابع ومصھا قبل ان تمسح بالمندیل

باب ۱۹: مہمان کے ساتھ اگر کوئی طفیلی لگ جائے تو بہتر یہ ہے کہ طفیلی کے لیے میزبان سے اجازت طلب کرلے

۱۳۲۱ ــــ حدیث ابو مسعودؓ: حضرت ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے جن کی کُنیت ابو شعیبؓ تھی اپنے غلام سے جو گوشت فروخت کرتا تھا کہا کہ میرے لیے کھانا تیار کر دو جو پانچ افراد کے لیے کافی ہو، میں نبی کریم ﷺ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں (آپؐ کے علاوہ چار افراد اور ہوں گے) پانچویں آپؐ ہوں گے کیونکہ میں نے آپؐ کے چہرے

پر بھوک کے اثرات دیکھے ہیں۔ چنانچہ ان صاحب نے نبی کریم ﷺ (اور مزید چار افراد) کو بلایا تو ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی ہو لیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شخص ہمارے ساتھ آگیا ہے، تم چاہو تو اسے اجازت دے دو اور اگر تم چاہو تو یہ واپس چلا جائے گا۔ انھوں نے عرض کیا: نہیں واپس جانے کی ضرورت نہیں، میں نے انھیں اجازت دیدی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۲۱ ماقیل فی اللحام والجزار

باب ۲: اگر میزبان کی رضامندی کا پورا یقین ہو تو مہمان اپنے ساتھ دوسرے شخص کو بھی کھانے پر لے جا سکتا ہے اور مل کر کھانا کھانا مستحب ہے

۱۳۲۲ ــــ حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں خندق کھودی جا رہی تھی، میں نے نبی کریم ﷺ کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھا تو میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: تمھارے پاس (کھانے کے لیے) کچھ ہے؟ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ سخت بھوک کی حالت میں ہیں۔ اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک پلا ہوا بچہ تھا۔ میں نے اسے ذبح کیا اور میری بیوی نے جَو کا آٹا تیار کیا اور ہم دونوں جلدی جلدی ان کاموں سے فارغ ہوئے پھر میں نے گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال دیا اور لوٹ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جانے لگا تو میری بیوی نے کہا: (کھانا کم ہے زیادہ آدمی لاکر) مجھے نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحابؓ کے سامنے رسوا نہ کرنا، چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر رازدارانہ طریقہ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو ہمارے پاس تھے ان کا آٹا بنایا ہے لہٰذا آپؐ اور آپؐ کے ساتھ چند لوگ تشریف لے چلیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے باآوازِ بلند پکار کر فرمایا: اے خندق والو! جابر نے تمھارے لیے کھانا پکایا ہے لہٰذا سب آؤ تمھاری سب کی دعوت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تک میں نہ پہنچ جاؤں ہنڈیا کو چولہے سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹی پکانا۔ چنانچہ میں اپنے گھر کی طرف چل دیا اور رسول اللہ ﷺ بھی لوگوں کو ساتھ لیے ان کے آگے آگے چلتے ہوئے تشریف لے آئے۔ جب میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ کہنے لگی: اب تیری ہی رسوائی ہوگی اور تیرے بارے میں ہی لوگ باتیں بنائیں گے۔ میں نے کہا: تم نے جو کچھ کہا تھا میں نے وہی کیا تھا (یعنی میں نے آپؐ سے ساری صورتِ حال عرض کر دی تھی لیکن آپؐ سب لوگوں کو ساتھ لے کر تشریف لے آئے) میری بیوی نے آپؐ کے سامنے آٹا پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر ہماری ہنڈیا کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں بھی لعابِ دہن ڈالا اور دعا سے برکت فرمائی۔ پھر فرمایا: روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو ساتھ کے ساتھ روٹی پکاتی جائے اور ہنڈیا میں سے پیالوں میں ڈالتے جاؤ اور اسے چولہے سے نیچے نہ اتارنا۔ اس وقت لوگوں کی تعداد ایک ہزار تھی اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب نے سیر ہو کر کھا لیا بلکہ بچا دیا اور جب یہ لوگ واپس گئے تو ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش کھا رہی تھی جیسے پہلے تھی اور آٹے سے مسلسل روٹیاں تیار ہو رہی تھیں اور وہ بھی ویسے کا ویسا تھا جیسا پہلے تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۲۹ غزوۃ الخندق وھی الاحزاب

۱۳۲۳ — حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ ؓ نے حضرت اُمِ سلیمؓ سے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے میرا خیال ہے کہ آپؐ پر بھوک کا اثر ہے، کیا تمھارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز موجود ہے؟ حضرت اُمِ سلیم نے کہا: ہاں ہے۔ پھر انھوں نے جَو کی کچھ روٹیاں نکالیں اور اپنی چادر اٹھا کر اس کے کچھ حصہ میں روٹیاں لپیٹ دیں اور انھیں میرے (حضرت انسؓ کے) ہاتھوں میں پکڑا دیا اور بقیہ چادر مجھے اوڑھا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں روانہ کر دیا حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں وہ روٹیاں لے کر پہنچا تو آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے تھے۔ میں جا کر ان لوگوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تم کو ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر سب لوگوں سے جو حاضر تھے فرمایا: اٹھو۔ چنانچہ آپؐ بھی روانہ ہوئے اور میں بھی آپؐ کے آگے آگے چل کر حضرت ابوطلحہؓ کے پاس پہنچا اور ان کو صورت حال سے مطلع کیا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا: اے اُمِ سلیمؓ! نبی کریم ﷺ لوگوں کو ہمراہ لے کر تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اس قدر کھانا نہیں ہے جو سب کو کھلایا جا سکے۔ حضرت ام سلیمؓ نے کہا: اللہ اور رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ پھر ابوطلحہؓ بھی (اپنے گھر سے) روانہ ہوئے اور نبی کریم ﷺ سے (راستے میں) آملے اور حضرت نبی کریم ﷺ ابوطلحہؓ کو ساتھ لیے ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: اے ام سلیمؓ! جو کچھ تمھارے پاس ہے لے آؤ، چنانچہ ام سلیمؓ نے وہی روٹیاں لا کر پیش کر دیں۔ نبی کریم ﷺ کے حکم سے روٹیوں کے ٹکڑے توڑے گئے اور ام سلیمؓ نے اس پر گھی ڈال دیا، یہ گویا سالن تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس پر پڑھا جو اللہ نے چاہا اور فرمایا: دس آدمیوں کو (کھانے پر) بلاؤ۔ چنانچہ دس افراد کو بلایا گیا اور انھوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور چلے گئے، اس کے بعد آپؐ نے مزید دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا اور انھیں بلایا گیا وہ آئے اور خوب سیر ہو کر کھا کر چلے گئے آپؐ نے پھر مزید دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ مزید دس آدمیوں کو بلایا گیا، وہ بھی خوب سیر ہو کر کھا کر چلے گئے۔ آپ نے پھر مزید دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ سب لوگوں نے اسی طرح شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور یہ سب کوئی ستر یا اسی افراد تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

باب ۲۱: شوربا کھانا جائز اور کدو کا کھانا مستحب ہے

۱۳۲۴ — حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے کھانا تیار کیا اور نبی کریم ﷺ کی دعوت کی۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کھانے پر میں بھی نبی کریم ﷺ کے ہمراہ گیا۔ اس شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں روٹیاں، کدّو کا شوربا اور بُھنا ہُوا گوشت پیش کیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ پیالے کے اطراف میں سے کدّو تلاش کر کے کھا رہے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے میں ہمیشہ کدّو کو پسند کرتا ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۳۰ ذکر الخیاط

باب ۲۴ : ککڑی اور کھجوروں کو ملا کر کھانے کا بیان

۱۳۲۵ ــــ حدیث عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم کو کھجور اور ککڑی کو ملا کر کھاتے دیکھا ہے۔[1]

اخرجہ البخاری فی : کتاب الاطعمہ : باب ۳۹ الرطب بالقثاء

باب ۲۵ : جب بہت سے لوگ ایک دسترخوان پر کھا رہے ہوں تو یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص دوسروں کی اجازت کے بغیر کھجور یا کوئی دوسری چیز ایک نوالے میں دو، دو لے کر کھائے

۱۳۲۶ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت جبلہؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم چند عراقیوں کے ساتھ مدینہ میں مقیم تھے کہ ہمیں قحط سے دوچار ہونا پڑا۔ ان دنوں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ ہمیں کھجوریں کھلایا کرتے تھے (ایک مرتبہ) ہم کھا رہے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے قریب سے گزرے اور انھوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے البتہ ایسا کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے جب کوئی شخص اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کر لے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۶ المظالم : باب ۱۴ اذا اذن انسان لآخر شیئاً جاز

باب ۲۷ : مدینے کی کھجوروں کی فضیلت

۱۳۲۷ ــــ حدیث سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: جو شخص صبح کے وقت سات عدد (مدینہ کی) عجوہ کھجوریں کھا لے اسے اس دن کسی قسم کا زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔[2]

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۷۶ الطب : باب ۵۲ الدواء بالعجوۃ للسحر

---

[1] کھجور اور ککڑی کو ملا کر کھانے میں یہ حکمت ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی مصلح ہیں اور باہم مل کر ایک معتدل غذا بن جاتی ہے اور دونوں کے مضر اثرات دور ہو جاتے ہیں شلاً ککڑی پیاس کو تسکین دیتی ہے مقوی ہے اور معدے کی گرمی کو دور کرتی ہے اور جلد خراب نہیں ہوتی اور کھجور معدے کی سردی کو دور کرتی ہے لیکن پیاس لگاتی ہے جلد خمیر ہو جاتی ہے خون میں حدت پیدا کرتی ہے اور دردِ سر کا باعث بنتی ہے تو گویا اس طرح دونوں ایک دوسرے سے متضاد خواص کی حامل ہیں اور مل کر جسم کے لیے مفید ہو جاتی ہیں۔ مرتب

[2] نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو مدینہ کی کھجور بالخصوص عجوہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور ان کے صبح کے وقت سات عدد کھانے کے جو فوائد بیان ہوئے ہیں یہ امور غیبیہ میں سے ہیں جن کے بارے میں شارع علیہ السلام کے سوا دوسرا کچھ نہیں جان سکتا ہمارا کام تو اس پر ایمان لانا اور اعتقاد رکھنا ہے جیسا کہ دوسرے بہت سے احکام شرع کا حال ہے۔ مثلاً نماز کی رکعتوں کی تعداد یا زکاۃ کا نصاب وغیرہ۔ مرتب

باب ۲۸ : کھنب (یا کھنبی) کی فضیلت اور اس کے ذریعہ سے آنکھ کا علاج

۱۳۲۸ ـــ حدیث سعید بن زید ﷛ : حضرت سعید بن زید﷛ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھنبی "من" کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔[۱]

اخرجه البخاري في : كتاب ٦٥ التفسير : ٢- سورة البقرة - (وظللنا عليكم الغمام وانزلنا عليكم المن والسلوٰى)

باب ۲۹ : کریر کے درخت کے پکے ہوئے پھل (پیلو) کی فضیلت

۱۳۲۹ ـــ حدیث جابر بن عبداللہ ﷛ : حضرت جابر﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر درخت کریر کا پھل پیلو چُنا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: سیاہ رنگ کے چنو، کیونکہ سیاہ رنگ کا پھل اچھا ہوتا ہے۔ لوگوں نے آپؐ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا آپؐ بکریاں چراتے رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا بھی ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں؟ سب نبی بکریاں ضرور چراتے رہے ہیں۔

اخرجه البخاري في : كتاب ٦٠ الانبياء : باب ٢٩ يعكفون على اصنام لهم

باب ۳۲ : مہمان کی خاطر مدارت کرنے اور خود تکلیف اٹھا کر مہمان کو کھلانے کا ثواب

۱۳۳۰ ـــ حدیث ابوہریرہ ﷛ : حضرت ابوہریرہ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص (مہمان) آیا تو آپؐ نے اپنی ازواجِ مطہرات کو کھانے کا کہلوایا۔ انھوں نے جواب دیا: ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے صحابہ کرام﷛ سے دریافت فرمایا: کون شخص اس کو مہمان بناتا ہے؟ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: میں ان کی مہمان داری کروں گا۔ چنانچہ یہ صاحب اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس لے کر گئے اور اس سے کہا: نبی کریم ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارت کرو۔ وہ کہنے لگی: ہمارے پاس تو صرف بچوں کا کھانا ہے ـــ انھوں نے اپنی بیوی سے کہا: تم کھانا تیار کرو، گھر میں چراغ جلا دو اور بچے اگر رات کا کھانا مانگیں تو انھیں (کسی طرح) سُلا دینا۔ چنانچہ ان کی بیوی نے کھانا تیار کیا، چراغ جلا دیا اور بچوں کو (بھوکا) سُلا دیا۔ پھر اس انداز سے اٹھیں گویا چراغ کی لَو درست کر رہی ہیں اور چراغ بجھا دیا۔ اور (اندھیرے میں منھ چلا کر) دونوں نے مہمان پر یہ ظاہر کیا کہ وہ خود بھی کھا رہے ہیں۔ لیکن دونوں نے یہ رات بغیر کچھ کھائے پیئے

---

[۱] کھنبی کو "من" سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ کھنبی بھی من کی طرح بغیر محنت کے اور بغیر بیج بوئے حاصل ہوتی ہے۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے مفید ہونے کے بارے میں نووی﷫ لکھتے ہیں کہ بعض امراض میں یہ خالص پانی فائدہ دیتا ہے اور بعض آنکھ کے امراض میں دوسری ادویہ کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے مفید ہونے کا مشاہدہ میں نے خود کیا ہے کہ ہمارے وقت کے شیخ کامل جناب عبداللہ دمشقی نابینا تھے انھوں نے اس حدیث پر اعتقاد و یقین کی بنا پر اپنی آنکھوں میں خالص کھنبی کا پانی استعمال کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔ یہ ایک مشہور واقعہ ہے۔ مرتب﷫

گزاری۔ صبح کے وقت جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: آج جو کچھ تم نے کیا ہے اس کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوشی سے ہنستا رہا یا اللہ تعالیٰ نے اسے پسند فرمایا اور یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی ـــــ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ الحشر "اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۱۰ ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ

۱۳۳۱ ـــــ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما: حضرت عبدالرحمٰنؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک موقعہ پر) نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم ایک سو تیس افراد تھے۔ آپؐ نے ساتھیوں سے دریافت فرمایا: کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اتفاقاً ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کے لگ بھگ آٹا موجود تھا۔ چنانچہ وہ گوندھ لیا گیا۔ پھر ایک لمبا تڑنگا پریشان بالوں والا مشرک بکریاں ہانکتا ہوا آیا تو اس سے نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: فروخت کرو گے یا بطور عطیہ یا ہبہ دو گے؟ اس نے کہا: فروخت کروں گا۔ چنانچہ آپؐ نے اس سے ایک بکری خریدی اور اسے ذبح کیا گیا، اور آپؐ نے کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ اور خدا کی قسم! ایک سو تیس آدمیوں میں سے ایک بھی شخص ایسا نہیں بچا جس کو آپؐ نے اس کلیجی میں سے ایک ٹکڑا نہ دیا ہو۔ اگر کوئی شخص موقع پر موجود تھا تو اسے اسی وقت اس کا حصہ دے دیا اور اگر غیر حاضر تھا تو اس کے لیے بچا کر رکھ لیا۔ پھر اس کے گوشت کے دو بڑے پیالے بھرے گئے اور سب نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے اور دو پیالے بچ گئے جسے ہم اونٹ پر لاد لائے۔ یا جیسا حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا۔ (راوی کو شک ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کیا الفاظ کہے تھے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبۃ: باب ۲۸ قبول الھدیۃ من المشرکین

۱۳۳۲ ـــــ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما: حضرت عبدالرحمٰنؓ بیان کرتے ہیں کہ اصحابِ صفہ مفلس لوگ تھے (ایک موقعہ پر) نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ (اصحابِ صفہ میں سے ایک) تیسرا کھانے والا لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں اور جس کے پاس پانچ کا کھانا ہو وہ (اصحاب صفہ میں سے) چھٹا اپنے ساتھ لے جائے، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ اپنے ساتھ تین افراد کو لے گئے اور نبی کریمؐ دس افراد کو لے گئے ـــــ حضرت عبدالرحمٰنؓ بیان کرتے ہیں کہ (ہمارے گھر میں) میں تھا میرے والدین تھے، میری بیوی تھی اور ایک خادم تھا جو میرے اور حضرت ابوبکرؓ دونوں کے گھروں میں کام کرتا تھا ـــــ اور حضرت ابوبکرؓ نے اس دن نبی کریم ﷺ کے پاس کھانا کھایا پھر وہیں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی گئی، نماز سے فارغ ہو کر بھی حضرت ابوبکرؓ وہیں رُکے رہے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے بھی رات کا کھانا کھایا، بعد ازاں حضرت ابوبکرؓ جب اپنے گھر تشریف لائے تو رات کافی گزر چکی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیوی نے آپ سے پوچھا: آپ کو اپنے مہمانوں کے پاس آنے میں کیا چیز مانع رہی؟ حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا:

کیا تم نے ان لوگوں کو ابھی تک رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ کہنے لگیں: انھوں نے انکار کر دیا تھا کہ جب تک آپ نہیں آجاتے وہ کھانا نہیں کھائیں گے بلکہ ہم نے انھیں کھانا پیش کیا تھا، انھوں نے پھر بھی انکار کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ میں (حضرت ابوبکرؓ کی ناراضگی کے ڈر سے) وہاں سے ہٹ گیا اور جا کر چھپ گیا، تو حضرت صدیقؓ نے آواز دی کہ او کاہل! نالائق! تیری ناک کٹے اور بُرا بھلا کہا، پھر مہمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: آپ لوگ کھانا کھائیں، اگرچہ یہ ناوقت کھانا کچھ زیادہ خوشگوار نہ ہوگا اور بخدا! میں تو کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بیان کرتے ہیں اور خدا کی قسم! ہم اس کھانے میں سے جونہی ایک لقمہ اٹھاتے تھے وہ نیچے کی طرف سے بڑھ کر پہلے سے بھی زیادہ ہو جاتا تھا، اور پھر ایسا ہوا کہ سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور کھانا اس سے بھی زیادہ بچ رہا جتنا پہلے تھا چنانچہ جب اسے حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ وہ اتنے کا اتنا ہی ہے جس قدر پہلے تھا یا اس سے کچھ زیادہ ہی ہے تو انھوں نے اپنی بیوی سے کہا: اے بنی فراس کی بہن! (حضرت ابوبکر کی بیوی کا نام اُمِ رُمّان تھا اور آپ کا قبیلہ بنی فراس تھا) یہ کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگیں: میری آنکھوں کی ٹھنڈک (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم! یہ تو اس وقت پہلے کے مقابلہ میں تین گنا زیادہ ہے چنانچہ اس میں سے حضرت ابوبکرؓ نے بھی کھایا اور کہا: میں نے جو قسم کھائی تھی (کہ بخدا میں ہرگز نہ کھاؤں گا) یہ شیطان کی وجہ سے تھی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اس میں سے ایک لقمہ اور کھایا اور پھر وہ کھانا آپ اٹھا کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے اور صبح تک وہیں رہا ـــــ ہمارے اور ایک دوسرے قبیلے کے درمیان ایک معاہدہ تھا جس کی میعاد گزر گئی تھی تو آپؐ نے ہم کو بارہ افراد کی سرکردگی میں بارہ ٹولیوں میں تقسیم کر دیا تھا اور ہر شخص کے ساتھ کافی آدمی تھے۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ کل کتنے تھے، یہ بات اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کتنے کتنے افراد تھے چنانچہ ان سب نے وہ کھانا کھایا ـــــ (راوی کہتے ہیں) یا جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کہا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلاۃ: باب ۴۱ السمر مع الضیف والاھل

باب ۳۳: کھانا تھوڑا ہونے کے باوجود اس میں دوسرے کو شریک کرنے کا ثواب نیز یہ کہ اگر کھانا دو آدمیوں کا ہو اور اس میں ایک اور کو شریک کر لیا جائے تو تینوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے

۱۳۳۳ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار کے لیے کافی ہو جاتا ہے (اگر مل کر کھائیں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمۃ: باب ۱۱ طعام الواحد یکفی الاثنین

باب ۳۴ : مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں

۱۳۳۴ — حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر — یا آپؐ نے فرمایا: منافق سات آنتوں میں کھاتا ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۰ الاطعمة : باب ۱۲ المومن یأکل فی معیً واحد

۱۳۳۵ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بہت زیادہ کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہوگیا اور بہت کم کھانے لگا چنانچہ اس بات کا ذکر جب نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۰ الاطعمة : باب ۱۲ المومن یأکل فی معیً واحد

باب ۳۵ : کھانے میں عیب اور نقص نہیں نکالنا چاہیے

۱۳۳۶ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہرگز کبھی کسی کھانے میں نقص نہیں نکالا۔ اگر آپؐ کو رغبت ہوتی تو تناول فرما لیتے ورنہ نہ کھاتے (لیکن اس کے متعلق نکتہ چینی نہ فرماتے اور نہ عیب نکالتے)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۱ المناقب : باب ۲۳ صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] حدیث میں مومن کے کم مقدار پر راضی برضا ہو جانے اور کافر کے زیادہ کا حریص ہونے کی تمثیل بیان کی گئی ہے۔ زمخشریؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں مومن کو کم کھانے کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ پیٹ بھر کر کھانے سے انسان نہ صرف یہ کہ سنگ دل ہو جاتا ہے بلکہ دل پر سیاہی چھا جاتی ہے اور حیوانی شہوات کے پیچھے لگ جاتا ہے بنابریں مومن کو پرخوری سے بچنا چاہیے۔ قسطلانیؒ نے لکھا ہے کہ اس بات کی تائید کہ پرخوری کافر کا وصف ہے قرآن مجید کی درج ذیل آیت سے بھی ہوتی ہے: — وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ - ۱۲ - محمد — "اور کفر کرنے والے بس دنیا کی چند روزہ زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں جانوروں کی طرح کھا پی رہے ہیں اور ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے"۔ تو حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ مومن حریص نہیں ہوتا اس کے کھانے پینے کی مقدار کم ہوتی ہے اور تھوڑے پر قناعت کرتا ہے جبکہ کافر بے حد حریص ہوتا ہے زیادہ کھاتا پیتا اور عیش کرتا ہے جیسے جانور کھاتے ہیں۔ نوویؒ نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد اس موقع پر فرمایا تھا جب آپؐ نے ایک کافر کی دعوت کی تھی اور وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا تھا لیکن یہی شخص جب دوسرے دن مسلمان ہوگیا تو محض ایک ہی بکری کے دودھ سے سیر ہوگیا اور دوسری بکری کا دودھ بھی پورا نہ پی سکا۔ مرتبؒ و مترجم از نوویؒ۔

کتابُ اللّباس و الزّینة

لباس اور زیب و زینت کے مسائل

باب۱ : سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے

۱۳۳۷ــــ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ حقیقت میں اپنے پیٹ کے اندر ہر گھونٹ کے ساتھ جہنم کی آگ اتارتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۴ الاشربة : باب ۲۸ آنية الفضة

باب۲ : سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کا مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہونا، سونے کی انگوٹھی اور ریشمی لباس کا مرد کے لیے حرام اور عورت کے لیے جائز ہونا نیز مردوں کے لیے ریشمی بیل بوٹوں والا کپڑا استعمال کرنے کے جواز کی شرط

۱۳۳۸ــــ حدیثِ برا رضی اللہ عنہ : حضرت برا ابن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتیں کرنے کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ جن سات باتوں کے کرنے کا حکم دیا وہ یہ ہیں :-

۱ــــ مریض کی عیادت کرنا۔
۲ــــ جنازے کے ساتھ جانا۔
۳ــــ جسے چھینک آئے وہ اگر الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہنا۔
۴ــــ دعوت قبول کرنا۔
۵ــــ سلام کو عام کرنا اور پھیلانا۔
۶ــــ مظلوم کی مدد کرنا۔
۷ــــ اور قسم کو پورا کرنا۔

اور جن سات باتوں سے منع فرمایا وہ یہ ہیں :-

۱ــــ سونے کی انگوٹھی پہننا۔
۲ــــ چاندی کے برتن میں پانی پینا۔
۳ــــ ریشمی زین پوش استعمال کرنا۔
۴ــــ قس (جگہ کا نام) کا بنا ہوا کپڑا استعمال کرنا۔

۵ ــــ ریشم پہننا ۶ ــــ دیباج (موٹا ریشمی کپڑا) پہننا۔
۷ ــــ اور استبرق (باریک ریشمی کپڑا) پہننا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۴ الاشربة: باب ۲۸ آنیة الفضة

۱۳۳۹ ــــ (حدیث حذیفہ ﷺ): عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے پاس (بیٹھے) تھے کہ آپ نے پانی طلب کیا تو آپ کے لیے ایک مجوسی پانی لایا اور جب اس نے پیالہ حضرت حذیفہؓ کے ہاتھ پر رکھا تو آپ نے وہ پیالہ پانی سمیت زمین پر دے مارا اور فرمایا: اگر میں نے اس کو ایک دو نہیں بہت مرتبہ منع نہ کیا ہوتا کہ مجھے اس برتن میں پانی نہ پلایا کرو) گویا آپ یہ کہنا چاہتے تھے کہ: تو میں ایسا نہ کرتا (یعنی برتن کو زمین پر نہ پٹکتا) لیکن میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: ریشم اور دیباج (موٹا ریشمی کپڑا) نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتن میں پانی نہ پیو اور نہ سونے چاندی کی پلیٹوں میں کھانا کھاؤ کیونکہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور آخرت میں ہمارے لیے ہوں گی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمة: باب ۲۹ الاکل فی اناء مفضض

۱۳۴۰ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر ﷺ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب ﷺ نے مسجد کے دروازے پر خالص ریشمی کپڑے کا ایک جوڑا دیکھا تو عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کاش یہ جوڑا آپؐ خرید لیتے اور اسے جمعہ کے دن اور باہر سے آنے والے وفود سے مُلاقات کے وقت زیب تن فرماتے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو وہ پہنے جس کے لیے اُخروی زندگی میں کسی قسم کا حصّہ نہ ہو۔

بعدازاں اسی قسم کے کچھ جوڑے نبی کریم ﷺ کے پاس کہیں سے آئے اور آپؐ نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمرؓ کو بھی عطا فرمایا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپ یہ جوڑا مجھے پہننے کے لیے عطا فرما رہے ہیں جبکہ آپؐ ہی نے اس جوڑے کے بارے میں جو عطارد (عطارد بن حاجب بن زرارۃ تیمی جو وفد بنی تمیم کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا تھا اور جو اس قسم کے ریشمی جوڑے فروخت کرنے کے لیے اپنے ساتھ لایا تھا) کے پاس تھا وہ باتیں ارشاد فرمائی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ جوڑا میں نے تم کو اس غرض سے نہیں دیا کہ تم خود اسے پہنو۔ چنانچہ حضرت عمر ﷺ نے وہ جوڑا اپنے ایک بھائی کو دے دیا جو مکہ میں تھا اور ابھی مشرک تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۱ الجمعة: باب ۷ یلبس احسن مایجد

۱۳۴۱ ــــ (حدیث عمر ﷺ): ابو عثمان نہدیؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم آذر بائیجان میں عتبہ بن فرقدؓ کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمر بن الخطاب ﷺ کا خط آیا (جس میں تحریر تھا) کہ نبی کریم ﷺ نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر اس قدر، اور (یہ ارشاد فرماتے وقت) نبی کریم ﷺ نے اپنی ان دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا تھا جو انگوٹھے سے متصل ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس سے جو کچھ ہم سمجھے یہ تھا کہ آپؐ نے صرف اس قدر یعنی دو انگلیوں کے بقدر بیل بوٹوں والے کپڑے کی اجازت دی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۲۵ لبس الحریر وافتراشه للرجال وقدر مایجوز منه

۱۳۴۲ــــ حدیث علی رضی اللہ عنہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خالص ریشم کا ایک جوڑا ہدیۃً آیا تو وہ میں نے پہن لیا پھر میں نے آپؐ کے چہرہ مبارک پر (اس جوڑے کے پہننے کی وجہ سے) غصّے کے آثار دیکھے تو میں نے اسے پھاڑ کر اپنے خاندان کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبۃ: باب ۲۷ ھدیۃ ما یکرہ لبسہ

۱۳۴۳ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں ریشمی کپڑا پہنا وہ آخرت میں اسے ہرگز نہ پہن سکے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۲۵ لبس الحریر وافتراشہ للرجال وقدر ما یجوز منہ

۱۳۴۴ــــ حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: حضرت عقبہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کی ایک قبا بطور ہدیہ پیش کی گئی تو آپؐ نے اسے پہن کر نماز پڑھی پھر واپس آکر اسے بڑی شدّت سے اتار پھینکا گویا کہ آپؐ اس سے سخت نفرت فرماتے ہوں اور فرمایا: متقی لوگوں کو ایسے کپڑے پہننا مناسب نہیں ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصّلاۃ: باب ۱۶ من صلی فی فروج حریر ثم نزعہ

باب ۳: مَردوں کو ریشم کا کپڑا پہننے کی صرف اس صورت میں اجازت ہے جب انھیں خارش وغیرہ ہو

۱۳۴۵ــــ حدیثِ انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دے دی تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجھاد: باب ۹۱ الحریر فی الحرب

باب ۵: یمنی چادر پہننے کی فضیلت

۱۳۴۶ــــ (حدیثِ انس رضی اللہ عنہ): حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا کپڑا زیادہ پسند تھا؟ انھوں نے جواب دیا: "حبرہ" یعنی یمن کی بنی ہوئی دھاری دار سوتی چادر۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۱۸ البرود والحبرۃ والشملۃ

باب ۶: لباس کے سلسلہ میں انکسار و تواضع اور موٹا جھوٹا کپڑا پہننے کا بیان

۱۳۴۷ــــ (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا): حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہؓ نے ہمیں ایک کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا: جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی آپؐ نے یہ دونوں

کپڑے پہن رکھے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۱۹ الأكسية والخمائص

باب: قالین یا سوزنی استعمال کرنے کا جواز

۱۳۴۸ــــ حدیث جابر ﷛: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا تمھارے پاس کسی قسم کا قالین یا سوزنی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس قالین کہاں سے آئے گا؟ آپؐ نے فرمایا: عنقریب تمھارے پاس قالین ہوں گے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میں اس سے (یعنی اپنی بیوی سے) کہتا ہوں کہ اپنا یہ قالین تم میرے پاس سے ہٹا لو، تو وہ کہتی ہے: کیا نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا کہ عنقریب تمھارے پاس قالین ہوں گے؟ یہ سن کر میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہوں[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوّة فی الاسلام

باب ۹: کبر و غرور سے کپڑے کو گھسیٹ کر چلنا حرام ہے، زیر جامے کو کس حد تک لٹکانا جائز ہے اور مستحب کیا ہے؟

۱۳۴۹ــــ حدیث ابن عمر ﷛: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص پر نظر کرم نہیں ڈالے گا جو غرور و تکبر سے اپنے زیر جامے کو زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۱ قول الله تعالىٰ (قل من حرّم زينة الله التي اخرج لعباده)

۱۳۵۰ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا جو اپنے زیر جامے کو فخر و غرور سے گھسیٹ کر چلتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۵ من جر ثوبه من الخيلاء

---

[1] حدیث میں انماط کا لفظ آیا ہے جو نمط کی جمع ہے اور اس سے رنگ دار اونی کپڑا مراد لیا جاتا ہے۔ سفید اونی کپڑے کو نمط نہیں کہتے۔ غالباً نمدہ اسی کا بگڑا ہوا ہے۔ اس سے بالعموم قالین، فرشی سوزنی اور اسی قسم کے دوسرے فرش پر بچھانے والے کپڑے مراد لیے جاتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے قالین وغیرہ کے جواز پر استدلال کرنا محل نظر ہے اس لیے کہ آپؐ کا محض یہ فرمانا کہ عنقریب تمھارے پاس قالین ہوں گے، اس بات کا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ ان کا استعمال بھی جائز ہے۔ البتہ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ ارشاد فرمانے کے بعد آپؐ نے استعمال سے منع نہیں فرمایا اس لیے ایک طرح سے جواز کا پہلو نکلتا ہے۔ واللہ اعلم

مرتب

باب ۱۰: اپنے لباس پر فخر کرتے ہوئے مٹک کر چلنا حرام ہے

۱۳۵۱ ــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص (پہلی اُمتوں میں سے) کپڑے کا نفیس جوڑا پہنے اپنے اوپر فخر کرتا چلا جا رہا تھا اور اس نے اپنے بالوں کو بھی خوب سنوار رکھا تھا (اور اسے اپنے بالوں پر بھی فخر تھا) کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں نیچے ہی نیچے اترتا چلا جائے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۵ من جر ثوبه من الخیلاء

باب ۱۱: سونے کی انگوٹھی پھینک دینے کا بیان

۱۳۵۲ ــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۴۵ خواتیم الذهب

۱۳۵۳ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے پہنتے رہے، آپؐ اس کا نگینہ ہاتھ کے اندر کی جانب کر لیا کرتے تھے لہٰذا لوگوں نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک دن آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے، وہ انگوٹھی ہاتھ سے اتاری اور فرمایا: میں یہ انگوٹھی پہنتا تھا اور اس کا نگ اندر کی جانب رکھتا تھا یہ فرما کر آپؐ نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر فرمایا: خدا کی قسم! اب میں یہ انگوٹھی کبھی نہیں پہنوں گا۔ چنانچہ یہ سنتے ہی لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذور: باب ۶ من حلف علی الشیء وان لم یُحلَّف

باب ۱۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر "محمد رسول اللہ" نقش تھا اور آپؐ کے بعد خلفاء راشدین نے وہ انگوٹھی پہنی

۱۳۵۴ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جسے آپؐ دست مبارک میں پہنے رہتے تھے پھر آپؐ کے بعد وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اور حضرت صدیقؓ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس وقت تک رہی حتےٰ کہ اریس نامی کنوئیں میں گر گئی[1] اس انگوٹھی پر "محمد رسول اللہ" منقوش تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۵۰ نقش الخاتم

---

[1] علامہ وحید الزمان مرحوم نے لکھا ہے کہ جس دن یہ انگوٹھی مجیقبؓ کے ہاتھ سے بیرِ اریس میں گری اسی دن سے خلافت کے معاملات میں خلل واقع ہونا اور فتنہ و فساد شروع ہو گیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انگوٹھی پر نام وغیرہ کندہ کرانا جائز ہے۔ مترجم

۱۳۵۵ ــــ حدیث انس ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ہم نے انگوٹھی تیار کرائی ہے اور اس پر کچھ الفاظ نقش کروائے ہیں تو کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر یہ الفاظ نقش نہ کروائے (حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ) آپؐ کی چھنگلی میں چمکتی ہوئی یہ انگوٹھی اس وقت بھی میری آنکھوں میں پھر رہی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۵۱ الخاتم فی الخنصر

باب ۱۳: نبی کریم ﷺ نے جب شاہ ایران کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو مُہر والی انگوٹھی تیار کروائی

۱۳۵۶ ــــ حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نامہ مبارک لکھوایا ــــ یا جب نامہ مبارک لکھوانے کا ارادہ فرمایا ــــ تو آپؐ سے عرض کیا گیا: یہ لوگ (عجمی) کوئی خط نہیں پڑھتے جب تک اس پر (لکھنے والے کی) مُہر نہ ہو۔ چنانچہ آپؐ نے چاندی کی انگوٹھی تیار کرائی جس پر "محمدؐ رسول اللہ" نقش تھا۔ میری نگاہوں میں اس وقت بھی آپؐ کے دست مبارک میں اس انگوٹھی کی سپیدی پھر رہی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۷ مایذکر فی المناولة وکتاب اهل العلم بالعلم الی البلدان:

باب ۱۴: انگوٹھیوں کے پھینک دینے کا بیان

۱۳۵۷ ــــ حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی تو پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں اور آپؐ نے اپنی (سونے کی) انگوٹھی اتار کر پھینک دی پھر لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: حدثنا عبد الله بن مسلمة

باب ۱۹: جوتا پہنتے وقت پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور اتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں سے اتارے

۱۳۵۸ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص جوتا پہنے تو اسے چاہیے کہ پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے تاکہ دایاں پاؤں جوتا پہنتے وقت پہلا اور اتارتے وقت آخری ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۳۹ ینزع نعل الیسریٰ

۱۳۵۹ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص محض ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے یا تو دونوں جوتیاں اتار دے یا دونوں پاؤں میں پہنے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۴۰ لا یمشی فی نعلٍ واحد

باب ۲۲: چت لیٹنا اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنا جائز ہے

۱۳۶۰ ــــ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مسجد میں اس طرح چت لیٹے دیکھا کہ آپؐ کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۸۵ الاستلقاء فی المسجد و مد الرجل

باب ۲۳: مردوں کے لیے زعفران بطور رنگ کے استعمال کرنا منع ہے

۱۳۶۱ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مرد زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۳۳ التزعفر للرجال

باب ۲۵: خضاب کے استعمال میں یہودیوں کی مخالفت کرنے کا حکم

۱۳۶۲ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ خضاب استعمال نہیں کرتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو[1] (یعنی خضاب استعمال کرو)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۰ ما ذکر عن بنی اسرائیل

باب ۲۶: جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

۱۳۶۳ ــــ حدیث ابوطلحہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوطلحہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۷ اذا قال احدکم آمین والملائکۃ فی السماء

---

[1] نووی رحؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روزمرہ کی عادات، لباس اور وضع قطع میں حتی المقدور کافروں کی مخالفت کرنا ضروری ہے کیونکہ ہر قوم کے لیے اپنا قومی تشخص قائم رکھنا اور بلاضرورت دوسری قوم کی تقلید نہ کرنا باعث شرف اور تقاضائے عزتِ نفس ہے خضاب کے بارے میں اہل حدیث کا مسلک یہ ہے کہ زرد یا سرخ خضاب مرد اور عورت دونوں کے لیے مستحب ہے اور سیاہ خضاب حرام ہے۔ بعض علماء نے سیاہ خضاب کو مکروہ تنزیہی کہا ہے۔ خضاب کے کرنے نہ کرنے میں بھی سلف کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک کرنا افضل ہے اور بعض کے نزدیک ترکِ خضاب افضل ہے حضرات ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما حنا اور وسمہ سے زرد خضاب کرتے تھے اور بعض صحابہ کرامؓ نے سیاہ خضاب بھی استعمال کیا ہے مثلاً حضراتِ عثمان، حسن و حسین، عقبہ بن عامر، ابن سیرین اور ابوبردہ رضی اللہ عنہم۔ اس اختلاف کے باوجود ایک امر متفق علیہ ہے کہ سالار مجاہدین کو کفار پر رعب ڈالنے کے لیے سیاہ خضاب کا استعمال نہ صرف جائز ہے بلکہ افضل ہے۔
از: نوویؒ و مرتبؒ۔

۱۳۶۴ ــــــ (حدیث ابوطلحہ ؓ) بسر بن سعیدؒ بیان کرتے ہیں کہ زید بن خالد جہنی ؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی (اور جس وقت زید بن خالدؓ نے یہ حدیث بیان کی اس وقت) میرے ساتھ عبیداللہ خولانیؒ بھی تھے جو ام المومنین حضرت میمونہ ؓ کے زیر پرورش تھے۔ زید بن خالدؓ نے ہم دونوں سے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ بسرؒ کہتے ہیں کہ پھر حضرت زید بن خالدؓ بیمار ہوئے تو ہم ان کی عیادت کے لیے گئے اور اچانک ہمیں ان کے گھر میں ایک پردہ نظر آیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں میں نے عبیداللہ خولانیؒ سے کہا: کیا حضرت زید بن خالدؓ نے ہم سے تصویروں کے بارے میں حدیث نہیں بیان کی تھی؟ عبیداللہ خولانیؒ نے کہا: انھوں نے یہ بھی کہا تھا "مگر وہ تصویریں جو کپڑے پر نقش ہوں (وہ جائز ہیں)" کیا تم نے یہ بات نہیں سنی تھی؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگے: ہاں، انھوں نے یہ بھی کہا تھا۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب اذا قال احدکم آمین والملئکۃ فی السماء

۱۳۶۵ ــــــ **حدیث عائشہ** ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے گھر کے ایک مچان کو ایسے پردے سے ڈھک رکھا تھا جس میں تصاویر بنی ہوئی تھیں جس وقت یہ پردہ نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو اسے پھاڑ ڈالا اور فرمایا: روز قیامت سب سے شدید عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو تخلیق میں اللہ تعالٰے کے ساتھ مشابہت پیدا کرتے ہیں (یعنی جان داروں کی شکلیں بناتے ہیں)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر ہم نے اس پردے سے ایک یا دو تکیے بنا لیے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۹۱ ما وطی من التصاویر

۱۳۶۶ ــــــ **حدیث عائشہ** ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک توشک خریدی۔ جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اس توشک کو جب نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر رُک گئے اور گھر میں داخل نہ ہُوئے میں نے جب آپؐ کے چہرۂ مُبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں اللہ تعالٰے اور اس کے رسولؐ کے سامنے توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ سرزد ہُوا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ توشک کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ میں نے اس غرض سے خریدی ہے کہ آپؐ اس پر بیٹھا کریں اور بطور تکیہ استعمال فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن یہ سزا دی جائے گی کہ ان سے کہا جائے گا: یہ جو کچھ تم نے تخلیق کیا تھا ان کو زندہ کرو (اور یہ کام ان کے بس میں نہ ہوگا) نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے خواہ کپڑے پر بنائی جائے یا فرش پر یا روپیہ اشرفی، برتن اور دیوار پر۔ البتہ درخت، پالان اور ایسی ہی دیگر بے جان چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے۔ اسی طرح جان دار کی تصویر دیوار پر لٹکائی جائے یا کپڑے میں پہنی جائے جہاں اس کی تذلیل و تحقیر نہ ہو تو وہ حرام ہے لیکن اگر ایسی جگہ ہو جہاں وہ پاؤں میں روندی جائے اور اس کی تذلیل ہو مثلاً فرش یا تکیہ وغیرہ پر تو حرام نہیں ہے لیکن اس میں پھر اختلاف ہے کہ ایسی تصویر کی موجودگی میں فرشتے گھر میں داخل ہوں گے یا نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ صرف وہ تصویر حرام ہے جس کا سایہ پڑے۔ لیکن جمہور علماء صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اور تبع تابعین رحمہم اللہ مثلاً امام سفیان ثوریؒ امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مسلک ہے کہ تصویر خواہ سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار نا جائز ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مترجم از نوویؒ

گھر میں تصاویر ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۴۰ التجارہ فیما یکرہ لبسہ للرّجال والنسا

۱۳۶۷ — حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً اُن لوگوں کو جو تصویریں بناتے ہیں روزِ قیامت سخت سزا دی جائے گی، ان سے کہا جائے گا: یہ جو کچھ تم نے تخلیق کیا تھا اسے زندہ کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۸۹ عذاب المصورین یوم القیامۃ

۱۳۶۸ — حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: قیامت کے دن شدید ترین عذاب کے مستحق اللہ کے نزدیک یقیناً تصویریں بنانے والے ہوں گے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۸۹ عذاب المصورین یوم القیامۃ

۱۳۶۹ — (حدیث ابن عباس ؓ): سعید بن ابی الحسنؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے ابوالعباسؓ! میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرا روزگار میرے ہاتھ کی کاریگری میں ہے اور میں اس قسم کی تصویریں بناتا ہوں۔ حضرت ابن عباس نے کہا: میں تم سے صرف وہی حدیث بیان کروں گا جو میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنی ہے۔ میں نے آپ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: جو شخص کوئی تصویر بنائے گا اسے اللہ تعالیٰ یہ سزا دے گا کہ وہ اس میں جان ڈال کر زندہ کرے اور ظاہر ہے کہ وہ اس میں جان ڈالنے پر کبھی قادر نہ ہوگا۔ یہ سن کر اس شخص پر کپکپی طاری ہوگئی، سانس پھُول گیا اور چہرہ زرد ہوگیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابن عباسؓ نے کہا: تیرا ناس جائے! اگر تو اسے نہیں چھوڑ سکتا تو پھر ایسا کر درخت وغیرہ اور ایسی چیزوں کی تصویریں بنا جن میں جان نہیں ہے[۱]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۰۴ بیع التصاویر التی لیس فیھا روحٌ

۱۳۷۰ — (حدیث ابوہریرہ ؓ): ابوزرعہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے ہمراہ ایک گھر میں داخل ہُوا آپ نے دیکھا کہ اس کے اوپر ایک مصوّر تصویریں بنا رہا ہے تو آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق کی مانند مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ کرے (اگر تخلیق کا اتنا ہی شوق ہے تو) اسے چاہیے کہ گیہوں کا ایک دانہ یا ایک چیونٹی پیدا کرکے دکھائے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۹۰ نقض الصور

---

[۱] بے جان چیزوں کی تصویر اور نقش و نگار بنانا جائز ہے اور بعض علماء کے نزدیک کپڑے پر جو تصویریں بنی ہوئی ہوں خواہ جاندار کی ہوں وہ بھی جائز ہیں۔ لیکن اکثریت کا فیصلہ اس کے خلاف ہے۔ قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ بچوں کی گڑیاں اور کھلونے اس سے مستثنیٰ ہیں، امام مالکؒ کا بھی یہی مسلک ہے لیکن وہ اسے مکروہ خیال کرتے ہیں۔ مرتب

باب ۲۸ : اُونٹ کی گردن میں تانت کا قلادہ ڈالنا مکروہ ہے

۱۳۷۱ ـــــ حدیث ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ : حضرت ابوبشیر انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو ایسے وقت جب کہ لوگ ابھی اپنی خوابگاہوں میں تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد کے ذریعے کہلا بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا قلادہ باقی نہ رہنے دیا جائے ـــــ یا آپؐ نے فرمایا تھا ـــــ کہ اونٹ کی گردن میں جو تانت کا قلادہ نظر آئے کاٹ ڈالا جائے[1]۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۵۶ الجهاد : باب ۱۳۹ ما قيل في الجرس ونحوه في اعناق الابل

باب ۳۰ : انسان کے علاوہ دیگر جانوروں کے جسم کو داغنا جائز ہے سوائے چہرے کے۔ اور زکاۃ اور جزیہ کے جانوروں کو داغنا مستحب ہے

۱۳۷۲ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہُوا تو انھوں نے مجھ سے کہا : اے انسؓ! ذرا اس بچے کا خیال رکھنا اس کے اندر کوئی چیز نہ جانے پائے جب تک تم اسے صبح جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ لے جاؤ اور آپؐ اسے گھٹی نہ دے لیں۔ چنانچہ میں صبح اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا، اس وقت آپؐ ایک باغ میں تشریف فرما تھے اور آپؐ نے ایک حریثی اُونی چادر اوڑھ رکھی تھی اور آپؐ ان اُونٹوں کو داغ رہے تھے جو فتح میں آپؐ کے پاس آئے تھے۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۷۷ اللباس : باب ۲۲ الخميصة السودا

باب ۳۱ : قزع مکروہ ہے

۱۳۷۳ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قزع (سر منڈوانا لیکن کہیں کہیں بال باقی چھوڑ دینا) سے منع فرماتے سنا ہے۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۷۷ اللباس : باب ۷۲ القزع

باب ۳۲ : راستہ پر بیٹھنا منع ہے اور اگر بیٹھنا ضروری ہو تو راستے کو اس کا حق دینا چاہیے

۱۳۷۴ ـــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ : حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] نووی ؒ نے لکھا ہے : مشرکوں کی عادت تھی کہ وہ نظر بد سے بچانے کے لیے تانت کا قلادہ اونٹ کے گلے میں ڈالا کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جاہلانہ رسم سے منع فرما دیا کیونکہ اس سے نہ نظر بد لگنے سے بچاؤ ہوتا ہے نہ اور کوئی فائدہ محض توہم پرستی ہے۔ البتہ اس توہم کے بغیر جانور یا بچوں کے گلے میں آرائش وزینت کے لیے کسی اور قسم کا ہار ڈالنا جائز ہے۔ مترجم از نوویؒ

راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اس کے بغیر ہمارا گزارا نہیں یہی مقامات ہمارے چوپال ہیں جہاں بیٹھ کر ہم باتیں کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "اگر تم لوگ ان مقامات پر بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے تو راستے کو اس کا حق دو۔" لوگوں نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نظریں نیچی رکھنا، کسی کو تکلیف نہ ہونے دینا، سلام کا جواب دینا اور نیک کام کرنے کا حکم دینا اور بُرے کاموں سے روکنا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۲۲ افنیة الدور والجلوس فیها

باب ۳۳: بالوں میں جوڑ لگانے اور لگوانے، جسم گودنے اور گدوانے، بال اور روئیں نوچنے اور نچوانے اور دانتوں کو کشادہ کرنے اور کروانے والیوں یعنی اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ کی لعنت

۱۳۷۵ــــ حدیث اسماءؓ: حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: یارسول اللہ! میری بیٹی کے چیچک نکلی تھی اور اس کے بال جھڑ گئے ہیں اور اب میں نے اس کی شادی کی ہے تو کیا میں اس کے بالوں میں مصنوعی بال جوڑ دوں؟ آپؐ نے فرمایا: بالوں میں جوڑ لگانے اور لگوانے والیوں پر اللہ کی لعنت!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۸۵ الموصولة

۱۳۷۶ــــ حدیث عائشہؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی۔ اس لڑکی کے سر کے بال جھڑ گئے تھے تو وہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے ساری بات بیان کر کے اس نے عرض کیا: میرا خاوند کہتا ہے کہ میں اس لڑکی کے بالوں میں مصنوعی بال جوڑ دوں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں! بالوں میں جوڑ لگانے والیوں پر اللہ کی لعنت بھیجی گئی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۴۹ لا تطیع المرأة زوجها فی معصیة

۱۳۷۷ــــ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ان عورتوں پر جو حُسن کے لیے گودتی اور گدواتی ہیں، بال نوچتی اور نچواتی ہیں اور جو اپنے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرواتی ہیں اور اس طرح اللہ تعالےٰ کی تخلیق کو بدلتی ہیں۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ بات بنی اسد کی ایک خاتون جس کا نام اُم یعقوب تھا، کو پہنچی تو وہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ان ان عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ آپ نے جواب دیا: میں آخر ان پر کیوں نہ لعنت بھیجوں جن پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور جن کی مذمت قرآن مجید میں کی گئی ہے۔ وہ عورت کہنے لگی: میں نے پورا قرآن پڑھا ہے، مجھے تو ایسی کوئی بات نہیں ملی جو آپ کہتے ہیں۔ آپ نے کہا: اگر تم نے واقعی قرآن پڑھا ہوتا تو تم کو ضرور وہ بات مل جاتی جو میں کہتا ہوں۔ کیا تم نے یہ آیت قرآن مجید میں نہیں پڑھی (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ الحشر: ۷)[1] کہنے لگی: کیوں نہیں! آپ نے کہا:

---

[1] "جو کچھ رسولؐ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے رُک جاؤ۔"

نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ وہ کہنے لگی: میں نے آپ کی بیوی کو دیکھا ہے وہ ایسا کرتی ہیں۔ آپؓ نے کہا: جاؤ جا کر دیکھو (ایسا نہیں ہے) چنانچہ وہ گئی اور اسے وہاں اپنے مطلب کی کوئی بات نہ ملی، تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا: اگر ایسا ہوتا جیسا یہ عورت کہتی ہے تو میں ان (اپنے گھر والوں) کے ساتھ نہ رہتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: سورۃ الحشر ۵۹: باب ۴ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ

۱۳۷۸ــــ (حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما) حمید بن عبدالرحمنؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جس سال حج کیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سُنا: آپ نے بالوں کا ایک گچھا ہاتھ میں لیا جو ان کے محافظ کے پاس تھا اور فرمایا: اے اہلِ مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس قسم کی چیزوں سے منع فرماتے سُنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے (بناؤ سنگار کے لیے) اس قسم کی چیزیں اختیار کر لیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابوالیمان

باب ۳۵: لباس سے فریب دینے اور جو چیز حاصل نہ ہو اس کی شیخی بگھارنے کی ممانعت

۱۳۷۹ــــ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا: حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! میری ایک سوکن ہے تو کیا مجھے گناہ ہوگا اگر میں (اسے جلانے کے لیے) اس کے سامنے اپنے خاوند کی طرف سے ایسی چیزوں کے دیے جانے کی ڈینگ ماروں جو اس نے مجھے نہیں دی ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جو ایسی چیزوں کی ڈینگیں مارتا ہے جو اسے حاصل نہیں ہیں وہ اس شخص کی مانند ہے جو ایسا لباس پہنتا ہے جس سے دوسروں کو فریب میں مبتلا کر سکے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۰۶ المتشبع بمالم ینل وماینھی من افتخار الضرۃ

کتاب الآداب

آدابِ زندگی

باب : "ابوالقاسم" بطور کنیت اختیار کرنے کی ممانعت اور پسندیدہ ناموں کا بیان

۱۳۸۰ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ بقیع میں ایک شخص نے "یا ابوالقاسم" کہہ کر کسی کو پکارا تو نبی کریم ﷺ نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اس نے کہا : میری مُراد آپ سے نہیں تھی ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : تم لوگ میرے نام پر (اپنے بچوں کا) نام رکھو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۴۹ ما ذکر فی الاسواق

۱۳۸۱ــــ حدیث جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ : حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک آدمی کے ہاں لڑکا پیدا ہُوا اور اس نے بچے کا نام قاسم رکھ دیا تو انصار کہنے لگے : ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں ہونے دیں گے ، اور نہ (اس کنیت کی بنا پر) تیری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے ۔ چنانچہ وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا : یارسول اللہ ! میرے ہاں لڑکا پیدا ہُوا ہے اور میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے لیکن انصار کہتے ہیں کہ ہم تیری کنیت "ابوالقاسم" نہیں ہونے دیں گے اور نہ (تیرا احترام کرکے) تیری آنکھیں ٹھنڈی کریں گے ۔ آپ نے فرمایا : انصار نے بہت اچھا کیا ۔ تم لوگ میرا نام تو رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو کیونکہ قاسم (اللہ کی رحمت تقسیم کرنے والا) صرف میں ہوں ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۷ فرض الخمس : باب ۷ قول اللہ تعالیٰ (فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَهٗ)

۱۳۸۲ــــ حدیث جابر رضی اللہ عنہ : حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہُوا اور اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو ہم نے کہا : ہم تجھے کنیت "ابوالقاسم" نہ رکھنے دیں گے اور نہ تیرا احترام کریں گے ۔ اس نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا : اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۱۰۵ احب الاسماء الی اللہ عزوجل

۱۳۸۳ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا : میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت مت اختیار کرو ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۱ المناقب : باب ۲۰ کنیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بابٌ ۳ : نامناسب نام کو بدل کر اچھا نام رکھنا مستحب ہے

۱۳۸۴ ــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برّہ تھا تو لوگوں نے کہا کہ یہ خود کو نیک پاک سمجھتی ہیں لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا نام زینبؓ رکھ دیا۔

اخرجه البخاری فی : کتابٌ ۷۸ الادب : بابٌ ۱۰۸ تحويل الاسم الى اسم احسن منه

بابٌ ۴ : ملک الاملاک (شہنشاہ) وغیرہ قسم کے نام رکھنا حرام ہے

۱۳۸۵ ــــ حدیث ابو ہریرہ : حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل نام وہ ہے کہ کوئی شخص اپنا نام ملک الاملاک (بادشاہوں کا بادشاہ) رکھ لے۔

اخرجه البخاری فی : کتابٌ ۷۸ الادب : بابٌ ۱۱۴ ابغض الاسماء عند الله

بابٌ ۵ : بچے کو ولادت کے فوراً بعد گھٹی دینا اور کسی نیک انسان کے پاس لے جاکر اس سے گھٹی دلوانا مستحب ہے اور جس دن بچہ پیدا ہو اسی دن اس کا نام رکھ دینا جائز ہے نیز عبد اللہ، ابراہیم وغیرہ یعنی انبیائ کے نام رکھنا مستحب ہے

۱۳۸۶ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بچہ بیمار تھا لیکن حضرت ابو طلحہؓ باہر چلے گئے اور وہ بچہ مر گیا، پھر جب حضرت ابو طلحہؓ واپس گھر آئے اور انھوں نے پوچھا: میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا (ابو طلحہؓ کی بیوی اور حضرت انسؓ کی والدہ) نے کہا: وہ پہلے سے زیادہ پُرسکون ہے پھر حضرت اُم سلیمؓ نے حضرت ابو طلحہؓ کو رات کا کھانا پیش کیا اور انھوں نے کھانا کھایا۔ بعد ازاں ابو طلحہؓ نے اُم سلیمؓ سے صحبت کی۔ جب ابو طلحہؓ فارغ ہو گئے تو حضرت اُم سلیمؓ نے کہا: جاؤ بچے کو دفن کر آؤ۔ صبح کے وقت ابو طلحہؓ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے سارا ماجرا بیان کیا تو آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے رات اپنی بیوی سے صحبت کی تھی؟ ابو طلحہؓ نے عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے دُعا فرمائی: اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما! پھر جب اُم سلیمؓ کے لڑکا ہُوا تو حضرت ابو طلحہؓ نے مجھ سے کہا: ذرا اس کا خیال رکھنا حتیٰ کہ تم اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ! پھر اسے مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر گیا اور اُم سلیمؓ نے اس کے ہمراہ کچھ کھجوریں بھی بھیجی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو لے لیا اور دریافت فرمایا: کیا اس کے ساتھ کوئی چیز بھی لائے ہو؟ کہا: ہاں، کچھ کھجوریں ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے کھجور لے کر اسے چبایا، پھر اپنے مُنہ سے نکال کر بچے کے مُنہ میں ڈالی اور اس طرح اسے گھٹی دی اور اس کا نام "عبد اللہ" رکھا۔

اخرجه البخاری فی : کتابٌ ۷۱ العقیقه : بابٌ ۱ تسمیة المولود غداة يولد لمن لم يعق وتحنيكه

۱۳۸۷ ـــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور چبا کر اس کے مُنہ میں ڈالی (اسے گھٹی دی) اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی اور مجھے واپس دے دیا، یہ بچہ حضرت ابوموسےؓ کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۱ العقیقة: باب ۱ تسمیة المولود غداة یولد لمن لم یعق تحنیکه

۱۳۸۸ ـــــ حدیث اسماء رضی اللہ عنہما: حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ میرے پیٹ میں تھے اور جب میں (ہجرت کی خاطر مکہ سے) نکلی تو پورے دنوں سے تھی اور مدینہ جاتے ہوئے قبا میں قیام کیا تو قبا میں ہی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ پھر میں انھیں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو آپؐ کی گود میں بٹھا دیا پھر آپؐ نے ایک کھجور منگوائی اور چبا کر عبداللہؓ کے مُنہ میں ڈال دی اور اس طرح حضرت عبداللہؓ کے پیٹ میں جو چیز سب سے پہلے گئی وہ رسول کریم ﷺ کا لُعابِ دہن تھا ـــ آپؐ نے انھیں کھجور کی گھٹی دی اور اس کے بعد ان کے لیے دُعا کی اور فرمایا: اے اللہ، اس بچے کو برکت عطا فرما، اور (ہجرت کے بعد مدینہ میں) مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والا یہ پہلا بچہ تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۴۵ هجرة النبی ﷺ واصحابه الی المدینة

۱۳۸۹ ـــــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ابواسید رضی اللہ عنہ کے بیٹے مُنذرؒ جب پیدا ہوئے اور انھیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپؐ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ اس وقت ابواسید (آپؐ کے پاس) بیٹھے ہوئے تھے پھر نبی کریم ﷺ کسی چیز کی طرف جو آپؐ کے سامنے رکھی ہوئی تھی متوجہ ہو گئے یہ دیکھ کر ابواسیدؓ نے اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ کی ران پر سے اٹھا لینے کو کہا (اور وہ اٹھا لیا گیا) بعد ازاں جب نبی کریم ﷺ اس مصروفیت سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ ابواسیدؓ نے کہا: یارسول اللہ، اسے گھر بھجوا دیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ فلاں نام رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں اس کا نام منذر ہے۔ چنانچہ اس دن سے اس کا نام منذر رکھ دیا گیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۰۸ تحویل الاسم الی اسم حسن منه

۱۳۹۰ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا حُسنِ خلق سب انسانوں سے بڑھ کر تھا۔ میرا ایک بھائی تھا جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا۔ اور اس کا دُودھ چھڑایا جا چکا تھا۔ یہ بچہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس آتا آپؐ فرماتے: یا ابا عمیر! ما فعل النغیر؟ "اے ابوعمیر تمھارے سُرخ کا کیا حال ہے"! ابوعمیر کے پاس ایک سُرخ چڑیا تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۱۲ الکنیة للصبی قبل ان یولد للرجل

باب: گھر کے اندر آنے کی اجازت طلب کرنے کا بیان

۱۳۹۱ ــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پریشان اور خوف زدہ ہیں (ہم نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟) کہنے لگے: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی تھی لیکن مجھے اجازت نہیں ملی تو میں واپس آ گیا۔ بعدازاں حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم اندر کیوں نہ آئے؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اجازت طلب کی تھی لیکن مجھے اجازت نہیں دی گئی اس لیے میں واپس چلا گیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اجازت نہ ملے تو اسے چاہیے کہ واپس لوٹ جائے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: خدا کی قسم تم کو اس حدیث کی صحت کے لیے گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ (حضرت ابوموسیٰؓ نے پوچھا) کیا آپ لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو؟ اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا، اس گواہی کے لیے تو تمھارے ساتھ ہم میں سے سب سے کم عمر شخص بھی جا سکتا ہے۔ (ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ) ان میں سب سے چھوٹا میں تھا، لہٰذا میں اُٹھ کر ان کے ساتھ چل پڑا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۱۳ التسلیم والاستیذان ثلاثا

باب ۸: اجازت طلب کرتے وقت اگر پوچھا جائے "کون ہے؟ تو "میں" کہنا مکروہ ہے

۱۳۹۲ ــــ حدیث جابر رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اس قرض کے سلسلہ میں جو میرے والد کے ذمے واجب الادا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آپؐ نے دریافت فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: "میں"۔ آپؐ نے فرمایا: "میں میں" گویا آپؐ کو اس طرح جواب دینا پسند نہیں آیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۱۷ اذا قال من ذا؟ فقال "انا"۔

باب ۹: دوسرے کے گھر کے اندر تاک جھانک کرنا حرام ہے

۱۳۹۳ ــــ حدیث سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانک کر دیکھا، اس وقت آپؐ کے دست مبارک میں ایک پشت خار (لوہے کا کنگھا جس سے سر یا کمر وغیرہ کو کھجایا جاتا ہے) تھا جس سے آپؐ اپنا سر مبارک کھجا رہے تھے چنانچہ جب اس شخص کو آپؐ نے (جھانکتے) دیکھا تو فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں یہ پشت خار تیری آنکھوں میں چبھا دیتا۔ اور آپؐ نے فرمایا: یہ اجازت لینا اسی غرض سے ہے کہ آنکھ بچے (یعنی پوشیدہ چیزیں نہ دیکھے اور گناہ سے بچے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۷ الدیات: باب ۲۳ من اطلع فی بیت قوم ففقؤا عینه فلا دیة له

۱۳۹۴ ــــ حدیث انس بن مالک ﷺ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے حجرہ مُبارک میں جھانک کر دیکھا تو آپؐ ایک تیر یا کئی تیر لے کر اس انداز سے اٹھے ــــ وہ منظر اس وقت بھی میری نظروں میں پھر رہا ہے ــــ کہ گویا آپؐ اس کی بے خبری میں وہ تیر اس کی آنکھ میں چبھو دیں گے ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۹ الاستیذان : باب ۱۱ الاستیذان من اجل البصر

۱۳۹۵ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا : اگر کسی شخص نے تمھاری اجازت کے بغیر تمھارے گھر کے اندر جھانکا اور تم نے اسے کنکر کھینچ مارا جس سے اس کی آنکھ ضائع ہو گئی تو تم پر کوئی گناہ نہیں ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۷ الدیات : باب ۱۵ من اخذ حقه او اقتص دون السُّلطان

کتاب السّلام

سلام کرنے کے آداب و احکام

باب۱: سوار پیدل چلنے والے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں

۱۳۹۶ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۵ تسلیم الراکب علی الماشی

باب۳: مسلمانوں کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک حق دوسرے مسلمان کے سلام کا جواب دینا بھی ہے

۱۳۹۷ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا: مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: ۱۔ سلام کا جواب دینا ۲۔ بحالتِ مرض عیادت کرنا ۳۔ جنازے کے ساتھ جانا۔ ۴۔ دعوت قبول کرنا ۵۔ چھینک کا جواب دینا[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۲ الامر باتباع الجنائز

باب۴: اہلِ کتاب کو سلام میں پہل کرنا منع ہے اور ان کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے

۱۳۹۸ ــــ حدیثِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اہلِ کتاب تمھیں سلام کریں تو تم کہو "وعلیکم" (تم پر بھی)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۲۲ کیف یرد علی اهل الذمة السلام

۱۳۹۹ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] یعنی چھینکنے کے بعد وہ "الحمد للہ" کہے تو اس کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہنا۔

جب تم کو یہودی سلام کریں گے تو یقیناً ان میں سے کوئی شخص کہے گا: "السام علیک" (تم کو موت آئے) تو تم کہو "وعلیک" (تم کو بھی)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۲۲ کیف یرد علی اھل الذمۃ السلام

۱۴۰۰ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی اور ان لوگوں نے کہا: "السام علیک" (آپ کو موت آئے) اور میں نے ان کی شرارت کو سمجھ لیا اور جواباً کہا: "علیکم السام واللعنۃ" (تم کو موت آئے اور تم پر خدا کی لعنت) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا ٹھہرو! (ایسا مت کہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے سنا نہیں ان لوگوں نے کیا کہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے بھی کہہ دیا تھا: "وعلیکم" (یعنی تم پر بھی وہی جو تم نے کہا ہے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۲۲ کیف یرد علی اھل الذمۃ السلام

باب ۵: بچوں کو سلام کرنا مستحسن ہے

۱۴۰۱ — حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بچوں کے قریب سے گزرے تو آپ نے ان کو سلام کیا اور کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۱۵ التسلیم علی الصبیان

باب: عورتوں کو قضائے حاجت کے لیے باہر جانا جائز ہے

۱۴۰۲ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردے کا حکم آجانے کے بعد قضائے حاجت کے لیے باہر نکلیں — آپ بھاری بھرکم جسم کی مالک تھیں اور جس نے آپ کو دیکھا ہو وہ آپ کو (چادر میں بھی) پہچان سکتا تھا — راستے میں آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور کہا: اے سودہ رضی اللہ عنہا! خدا کی قسم! آپ ہم سے نہ چھپ سکیں (ہم نے آپ کو پہچان لیا) اس لیے سوچیں آپ (قضائے حاجت کے لیے) باہر کیسے جائیں گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا یہ بات سن کر واپس لوٹ آئیں، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں رات کا کھانا کھا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی جس پر گوشت چمٹا ہوا تھا اسی وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اندر داخل ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی ضرورت سے باہر گئی تھی تو مجھے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کچھ کہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی۔ بعد ازاں (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے وہ حالت فرو ہوئی تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا — اس وقت بھی وہ ہڈی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تھی اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا نہ تھا — اور فرمایا: لو تم عورتوں کو اجازت مل گئی کہ تم اپنی حوائج ضروریہ کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہو[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: سورۃ الاحزاب: باب ۸ قولہ تعالیٰ (لا تدخلوا بیوت النبی)

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر

باب ۸ : اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا اور اگر وہ گھر میں تنہا ہو تو گھر میں جانا حرام ہے

۱۴۰۳ ـــ حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: حضرت عقبہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس (اگر وہ گھر میں تنہا ہوں) جانے سے خود کو بچاؤ۔ ایک انصاری صحابیؓ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: دیور تو موت (کے مترادف) ہے[2]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۱۱ لا یخلون رجل بامرأة الاذو محرم والدخول علی المغيبة ،

باب ۹ : اگر کوئی شخص عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا ہو اور وہ عورت اس کی بیوی یا محرم ہو تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ دیکھنے والوں کو بتا دے کہ یہ فلاں عورت (یعنی میری بیوی یا بہن وغیرہ) ہے تاکہ بدظنی نہ پیدا ہو۔

۱۴۰۴ ـــ حدیث صفیہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ ــ رمضان کے آخری عشرے میں جب نبی کریم ﷺ مسجد میں بحالتِ اعتکاف تھے ــ میں آپؐ سے ملنے گئی اور کچھ دیر آپؐ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتی رہی۔ پھر جب میں واپس جانے کے لیے اٹھی تو نبی کریم ﷺ بھی میرے ساتھ اٹھے تاکہ مجھے پہنچا دیں حتیٰ کہ جس وقت میں مسجد کے دروازے اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے حجرے کے قریب پہنچی تو دو انصاری (ہمارے قریب سے) گزرے

حاشیہ صفحہ گزشتہ [1] نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت قضائے حاجت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر معمول کے مقام پر جا سکتی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ اس قسم کا حجاب ازواج مطہرات کے لیے مخصوص تھا کہ ان کی ہتھیلیاں اور مُنہ بھی نہ کھلیں اور کپڑے کے اندر سے بھی جسم نظر نہ آئے لیکن ان کو بھی قضائے حاجت کے لیے باہر جانے کی اجازت مل گئی تھی، یہی وجہ ہے کہ جب ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ کے جنازے پر ایک قبہ سا بنا دیا گیا تھا تاکہ آپ کے جسم کا حجم بھی نمایاں نہ ہو۔ مترجم از نووی

[2] "دیور تو موت ہے" سے مراد یہ ہے کہ دیور سے بے تکلفی یا علحدگی میں یکجا ہونا انتہائی خطرناک ہے کیونکہ اس کو گھر میں سب سے زیادہ عمل دخل حاصل ہوتا ہے اور اس کو محارم کی طرح سمجھا جاتا ہے حالانکہ وہ غیر محرم ہے اور موت اس اعتبار سے ہے کہ اس طرز عمل سے یعنی دیور کے ساتھ بے تکلف ہونے یا اس کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے سے دین کی ہلاکت کا خطرہ ہے یا یہ کہ اس طرح ارتکاب زنا کا خطرہ بہت شدید ہے جس کے نتیجے میں حد زنا "رجم" باعث ہلاکت ہے یا اس طرح عورت کو بصورت لعان خاوند سے جدا ہونا پڑے گا اور یہ بھی ہلاکت سے کم نہیں۔ حدیث میں دیور سے مراد خاوند کے باپ اور بیٹوں کے سوا خاوند کے وہ تمام قریبی رشتہ دار ہیں جن سے اس عورت کا نکاح جائز ہے اگر وہ اس مرد کے نکاح میں نہ رہے مثلاً خاوند کے بھائی، بھانجے، بھتیجے وغیرہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اجنبیوں کے مقابلے میں ان رشتہ داروں سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ ان سے بے تکلفی اور بے پردگی زیادہ فتنہ پیدا کرنے کا باعث ہے۔ مرتب

اورانھوں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا: ذرا ٹھہرو! یہ صفیہؓ بنت حیی بن اخطب ہیں۔ وہ دونوں کہنے لگے: سبحان اللہ یارسول اللہ! گویا آپؐ کا یہ کہنا ان پر گراں گزرا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں خون کی مانند گردش کرتا ہے مجھے یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ کہیں وہ تمھارے دلوں میں کوئی شک نہ پیدا کر دے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۳ الاعتکاف: باب ۸ ھل یخرج المعتکف لحوائجہ الی باب المسجد

باب ۱۰: جو شخص محفل میں آئے اسے چاہیے کہ اگر گنجائش ہو تو درمیان میں بیٹھے ورنہ لوگوں کے پیچھے بیٹھ جائے

۱۴۰۵ ــــ حدیث ابو واقد لیثی ؓ: حضرت ابو واقدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ اسی اثنا میں تین شخص آئے ان میں سے دو تو نبی کریم ﷺ کی جانب آ گئے اور ایک چلا گیا ــــ راوی کہتے ہیں کہ یہ دونوں آپؐ کے قریب جا کر ٹھہرے پھر ایک کو حلقہ میں ایک جگہ خلا نظر آیا اور وہ اس خلا میں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا جبکہ تیسرا واپس چلا گیا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو ان تین شخصوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی اور اللہ نے اسے پناہ دے دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے شرما گیا اور رہ گیا تیسرا، سو وہ مُنہ موڑ کر چلا گیا اور اللہ تعالےٰ نے بھی اس سے مُنہ موڑ لیا (ناراض ہو گیا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۸ من قعد حیث ینتھی بہ المجلس

باب ۱۲: کسی شخص کو اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھنا حرام ہے بشرطیکہ وہ جگہ جس پر وہ پہلے سے بیٹھا تھا ایسی ہو جس پر بیٹھنا مباح ہو

۱۴۰۶ ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس جگہ نہ بیٹھے۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۳۱ لایقیم الرجل الرجل من مجلسہ

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ نہی حُرمت کے لیے ہے یعنی جو شخص مسجد یا مجلس وغیرہ میں کسی جگہ پر پہلے بیٹھ جائے وہی اس جگہ کا مستحق ہے اور اس کو اس جگہ سے اٹھانا حرام ہے اور یہ حکم اسی حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن بعض علماء نے اس میں سے اس صورت کو مستثنیٰ کیا ہے کہ کوئی شخص ایسی جگہ بیٹھ گیا ہو جو کسی خاص کام کے لیے معین ہو مثلاً فتویٰ دینے، قرآن پڑھنے یا تعلیم دینے کے لیے وغیرہ، تو اس صورت میں اس کو اٹھانا جائز ہے۔ از نوویؒ مترجم

باب ۱۳: مخنّث اجنبی عورتوں کے پاس نہ جائے

۱۴۰۷ ـــــ حدیث اُم سلمہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے ہاں ایک مخنّث بیٹھا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عبداللہ بن اُمیّہ سے کہتے ہوئے سُنا: "اے عبداللہ! دیکھو، اگر کل تم لوگ اللہ تعالےٰ کے حکم سے طائف فتح کرلو تو بنت غیلان کو ضرور حاصل کرنا وہ (اسقدر پلی ہوئی ہے کہ) جب سامنے سے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں اور جب بیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل پڑتے ہیں[۱]۔ اس کی یہ گفتگو سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آئندہ مخنّث ہرگز تمھارے پاس نہ آئیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۵۶ غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان

باب ۱۴: اجنبی عورت اگر راستہ میں تھک جائے تو اسے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لینا جائز ہے

۱۴۰۸ ـــــ حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما: حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو ان کے پاس سوائے ایک پانی لانے والی اُونٹنی اور ایک گھوڑے کے اور کوئی مال نہ تھا یعنی نہ زمین تھی نہ نقد اور نہ غلام وغیرہ تھے اور نہ کوئی اور چیز تھی لہٰذا گھوڑے کو چارہ بھی میں ہی ڈالتی تھی، پانی بھی میں پلاتی تھی، ڈول کو بھی میں سیتی اور مرمّت کرتی تھی اور آٹا بھی میں ہی گوندھتی تھی لیکن روٹیاں میں اچھی نہ پکا سکتی تھی، اس لیے روٹیاں میری انصار ہمسائیاں پکا دیا کرتی تھیں اور یہ خواتین انتہائی مخلص تھیں اور میں حضرت زبیرؓ کی اس زمین سے جو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالمقطع عطا فرمائی تھی گٹھلیاں اپنے سر پر لاد کر لایا کرتی تھی اور یہ زمین ہمارے گھر سے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ چنانچہ ایک دن میں اپنے سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لارہی تھی کہ راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ آپؐ کے ہمراہ انصار کے کچھ اور لوگ بھی تھے۔ آپؐ نے مجھے بُلایا پھر اخ اخ کہہ کر اپنی اُونٹنی کو بٹھایا تاکہ مجھے اپنے پیچھے بٹھالیں۔ لیکن میں مَردوں کے ساتھ چلنے سے شرما گئی اور مجھے حضرت زبیرؓ اور ان کی غیرت کا خیال آیا کیونکہ وہ بہت زیادہ غیرت مند تھے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات جان لی کہ میں شرما رہی ہوں اور آپؐ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں نے حضرت زبیرؓ سے ذکر کیا کہ مجھے راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے تھے، میں نے سر پر گٹھلیاں اٹھا رکھی تھیں اور آپؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تھی اور آپؐ نے مجھے سوار کرنے کے لیے اپنی اونٹنی بٹھائی تھی لیکن میں شرما گئی اور مجھے آپ کی غیرت مندی کا خیال آگیا، حضرت زبیرؓ کہنے لگے کہ تمھارا گٹھلیاں اٹھانا مجھ پر زیادہ گراں ہے بہ نسبت اس کے کہ تم نبی کریمؐ کے ساتھ سوار ہو کر آجاتیں۔ حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک نوکر بھیج دیا جس نے گھوڑے کا تمام کام سنبھالیا اور گویا اس نے مجھے آزاد کر دیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۰۸ الغیرة

---

[۱] یہ تعریف عرب کے مزاج اور معیارِ حسن کے مطابق ہے، عرب موٹی عورتوں کو پسند کرتے تھے۔

باب ۱۵ : دو آدمیوں کا تیسرے کی رضامندی کے بغیر باہم سرگوشی کرنا حرام ہے

۱۴۰۹ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تین شخص ہوں تو ان میں سے دو شخص تیسرے کو نظر انداز کر کے آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان : باب ۴۵ لایتناجی اثنان دون الثالث

۱۴۱۰ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اگر تین افراد ہوں تو ان میں سے دو شخص تیسرے کو نظر انداز کر کے آپس میں سرگوشی نہ کریں حتیٰ کہ اور لوگ تم سے آملیں۔ یہ احتیاط اس لیے ضروری ہے کہ اس طرح اسے رنج ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان : باب ۴۷ اذا کانوا اکثر من ثلاثۃ فلا بأس بالمسارۃ والمناجاۃ

ابواب الطب

باب ۱۶ : بیماریاں، ان کے علاج اور جھاڑ پھونک کا بیان

۱۴۱۱ ــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نظر لگنا برحق ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب : باب ۳۶ العین حق

باب ۱۷ : جادو کا بیان

۱۴۱۲ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپؐ کی یہ کیفیت تھی کہ آپؐ کو گمان گزرتا کہ آپؐ ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے جا چکے ہیں حالانکہ نہ گئے ہوتے (حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی) سفیانؒ کہتے ہیں کہ اگر کسی کی یہ حالت ہو جائے تو یہ سخت ترین جادو ہے (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ) پھر آپؐ نے فرمایا: اے عائشہؓ! تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مشکل کا حل بتا دیا جس کے متعلق میں نے اس سے دریافت کیا تھا۔ میرے پاس (بحالتِ خواب) دو شخص آئے، ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کی جانب، پھر اس شخص نے جو سرہانے بیٹھا تھا دوسرے سے پوچھا کہ اس شخص کو کیا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا: اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لبید بن اعصم نے (یہ شخص بنی زریق میں سے تھا اور یہودیوں کا حلیف اور منافق تھا)۔ پہلے نے پھر پوچھا: یہ جادو کا ہے میں کیا ہے؟ کہا: کنگھی اور کنگھی سے جھڑے ہوئے بالوں میں۔ اس نے پوچھا: کہاں کیا ہے؟ نر کھجور کی بالی کے غلاف میں رکھ کر بیر ذروان کے پتھر کے نیچے دبا دیا ہے۔ حضرت عائشہؓ

بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے تا کہ اس جادُو کو نکلوائیں اور فرمایا : یہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس کنوئیں کا پانی مہندی کے زلال کی مانند (سُرخ) ہو گیا تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت ایسے تھے جیسے شیطانوں کے سر ہوں پھر آپؐ کے حکم سے وہ جادو اس میں سے نکلوایا گیا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپؐ نے نشرہ (جادو کا توڑ) کیوں نہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا: بخدا! جب اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی تو میں پسند نہیں کرتا کہ کسی شخص پر بُرائی کے ساتھ حملہ آور ہوں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۶ الطب : باب ۴۹ هل یستخرج السحر

باب ۱۸ : زہر کا بیان

۱۴۱۳ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس بکری کا زہر آلود گوشت لے کر آئی اور آپؐ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ بعد ازاں اس عورت کو (گرفتار کر کے) آپؐ کے پاس لایا گیا اور کسی نے کہا: کیا آپؐ اسے قتل نہیں کرائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں میں اس زہر کا اثر ہمیشہ آپؐ کے حلق کے کوّے میں دیکھتا رہا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۱ الهبة : باب ۲۸ قبول الهدیة من المشرکین

باب ۱۹ : بیمار پر دم جھاڑ کرنا مستحب ہے

۱۴۱۴ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا آپؐ کے پاس کوئی مریض لایا جاتا تو آپؐ فرماتے : أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقِيمًا۔

"اے انسانوں کے آقا اور مالک تکلیف دور کر دے۔ شفا عطا فرما، کہ تو ہی شفا دینے والا ہے شفا صرف تیری ہی شفا ہے ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری مطلقاً باقی نہ رہے۔"

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۵ المرضیٰ : باب ۲۰ دعاء العائد للمریض

باب ۲۰ مریض پر معوّذات پڑھ کر دم کرنا

۱۴۱۵ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوّذات (قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر خود پر دم کیا کرتے تھے، پھر جب آپؐ کی علالت نے شدّت اختیار کر لی تو یہ معوّذات میں پڑھ کر آپؐ کے دستِ مبارک پر دم کر کے آپؐ کے جسم اطہر پر آپؐ ہی کا دستِ مبارک برکت کی توقع میں پھیرا کرتی تھی۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۶ فضائل القرآن : باب ۱۴ المعوّذات

باب ۲۱: نظر لگنے، مرض نملہ اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کے کاٹے کے لیے دم کرنا مستحب ہے

۱۴۱۶ ـــــ (حدیث عائشہ ﷺ): اسود بن یزیدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے زہریلے کیڑے مکوڑوں کے کاٹے پر دم کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ہر زہریلے کیڑے کے ڈسنے پر پڑھ کر دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۳۷ رقیۃ الحیۃ والعقرب

۱۴۱۷ ـــــ حدیث عائشہ ﷺ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھ کر مریض پر دم کیا کرتے تھے: بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفٰى سَقِيْمُنَا، بِاِذْنِ رَبِّنَا. (اللہ کے نام سے، ہمارے ملک کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ، اس سے شفا پائیگا ہمارا بیمار، ہمارے رب کے حکم سے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۳۸ رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۱۸ ـــــ حدیث عائشہ ﷺ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا۔ یا حضرت عائشہؓ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اگر نظر بد لگ جائے تو اس پر کچھ پڑھ کر دم کیا جائے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۳۵ رقیۃ العین

۱۴۱۹ ـــــ حدیث اُم سلمۃ ﷺ: اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کے منہ پر چھائیاں تھیں تو آپؐ نے فرمایا: اس پر پڑھ کر دم کرو کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۳۵ رقیۃ العین

باب ۲۳: قرآن مجید یا کوئی اور دعا پڑھ کر علاج کرنے کا معاوضہ لینا جائز ہے

۱۴۲۰ ـــــ حدیث ابوسعید ﷺ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت ایک سفر پر روانہ ہوئی اور عرب کے کسی قبیلے کے پاس جاکر ٹھہری اور اہل قبیلہ سے انھوں نے چاہا کہ وہ (حسب دستور) ان کی ضیافت کریں لیکن قبیلے والوں نے ضیافت دینے سے انکار کر دیا۔ پھر اس قبیلہ کے سردار کو (سانپ یا بچھو نے) ڈس لیا اور انھوں نے اس کے علاج کے سلسلہ میں ہر قسم کی بھاگ دوڑ کی لیکن اسے ذرا بھی فائدہ نہ ہوا تو ان میں سے کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ اگر تم ان لوگوں سے جاکر پوچھو جو یہاں آکر ٹھہرے ہیں تو بہت ممکن ہے ان میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہو (جس سے سردار کا علاج ہو سکے) چنانچہ وہ لوگ صحابہ کرامؓ کی اس جماعت کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو یا سانپ نے ڈس لیا ہے اور ہم نے ہر قسم کا علاج کرکے دیکھ لیا لیکن اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا تو

کیا تم میں سے کسی کے پاس (اس کے علاج کے سلسلہ میں) کوئی چیز ہے؟ ان میں سے ایک شخص نے کہا: ہاں خدا کی قسم! ہے، مَیں اس پر دم کرسکتا ہوں لیکن بخدا! ہم نے تم سے ضیافت طلب کی تھی لیکن تم نے ہماری ضیافت نہ کی، اس لیے میں اس وقت تک اس پر دم اور علاج نہیں کروں گا جب تک تم کوئی معاوضہ مقرر نہیں کرو گے۔ بالآخر بکریوں کا ایک گلہ بطور معاوضہ دینے پر فیصلہ ہوگیا اور وہ شخص ان کے ساتھ چلا گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کرتا رہا اور اس کا اثر ایسا ہُوا کہ گویا اس شخص کے تمام بندھن کھل گئے اور اٹھ کر چلنے لگا اور اس پر تکلیف کا ذرا بھی اثر باقی نہ رہا۔ راوی کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے طے شدہ معاوضہ پورا پورا ادا کر دیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ اسے آپس میں تقسیم کرلیا جائے لیکن جس نے دم جھاڑ کیا تھا وہ کہنے لگا: اسے اس وقت تک تقسیم نہ کرو جب تک ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نہ پہنچ جائیں اور آپؐ کو سارا واقعہ نہ سنا دیں، پھر دیکھیں گے آپؐ کیا فیصلہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: تم کو کیسے معلوم ہُوا کہ سورۂ فاتحہ دم جھاڑ کا کام بھی دیتی ہے۔ پھر فرمایا: تم نے ٹھیک کیا، ان بکریوں کو تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ اس میں میرا بھی حصہ رکھو۔ یہ فرما کر آپؐ اظہارِ مسرت کے طور پر مسکرائے صلی اللہ علیہ وسلم۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۷ الاجارہ: باب ۱۶ ما یعطی فی الرقیۃ علی احیاء العرب بفاتحۃ الکتاب

باب ۲۶: ہر بیماری کی دوا ہے اور علاج کرنا مستحسن کام ہے

۱۴۲۱ ـــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اگر تمھاری دواؤں اور علاج الامراض کی تدبیروں میں سے کسی دوا اور تدبیر میں بھلائی ہے تو وہ یہ ہیں ۱۔ نشتر سے پچھنے لگانا ۲۔ شہد کا پینا ۳۔ اور آگ سے داغ دینا۔ لیکن میں داغ کو پسند نہیں کرتا[۱]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۴ الدواء بالعسل

۱۴۲۲ ـــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اس کام کی اُجرت دی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۷ الاجارۃ: باب ۱۸ خراج الحجام

۱۴۲۳ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پچھنے لگوایا کرتے تھے (اور اس

---

[۱] نووی نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اطباء کے نقطۂ نگاہ سے عجیب و غریب طبی نکتہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ بیماریاں امتلاء اخلاط کی بنا پر ہوتی ہیں یعنی یا تو جوشش خون کی وجہ سے ہوتی ہیں یا صفراوی، سوداوی اور بلغمی امتلا کی بنا پر۔ اگر امتلاء دم باعث مرض ہو تو اس کا علاج پچھنے لگانا یا کسی اور طریقے سے خون نکالنا ہے مثلاً فصد یا جونک وغیرہ سے اور اگر دیگر تینوں اخلاط میں سے کوئی خلط وجہ مرض ہو تو اس کا علاج مسہل ہے اور اسہال کے لیے شہد پانی میں ملا کر یا دیگر کسی مناسب ملین دوا کے ساتھ استعمال کرنا بہترین تدبیر ہے اور اگر کسی بیماری میں ان تدابیر میں سے کوئی تدبیر کارگر نہ ہو تو علاج کی آخری صورت آگ سے داغ دینا ہے لیکن اسے آپؐ نے ناپسند فرمایا ہے۔

مترجم و مرتب

خدمت کی اُجرت عطا فرمایا کرتے تھے کیونکہ آپؐ کسی مزدور کی مزدوری نہ رکھتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۷ الاجارة : باب ۱۸ خراج الحجام

۱۴۲۴ ـــــ حدیث ابن عمرؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بُخار نارِ جہنم کے کھولنے کے اثر سے ہے اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق : باب ۱۰ صفة النار وانها مخلوقة

۱۴۲۵ ـــــ حدیث اسماء بنتِ ابی بکرؓ: حضرت اسماءؓ کے پاس جب کوئی عورت بخار کی حالت میں لائی جاتی تاکہ آپ اس کے لیے دعا کریں تو آپ پانی لے کر اس کے گریبان میں ڈالتی تھیں اور کہتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب : باب ۲۸ الحمی من فیح جهنم

۱۴۲۶ ـــــ حدیث رافع بن خدیجؓ: حضرت رافعؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: بخار نارِ جہنم کے کھولنے کے اثر سے ہے لہٰذا اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب : باب ۲۸ الحمی من فیح جهنم

باب ۲۷: مریض کے مُنہ میں زبردستی دوا ڈالنا مکروہ ہے

۱۴۲۷ ـــــ حدیث عائشہؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار تھے ہم نے آپ کے دہن مبارک میں دوا ڈالی تو آپؐ نے اشارے سے منع فرمایا کہ اس طرح دوا مت ڈالو لیکن ہم نے خیال کیا کہ جس طرح ہر مریض دوا کو ناپسند کرتا ہے آپؐ بھی ناپسندیدگی کی وجہ سے منع فرما رہے ہیں۔ پھر جب آپؐ کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا: کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ اس طرح دوا نہ پلاؤ؟ ہم نے عرض کیا: ہمارا خیال تھا کہ آپؐ کا منع فرمانا ایسا ہی ہے جیسے ہر مریض دوا سے نفرت کرتا ہے اور منع کرتا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: (اب تمہاری سزا یہ ہے کہ) گھر میں جتنے لوگ ہیں سب کے مُنہ میں دوا ڈالی جائے سوائے حضرت عباسؓ کے، کیونکہ وہ اس وقت موجود نہ تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی : باب ۸۳ مرض النبی ﷺ ووفاته

باب ۲۸: عودِ ہندی یعنی کُست (قسط شریں) سے علاج کا بیان

ـــــ حدیث اُم قیس بنتِ محصنؓ: حضرت اُم قیسؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے ایک چھوٹے لڑکے کو جس نے ابھی اناج کھانا شروع نہیں کیا تھا لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؐ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا اور اس نے آپؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا لہٰذا آپؐ نے پانی منگوایا اور اس کپڑے پر

چھڑک دیا اور دھویا نہیں[1]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴ الوضوء : باب ۵۹ بول الصبیان

۱۴۲۹ ــــ حدیث اُم قیس بن محصن رضی اللہ عنہا : حضرت اُم قیس روایت کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: تم پر لازم ہے کہ عُود ہندی (قسط) استعمال کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ عذرہ (گلے کی سوجن) کے مرض میں اس کو ناک میں چڑھایا جائے اور ذات الجنب (نمونیہ) میں پلایا جائے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۶ الطب : باب ۱۰ السعوط بالقسط الهندی البحری وهو الکست

باب ۲۹: حبّة السّودا کو بطور دوا استعمال کرنے کا بیان

۱۴۳۰ ــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: حبة السوداء "(کالا دانہ" کلونجی یا کالی زیری) موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے شفا بخش ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۶ الطب : باب ۷ الحبة السوداء

باب ۳۰: "تلبینہ" بیمار کے دل کو سکون بخشتا ہے

۱۴۳۱ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہ کے متعلق روایت ہے کہ جب آپ کے رشتہ داروں میں کوئی شخص مرجاتا اور اس موقع پر عورتیں جمع ہوتیں تو ان کے چلے جانے کے بعد جب صرف اہل خانہ اور خاص خاص عورتیں باقی رہ جاتیں، آپ ایک پتھر کی ہنڈیا میں تلبینہ[2] تیار کرنے کا حکم دیتیں چنانچہ وہ پکایا جاتا پھر ثرید تیار کیا جاتا اور تلبینہ ثرید کے اوپر ڈال دیا جاتا پھر آپ موجود خواتین سے فرماتیں: کھاؤ کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: تلبینہ مریض کے دل کو سکون بخشتا ہے اور رنج و غم میں کمی کر دیتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۰ الاطعمة : باب ۲۴ التلبینه

باب ۳۱: شہد کے ذریعہ سے علاجِ امراض

۱۴۳۲ ــــ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ : حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت

---

[1] بظاہر یہ حدیث عنوان باب سے مطابقت نہیں رکھتی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث اور اس سے اگلی حدیث جس کا نمبر شمار ۱۴۲۹ ہے دونوں ایک ہی حدیث کے دو حصے ہیں لیکن امام بخاری نے ان کو الگ الگ بابوں میں درج کیا ہے یعنی حدیث نمبر ۱۴۲۸ کو کتاب الوضوء میں اور نمبر ۱۴۲۹ کو کتاب الطب میں اور چونکہ مرتب اللؤلؤ والمرجان نے اپنی کتاب میں متن احادیث صحیح بخاری سے لیا ہے اس لیے امام بخاری کے تتبع میں حدیث کے دونوں حصوں کو جُدا جُدا درج کیا ہے جبکہ صحیح مسلم میں یہ ایک ہی مقام پر کتاب السلام میں پوری درج ہے۔ مترجم

[2] تلبینہ ایک قسم کا حریرہ ہے جو آٹے کی بھوسی یا آٹے اور میدے وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے اور کبھی کبھی اس میں (باقی اگلے صفحہ پر)

میں حاضر ہُوا اور اس نے عرض کیا: میرے بھائی کے پیٹ میں تکلیف ہے (دست آرہے ہیں)، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ وہ شخص دوبارہ حاضر ہُوا (اور اس نے کہا کہ اسے افاقہ نہیں ہُوا) آپؐ نے پھر فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ پھر سہ بارہ آیا، آپؐ نے پھر یہی فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ اس نے چوتھی مرتبہ آکر عرض کیا: میں نے اسے شہد پلایا تھا لیکن اسے افاقہ نہیں ہُوا) آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے اسے شہد پلاؤ۔ چنانچہ اس نے جاکر اسے پھر شہد پلایا اور وہ تندرست ہوگیا[۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۴ الدواء بالعسل

باب ۳۲: طاعون، بدشگونی لینے اور کہانت کا بیان

۱۴۳۳ــــ حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ: حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طاعون عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر، یا آپؐ نے فرمایا: ان لوگوں پر جو تم سے پہلے ہوگزرے ہیں، نازل کیا گیا تھا لہٰذا جب تم سُنو کہ کسی علاقے میں طاعون پھیلی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس علاقے میں طاعون پھیل جائے جہاں تم رہتے ہو تو اس سے بھاگنے کے لیے وہاں سے نہ نکلو۔ (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) وہاں سے اس خیال سے نہ نکلو کہ گویا تم طاعون سے بھاگنا چاہتے ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابو الیمان

۱۴۳۴ــــ حدیث عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام جانے کے لیے نکلے حتیٰ کہ آپ جب مقام سَرغ میں پہنچے تو آپ سے سرداران لشکر یعنی حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح اور ان کے ساتھی آکر ملے اور انھوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ سرزمینِ شام میں وبا پھیلی ہُوئی ہے۔ ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرامؓ میں سے مہاجرین اوّلین کو میرے پاس بُلایا جائے۔ چنانچہ ان کو بُلایا گیا اور آپ نے ان کو بتایا کہ شام کے علاقے میں وبا پھیلی ہوئی ہے اور ان سے مشورہ کیا (کہ اندریں صورت کیا کیا جائے) انھوں نے مختلف آراء پیش کیں۔ بعض نے کہا کہ آپ ایک کام کی خاطر نکلے تھے اور ہمارے خیال میں اس کو مکمل کیے بغیر آپ کا لوٹ جانا مناسب نہیں، بعض نے کہا کہ آپ کے ساتھ باقی لوگ اور صحابہ کرام بھی ہیں اور ہمارے خیال میں ان سب کو اس وبا کے علاقے میں لے جانا مناسب نہیں، ان

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: شہد بھی شامل کرلیتے ہیں۔ اور چونکہ اس کا رنگ دُودھ کی مانند ہوتا ہے اس لیے "تلبینہ" کہتے ہیں۔ اور ثرید اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ شوربے میں روٹی توڑ کر ڈالتے ہیں اور اسی میں گوشت دال سبزی وغیرہ شامل کرلی جاتی ہے۔ مترجم و مرتبؒ

[۱] شہد میں بالخاصیت شفا ہے خود قرآن مجید میں اسے شفاء للنّاس فرمایا گیا ہے۔ شہد اگرچہ مسہل ہے لیکن جب اسہال مادی ہوں تو ان کا علاج اسہال ہی سے کیا جاتا ہے اور شہد یہ کام بخوبی کرتا ہے اسی لیے شہد پلانے سے پہلے اسہال میں اضافہ ہوا اور بالآخر جب مواد ختم ہوگیا تو دست موقوف ہوگئے۔ یہ علاج طب کے عین مطابق ہے اور جو شخص اس پر اعتراض کرتا ہے وہ نہ صرف جاہل اور بے شعور ہے بلکہ ملحد ہے۔ از نوویؒ۔ مترجم

کے اس اختلاف کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ لوگ تشریف لے جائیں۔ پھر کہا کہ انصار کو بلایا جائے چنانچہ میں ان کو بلا کر لایا اور آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا تو ان میں بھی اختلاف رائے ہو گیا اور وہی کچھ انھوں نے بھی کہا جو مہاجرین نے کہا تھا، تو حضرت عمرؓ نے ان سے بھی یہی کہا کہ آپ لوگ تشریف لے جائیں۔ پھر فرمایا کہ یہاں جو قریش کے مشائخ فتح کے بعد ہجرت کر کے آنے والوں میں سے موجود ہوں انھیں بلایا جائے چنانچہ میں ان کو بلا کر لایا تو ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف رائے نہ کیا اور سب نے کہا کہ ہمارے خیال میں آپ سب کے ساتھ واپس چلے جائیں۔ لوگوں کو اس وباء کے علاقے میں لے کر نہیں جانا چاہیے۔ بالآخر حضرت عمرؓ نے منادی کرا دی کہ میں کل صبح سوار ہو جاؤں گا اور باقی سب لوگ بھی بوقت صبح جانے کیلئے تیار ہو کر آ گئے (اس موقع پر) حضرت ابو عبیدۃؓ بن الجراح نے کہا: کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر جا رہے ہیں؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابو عبیدہؓ کاش یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی، ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تقدیر کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے بتاؤ کہ اگر تمھارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک ایسی وادی میں اتر جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز و شاداب اور دوسرا خشک بنجر، تو کیا یہ صحیح نہیں کہ تم اگر اپنے اونٹوں کو سرسبز حصے میں چراؤ گے تو اللہ کی تقدیر سے چراؤ گے اور اگر بنجر حصے میں چراؤ گے تو بھی اللہ کی تقدیر سے چراؤ گے؟ عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ واپس آ گئے جو اپنے کسی کام کی وجہ سے غیر حاضر تھے اور انھوں نے کہا: میرے پاس اس مسئلہ کے سلسلہ میں علم (حدیث) ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وباء پھوٹ پڑی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس علاقے میں طاعون پھوٹ نکلے جس میں تم رہتے ہو تو اس وباء سے بھاگنے کے خیال سے وہاں سے نہ نکلو۔ یہ حدیث سن کر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور لوٹ گئے۔

اخرجه البخاری فی: ۷۶ کتاب الطب: ۳۰ باب ما یذکر فی الطاعون

باب۳۳: چھوت، بدشگونی، ہامہ، صفر، ستاروں کے مؤثر ہونے کا عقیدہ رکھنا اور بھوت پریت کا تصوّر سب لغو اور باطل ہیں البتّہ بیمار کو تندرست کے ساتھ نہ رکھا جائے

۱۴۳۵ ــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو چھوت چھات کا وہم درست ہے اور نہ "صفر" اور "ہامہ" کی کوئی حقیقت ہے۔ یہ سن کر ایک اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! تو آخر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ میرے اونٹ ریگستان میں ایسے صاف ستھرے ہوتے ہیں جیسے ہرن، پھر ایک خارش والا اونٹ آ کر ان میں داخل ہو جاتا ہے اور سب کو خارش لگ جاتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ چھوت

کی وجہ سے ہی ہے تو پہلے اُونٹ کو کس کی چھوت لگی تھی؟[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۲۵ لاصفر وھوداء یاخذ البطن

۱۴۳۶ —— حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے پاس لا کر نہ رکھا جائے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۵۳ لاھامۃ

باب ۳۴: بدشگونی اور نیک شگون لینا اور منحوس چیزوں کا بیان

۱۴۳۷ —— حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ چھوت چھات ہے اور نہ بُرا شگون لینا جائز ہے البتہ فال[2] (نیک شگون) لینا مجھے پسند ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: فال کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: پاکیزہ کلمہ (اچھی بات)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۵۴ لاعدویٰ

۱۴۳۸ —— حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: شگونِ بد نہیں لینا چاہیے اور بہترین شگون "فال" ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا: فال کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کوئی اچھی بات جو کوئی شخص سُنتا ہے (اور اس سے اچھا شگون لیتا ہے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۴۳ الطیرۃ

۱۴۳۹ —— حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو چھوت چھات ہے اور نہ شگون بد لینا درست ہے، اور نحوست تین چیزوں میں ہو سکتی ہے، عورت، گھر اور چوپایہ میں[3]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۴۳ الطیرۃ

---

[1] چھوت کے بارے میں اہلِ جاہلیت کا عقیدہ یہ تھا کہ ایک شخص یا جانور کی چھوت دوسرے کو از خود لگ جاتی ہے وہ مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے تھے۔ حدیث میں اسی عقیدے کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ "صفر" پیٹ کی ایک بیماری ہے جس کے متعلق مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ مریض کے پیٹ میں ایک جانور گھس جاتا ہے جو بھوک کے وقت خوب ہیجان پیدا کرتا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات مریض ہلاک ہو جاتا ہے اور ان کا خیال تھا کہ یہ مرض خارش سے بھی زیادہ متعدّی ہے۔ "ہامہ" سے مراد عرب جاہلیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مرنے والے کی رُوح کسی پرندے میں داخل ہو جاتی ہے اور دوسرے معنیٰ یہ ہیں کہ اہل عرب ہامہ یعنی اُلّو کو منحوس خیال کرتے تھے اور ان کا توہم تھا کہ یہ پرندہ اگر کسی کے گھر پر آ بیٹھے تو یہ اس کی موت کی پیشگوئی ہے اور یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔ مرتبؒ

[2] اچانک کوئی اچھی بات یا مناسبِ موقع کلمہ کلام سن کر اس سے مثبت نتیجہ اخذ کرنا ہی فال ہے اور یہ جائز ہے۔ مترجم

[3] چھوت سے مُراد یہ ہے کہ جس طرح طبیب اور ڈاکٹر خیال کرتے ہیں کہ جذام، برص، چیچک، خسرہ، منہ گند، آنکھ دکھنا اور وبائی امراض ایک سے دوسرے کو لگ جاتے ہیں اس حدیث میں اس وہم کا ابطال کیا گیا ہے اکثر علماء کا یہی خیال ہے کہ جو مفہوم حدیث کے الفاظ سے بظاہر سمجھ میں آ رہا ہے وہی مراد ہے —— بدشگونی سے مُراد وہ منفی توہمات ہیں جو بالعموم ہندوؤں (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۴۴۰ـــــ حدیث سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی میں نحوست کا ہونا ممکن ہے تو وہ عورت، گھوڑا اور مکان ہیں[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۴۷ مایذکر من شئوم الفرس

باب ۳۷: سانپ وغیرہ کو ہلاک کرنے کا بیان

۱۴۴۱ـــــ حدیث ابن عمر و ابولبابہ رضی اللہ عنہم: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سانپوں کو ہلاک کر دو، بالخصوص ان سانپوں کو جن پر دو دھاریاں ہوتی ہیں اور دُم بریدہ سانپوں کو ضرور ہلاک کرو کیونکہ یہ اندھا کر دیتے ہیں اور ان (کے خوف) سے حمل گر سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک سانپ کو ڈھونڈ رہا تھا تاکہ اسے ہلاک کروں تو مجھے حضرت ابولبابہؓ نے آواز دی کہ اسے نہ ہلاک کرنا۔ میں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے سانپوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے۔ ابولبابہؓ نے کہا: بعد میں آپؐ نے گھر میں رہنے والے سانپوں کو جنھیں عوامر کہا جاتا ہے مارنے سے منع فرما دیا تھا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے: مجھے ابولبابہؓ یا زید بن خطابؓ نے دیکھا اور مارنے سے منع کیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۴ قول اللہ تعالیٰ:
(وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ)

۱۴۴۲ـــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک غار میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ "والمرسلات" نازل ہوئی اور ہم نے یہ سورۃ آپؐ کی زبان مبارک سے سیکھی۔ ابھی آپؐ یہ سورۃ تلاوت فرما ہی رہے تھے کہ ایک سانپ نکل آیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے مار دو۔ عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے مارنے کے لیے جھپٹے لیکن وہ ہم سے تیز نکلا (اور بھاگ گیا) تو آپؐ نے فرمایا: وہ تمھارے شر سے بچ گیا اور تم اس کے شر سے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: سورۃ والمرسلات: باب ۱ حدثنی محمود

حاشیہ صفحہ گزشتہ: کے اثر سے ہماری خواتین میں رواج پا گئے ہیں مثلاً یہ کہ اگر بلی راستہ کاٹ جائے تو کام نہیں ہوتا کسی کے چھینکنے سے نحوست پھیلتی ہے وغیرہ۔ یہ سب باطل توہمات ہیں جن پر اعتقاد رکھنا مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

نحوست کا مفہوم یہ ہے کہ عورت اگر اس کے بچہ نہ ہو یا زبان دراز ہو تو منحوس ہے، گھر اگر تنگ ہو یا ہمسائے اچھے نہ ہوں تو منحوس ہے اور گھوڑا وغیرہ اگر میدانِ جہاد میں استعمال نہ کیا جائے تو وہ منحوس ہے۔ مرتبؒ

[1] حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کو منحوس خیال کرنا ایک غلط بات ہے کیونکہ اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی، اور ظاہر ہے یہ منحوس نہیں ہوتیں اس لیے کوئی چیز منحوس نہیں۔ مرتبؒ

باب ۳۸ : گرگٹ کا مارنا مستحب ہے

۱۴۴۳ــــ حدیث اُم شریک ؓ : حضرت اُم شریک ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے گرگٹ (چھپکلی وغیرہ) کے مارنے کا حکم دیا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۵ خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال

۱۴۴۴ــــ حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گرگٹ کو فویسق (موذی شریر) ضرور فرمایا لیکن میں نے آپ ﷺ کو اس کے مارنے کا حکم دیتے نہیں سُنا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۸ جزاء الصید: مایقتل المحرم من الدواب

باب ۳۹ : چیونٹیوں کو مارنے کی ممانعت

۱۴۴۵ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: ایک چیونٹی نے کسی نبی کے کاٹ کھایا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کی پوری بستی کو جلا دیا گیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی: ایک چیونٹی نے تمھیں کاٹا لیکن تم نے (انتقاماً) ایک پوری اُمت کو جلا دیا حالانکہ یہ اُمت اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۱۵۳ حدثنا یحییٰ

باب ۴۰ : بلّی کو ہلاک کرنا حرام ہے

۱۴۴۶ــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ : حضرت عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک عورت کو بلّی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اس عورت نے بلی کو قید کر دیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئی اور وہ عورت اس جُرم کی بنا پر جہنّم میں گئی' اس عورت نے جب سے اسے قید کیا تھا نہ اسے کچھ کھلایا پلایا اور نہ اسے آزاد کیا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا سکتی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابوالیمان

باب ۴۱ : غیر مُوذی جانوروں کو کھلانے اور پانی پلانے کا ثواب

۱۴۴۷ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کہیں جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی چنانچہ اس نے ایک کنوئیں میں اتر کر پانی پیا اور باہر نکل آیا اچانک اسے ایک کُتا نظر آیا جو ہانپ رہا تھا، اس کی زبان باہر نکلی ہُوئی تھی اور پیاس کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا، تو اس شخص نے سوچا کہ اس

کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہوگا جو میرا تھا لہٰذا اس نے (کنوئیں میں اُتر کر) اپنا موزہ پانی سے بھرا، اسے مُنہ میں پکڑ کر باہر نکلا اور کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو قبول فرمالیا اور اسے بخش دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسُولُ اللہ! کیا جانوروں کو کھلانے پلانے کا بھی ہمیں اجر ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر تر جگر والے (ذی حیات) کو کھلانے پلانے کا ثواب ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۲ المساقات: باب ۹ فضل سقی الماء

۱۴۴۸ ــــ حدیث ابوہریرہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک پیاسا کتا جو پیاس کی وجہ سے قریب المرگ تھا، ایک کنوئیں کے گرد چکر کاٹ رہا تھا کہ اسے بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت (کنجری) نے دیکھا اور اپنا موزہ اتار کر اس میں اسے پانی پلایا۔ اس کی اس نیکی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ بخش دیے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابوالیمان

کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا

بول چال اور لفظوں کے استعمال کے آداب

باب ۱ : زمانے کو گالی دینے کی ممانعت

۱۴۴۹ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ فرماتا ہے : بنی آدم مجھے تکلیف دیتے ہیں (اس طرح) کہ زمانے کو گالی دیتے ہیں جبکہ زمانہ میں خود ہوں، تمام امور کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے مَیں ہی دن اور رات کا الٹ پھیر کرتا ہوں[۱]۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۴۵ سورۃ الجاثیہ : باب ۱ وَمایُھلکنا الا الدھر

باب ۲ : انگور کو "کرم" کہنا مکروہ ہے

۱۴۵۰ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ انگور کی بیل کو کرم کہتے ہیں حالانکہ کرم تو صرف مومن کا قلب[۲] ہے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۱۰۲ قول النبی ﷺ انما الکرم قلب المومن

باب ۳ : عبد و اَمۃ اور مولیٰ و سیّد وغیرہ الفاظ بولنے کے بارے میں احکام

۱۴۵۱ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کو (اپنے غلام سے) یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اپنے رب (مالک) کو کھانا کھلاؤ یا اپنے رب کو وضو کراؤ یا اپنے رب کو پانی پلاؤ بلکہ کہنا چاہیے : اپنے "سیّد" یا "مولیٰ" (آقا) کو (کھلاؤ، وضو کراؤ یا پانی پلاؤ وغیرہ) بعینہٖ کوئی شخص (اپنے غلام اور لونڈی کو) عبدی اور امتی نہ کہے بلکہ "میرے لڑکے" "میری لڑکی" یا "میرے خادم" کہنا چاہیے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۴۹ العتق : باب ۱۷ کراھیۃ التطاول علی الرقیق

---

[۱] جن باتوں کی بنا پر زمانے کو بُرا کہا جاتا ہے چونکہ وہ باتیں مَیں سرانجام دیتا ہوں اس لیے زمانے کی طرف منسوب کی گئی بُرائی کا ہدف درحقیقت میں ہوا۔ مترجم

[۲] اہلِ عرب انگور، انگور کی بیل اور انگوری شراب کو "کرم" کہتے تھے۔ کرم کے معنیٰ ہیں بزرگی، عزت اور مہربانی وغیرہ۔ ان کا خیال تھا کہ شراب پینے سے انسان میں بھی کرم پیدا ہو جاتا ہے لیکن جب شراب کی حُرمت نازل ہوئی تو اس کو کرم کہنا معیوب قرار دے دیا گیا۔ مترجم از نووی

باب۴: یہ کہنا کہ "میرا نفس خبیث ہوگیا" مکروہ ہے

۱۴۵۲۔۔۔۔۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ہے بلکہ (اسی معنیٰ کو ادا کرنے کے لیے کوئی اور لفظ استعمال کرنا چاہیے مثلاً) کہے: "لقست نفسی" (معنی تقریباً ایک ہی ہیں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب الادب: باب لا یقل خبثت نفسی

۱۴۵۳۔۔۔۔۔ حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کو اس طرح نہیں کہنا چاہیے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ہے بلکہ کہنا چاہیے: "لقست نفسی" (معنی ایک ہی ہیں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب الادب: باب لا یقل خبثت نفسی

کتابُ الشعْر

۱۴۵۴ ــــ حدیثِ ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے: الا کل شیءٍ ما خلا اللہِ باطلٌ "اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے"، اور امیۃ بن الصلت بھی قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے (یعنی اپنے اشعار میں توحید کے مضامین بیان کرنے کے باوجود اسے مسلمان ہونے کی توفیق نہ ملی)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۹۰ مایجوز من الشعر والرجز والحداء ومایکره منه

۱۴۵۵ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے (جو اس کو اندر ہی اندر کھا جائے) اس سے کہیں بہتر ہے کہ کوئی شخص اپنے باطن کو شعر سے بھر لے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۹۲ مایکره ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصده عن ذکر اللہ والعلم والقرآن

کتاب الرؤیا

خواب اور تعبیر خواب کا بیان

۱۴۵۶ــــ حدیث ابوقتادہ ﷺ: حضرت ابوقتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور بدخوابی شیطان کی طرف سے، لہذا اگر کسی کو خواب میں کوئی ناپسندیدہ چیز نظر آئے تو اسے چاہیے کہ بیدار ہوتے ہی تین مرتبہ تھو تھو کرے اور شیطان اور اس کی شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے تو اس خواب سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۶ الطب: باب ۳۹ النفث فی الرقیة

۱۴۵۷ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب زمانہ معتدل ہوتا ہے (یعنی دن اور رات برابر ہوتے ہیں اور موسم خوشگوار ہوتا ہے) تو مومن کا خواب اکثر جھوٹا نہیں ہوتا[1] اور نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز مومن کا خواب بھی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۱ التعبیر: باب ۲۶ القید فی المنام

۱۴۵۸ــــ حدیث عبادہ بن صامت ﷺ: حضرت عبادہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۱ التعبیر: باب ۴ الرؤیا الصالحة جزء من ستة واربعین جزأً من النبوة

۱۴۵۹ــــ حدیث انس ﷺ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب چھیالیس اجزائے نبوت میں سے ایک جز ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۱ التعبیر: باب ۱۰ من رأی النبی ﷺ فی المنام

۱۴۶۰ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۱ التعبیر: باب ۴ الرؤیا الصالحة جزء من ستة واربعین جزأً من النبوة

---

[1] دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ قرب قیامت میں مومن کے خواب اکثر جھوٹے نہیں ہوں گے۔ مترجم

باب ۱ : نبی کریم ﷺ کا ارشاد : جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے فی الحقیقت مجھے ہی دیکھا

۱۴۶۱ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا : جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بحالتِ بیداری بھی دیکھے گا (یعنی بروز قیامت۔ اور پہچان لے گا) کیوں کہ شیطان میری شکل میں نمودار نہیں ہو سکتا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹۱ التعبیر : باب ۱۰ من رأی النبی ﷺ فی المنام

باب ۳ : خوابوں کی تعبیر کا بیان

۱۴۶۲ — حدیث ابن عباس ؓ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا : میں نے خواب میں گزشتہ رات دیکھا کہ ایک بدلی ہے اور اس میں سے گھی اور شہد قطرہ قطرہ ٹپک رہا ہے اور لوگ اس کو اپنے چلوؤں میں بھر رہے ہیں، کچھ لوگوں نے زیادہ لیا اور کچھ نے کم۔ پھر میں نے دیکھا کہ زمین سے آسمان تک ایک رسی لٹک رہی ہے، پھر میں دیکھتا ہوں کہ آپؐ نے اس رسی کو پکڑا اور اس کے ذریعہ سے آسمان پر پہنچ گئے پھر آپ کے بعد ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اس کی مدد سے آسمان پر پہنچ گیا، پھر ایک اور شخص نے وہ رسی تھامی اور وہ بھی اوپر پہنچ گیا۔ بعد ازاں ایک اور شخص نے پکڑی تو وہ رسی کٹ گئی لیکن پھر جُڑ گئی۔ یہ خواب سن کر حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا : یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! مجھے اجازت دیجیے کہ اس خواب کی تعبیر میں بیان کروں۔ آپؐ نے فرمایا: بیان کرو۔ حضرت صدیقؓ نے کہا : وہ بدلی جو اس شخص نے خواب میں دیکھی اس سے مراد دینِ اسلام ہے اور اس بدلی میں سے جو گھی اور شہد ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے گویا قرآن کی شیرینی ٹپک رہی ہے۔ اب کچھ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن زیادہ سیکھا اور کچھ نے کم حاصل کیا، اور یہ جو رسی آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے یہ وہ حق و صداقت ہے جس پر آپؐ قائم ہیں، اور اسی حق کو مضبوط تھام لینے سے اللہ تعالیٰ آپؐ کو بلندیوں تک پہنچائے گا۔ آپؐ کے بعد ایک اور شخص اس رسی کو تھامے گا اور وہ بھی اس کی مدد سے بلندیوں تک پہنچ جائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس رسی کو پکڑے گا اور وہ بھی بلندیوں پر پہنچ جائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس رسی کو پکڑے گا لیکن اس کے ہاتھوں میں رسی ٹوٹ جائے گی لیکن پھر جُڑ جائے گی اور وُہ بھی بلندی پر پہنچ جائے گا — یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! مجھے بتائیے کہ میں نے تعبیر درست بیان کی ہے یا اس خواب کی تعبیر میں غلطی کی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : کچھ درست ہے اور کچھ میں تم سے غلطی ہوئی ہے۔ حضرت صدیقؓ نے عرض کیا : آپؐ کو خدا کی قسم! آپؐ مجھے بتائیں کہ میں نے کیا کیا غلط تعبیر کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا : قسم مت دلاؤ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹۱ التعبیر : باب ۴۷ من لم یر الرؤیا لاول عابر اذا لم یصب

باب ۴: نبی کریم ﷺ کے خواب

۱۴۶۳ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ اسی اثناء میں میرے پاس دو شخص آئے جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے چھوٹے کو مسواک دی تو مجھ سے کہا گیا: بڑے کو دیجیے۔ چنانچہ میں نے وہ مسواک بڑے کو دے دی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۷۴ دفع السواک الی الاکبر

۱۴۶۴ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں تو مجھے خیال گزرا کہ وہ مقام یمامہ یا ہجر ہوگا لیکن درحقیقت وہ مدینہ یعنی یثرب تھا اور مجھے اپنے اسی خواب میں نظر آیا کہ میں نے ایک تلوار ہلائی اور وہ درمیان میں سے ٹوٹ گئی، یہ دراصل وہ مصیبت تھی جو احد کے دن مسلمانوں پر آئی۔ پھر میں نے وہی تلوار دوبارہ ہلائی تو وہ پہلے سے بھی زیادہ بہتر حالت میں ہوگئی۔ اور یہ وہ فتح تھی جو اللہ تعالیٰ نے (بعد ازاں) عطا فرمائی اور مسلمان متحد و مجتمع ہوگئے اور میں نے خواب میں گائیں دیکھیں اور اللّٰہ خیرٌ (سنا) یہ گائیں تو مسلمانوں میں سے وہ لوگ تھے جو احد کے دن شہید ہوئے اور "خیر" سے وہ خیر و ثواب مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو بدر کے بعد سے اب تک عطا فرمایا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوة فی الاسلام

۱۴۶۵ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب (مدینہ میں) آیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر محمدؐ اپنے بعد مجھے اپنا نائب مقرر کر دیں تو میں آپؐ کی اطاعت کرنے کو تیار ہوں۔ مسیلمہ اپنے ساتھ اپنی قوم کے بہت سے افراد لایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اس وقت آپؐ کے ہمراہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے اور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں لکڑی کا ایک ٹکڑا تھا، آپؐ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: اے مسیلمہ تو اگر مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھ کو نہ دوں گا (چہ جائیکہ نیابت و خلافت) اور تیرے بارے میں جو اللہ کا حکم ہے معاملہ اس سے تجاوز نہیں کرےگا اگر تو نے مجھ سے روگردانی کی تو اللہ تعالےٰ تجھے ہلاک کر دے گا اور میں تو تجھے ویسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسا تو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اور یہ (حضرت) ثابتؓ بن قیس تجھے میری طرف سے جواب دے گا۔ یہ فرما کر آپؐ واپس تشریف لے گئے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کا کیا مفہوم تھا کہ "میں تجھے ویسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسا تو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۷۰ وفد بنی حنیفة

۱۴۶۶ــــ (حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ): حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگھن ہیں، انھیں

دیکھ کر مجھے رنج ہُوا تو اللہ تعالےٰ نے مجھے بذریعہ وحی ان پر پھونکنے کا حکم دیا اور میں نے ان پر پھُونکا تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ ان سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد خروج کریں گے ایک ابوالاسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔[1]

اخرجه البخاري في : كتاب ٦٤ المغازي : باب ٧٠ وفد بني حنيفة

۱۴۶۷ ــــ حدیث سمرۃ بن جندب ﷺ : حضرت سمرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے : کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ؟ راوی بیان کرتے ہیں، تو جس کے بارے میں اللہ نے چاہا ہوتا وہ اپنا خواب آپؐ سے بیان کرتا پھر ایک دن صبح کے وقت آپؐ نے فرمایا : آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے اور انھوں نے مجھے نیند سے بیدار کر کے کھڑا کیا اور کہا : چلئے ۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ چل پڑا اور ہم ایک شخص کے پاس پہنچے جو لیٹا ہُوا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کے قریب پتھر اٹھائے کھڑا تھا۔ اچانک میں دیکھتا ہوں کہ اس شخص نے وہ پتھر اس کے سر پر دے مارا، جس سے اس کا سر پھٹ جاتا ہے۔ جب وہ پتھر لڑھک کر دُور چلا جاتا تو وہ شخص اس کے پیچھے جاتا اور اسے اُٹھا لیتا ، لیکن وہ ابھی واپس نہ آتا کہ اس کا سر پھر پہلے کی مانند صحیح وسالم ہو جاتا اور وہ شخص پھر دوبارہ وہی پتھر اس کے سر پر دے مارتا جیسے پہلے مارا تھا۔ میں نے یہ دیکھ کر تعجّب سے ان سے پوچھا : سبحان اللہ ! یہ دونوں شخص کون ہیں اور ان کا معاملہ کیا ہے ؟

ان دونوں (فرشتوں) نے مجھ سے کہا : آگے چلیے ۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں : ہم پھر آگے چل پڑتے ہیں اور ایک شخص کے پاس پہنچتے ہیں جو گدی کے بل چت لیٹا ہُوا ہے اور ایک دوسرا شخص لوہے کا ایک آنکڑا لیکر اس کے سر پر کھڑا ہے اور وہ آنکڑا اس شخص کے چہرے کے ایک جانب میں گاڑ کر اس کے ایک گال ایک نتھنے اور ایک آنکھ کو گدی تک چیر ڈالتا ہے، پھر وہ اس شخص کے چہرے کی دُوسری جانب کی طرف مُڑتا ہے اور اس حصہ کو بھی اسی طرح چیر دیتا ہے لیکن ابھی وہ چہرے کی اس جانب سے فارغ بھی نہیں ہو پاتا کہ دوسری جانب پھر پہلے کی مانند صحیح سالم ہو جاتی ہے اور وہ شخص اس کے ساتھ پھر وہی عمل دہراتا ہے جو پہلے کیا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے حیرت سے پوچھا : سبحان اللہ ! یہ دونوں شخص کون ہیں اور یہ ان کا معاملہ کیا ہے ؟

ان دونوں نے کہا : آگے چلیے ۔ چنانچہ ہم چل پڑے اور ایک تنور نما چیز پر پہنچے تو وہاں کچھ شور اور مختلف آوازیں سنائی دیں، آپؐ فرماتے ہیں کہ ہم نے جھانک کر دیکھا تو اس میں کچھ مرد اور کچھ عورتیں برہنہ نظر آئے جن کے نیچے کی جانب سے ان کے پاس آگ کی ایک لپٹ آتی تھی جب یہ لپٹ آتی تو یہ لوگ چیخنے چلانے لگتے ــــ میں نے پوچھا : یہ کون لوگ ہیں اور ان کا کیا معاملہ ہے ؟

ان دونوں نے کہا : آگے چلیے آگے چلیے ۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ پھر ہم اور آگے چل پڑے اور ایک نہر پر پہنچے جو بالکل خون کی مانند سُرخ رنگ تھی اور نہر کے اندر

---

[1] ابوالاسود عنسی نے یمن کے شہر صنعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی نبوّت کا دعویٰ کیا تھا اور اسی زمانہ میں ہی قتل ہو گیا تھا مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا یہ شخص آپؐ کی نبوّت میں شراکت کا دعویٰ بھی کرتا تھا گویا بظاہر آپؐ کی دعوت کا منکر نہ تھا۔ یہ شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہُوا۔ مترجم - از نوویؒ

ایک شخص تیر رہا ہے اور اس نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے جس کے پاس بہت سے پتھر جمع ہیں۔ جب وہ تیرنے والا شخص تیر کر اس شخص کے پاس پہنچتا۔۔۔ جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے تو اس کے آگے اپنا مُنہ کھول دیتا اور وہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا اور وہ تیرتا ہوا چلا جاتا پھر دوبارہ لوٹ کر واپس آتا جیسے پہلے آیا تھا اور اس کے آگے اپنا منہ کھولتا اور وہ اس کے منہ میں پھر ایک پتھر ڈال دیتا۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا: یہ دونوں شخص کون ہیں اور ان کا کیا معاملہ ہے؟

انھوں نے کہا: چلو آگے چلو۔

چنانچہ ہم پھر چل پڑے تو ایک شخص کے پاس پہنچے جو اتنا کریہہ المنظر تھا جتنا زیادہ کریہہ المنظر کوئی تم دیکھ سکتے ہو اور اس کے قریب آگ تھی جسے وہ دہکا رہا تھا اور اس کے گرد طواف کر رہا تھا۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون ہے اور کیا کر رہا ہے؟

انھوں نے کہا: آگے چلیے مزید آگے چلیے!

چنانچہ ہم مزید آگے بڑھے اور ایک باغ میں پہنچے جس میں گھنا سبزہ تھا اور اس میں موسم بہار کے ہر طرح کے پھُول کھلے ہُوئے تھے اور اس باغ کے وسط میں ایک شخص تھا جس کا قد اس قدر طویل تھا کہ میں اس کے سر کو جو آسمان تک چلا گیا تھا دیکھنے سے قاصر تھا اور اس کے ارد گرد اتنے بچے موجود تھے کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔۔۔ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے پوچھا: یہ شخص کون ہے اور یہ بچے کیسے ہیں؟

انھوں نے کہا: آگے اور آگے چلیے۔

ہم آگے بڑھے تو ایک باغ میں پہنچے جس سے بڑا اور خوبصورت باغ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ان دونوں نے مجھ سے کہا: اُوپر تشریف لے جائیے۔

نبی کریم ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ ہم اس باغ میں چڑھتے چلے گئے حتیٰ کہ ایک شہر میں جا پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں کا بنا ہُوا تھا، ہم اس شہر کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا جو کھول دیا گیا اور ہم اندر گئے تو وہاں ہمیں ایسے لوگ نظر آئے جن کا نصف جسم تو اس قدر خوبصورت تھا جتنا زیادہ سے زیادہ خوبصُورت ہونا ممکن ہے اور نصف بدن اتنا بدصورت تھا جس قدر زیادہ سے زیادہ بدصورت ہو سکتا ہے۔

ان دونوں شخصوں نے ان لوگوں سے کہا: جاؤ اس نہر میں اتر جاؤ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اور ہمارے سامنے عرض میں ایک نہر بہہ رہی تھی جس کا پانی خالص دُودھ کی مانند سفید تھا۔ چنانچہ یہ لوگ جا کر اس نہر میں اُتر گئے اور پھر نکل کر ہمارے پاس لوٹ آئے اور ان کی ساری بدصورتی جاتی رہی اور وہ بہت ہی خوبصورت شکل والے ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا: یہ جنّت عدن ہے اور یہی آپ کی قیام گاہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر میں نے اُوپر کی جانب اپنی نگاہ اٹھائی تو مجھے ایک محل نظر آیا جو ابر کی مانند بالکل سفید تھا۔ انھوں نے کہا: یہ آپ کا محل ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے ان دونوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو برکت عطا فرمائے مجھے

اس محل کے اندر جانے کی اجازت دو۔ وہ کہنے لگے : ابھی نہیں البتہ آپؐ اس میں ضرور داخل ہوں گے۔

میں نے ان دونوں سے کہا کہ آج رات بھر میں نے جو عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں ان کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کیا تھیں؟

وہ کہنے لگے : لیجیے ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں۔

وہ پہلا شخص جس کے پاس آپ پہنچے تھے جس کا سر پتھر سے پھوڑا جا رہا تھا، وہ ایسا شخص تھا جس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا اور فرض نمازوں سے لاپروائی برتتا تھا، اور وہ شخص جس کے پاس آپؐ گئے تھے جس کا جبڑا گدی تک چیرا جا رہا تھا اور اس کا نتھنا بھی اور آنکھ بھی گدی تک چیری جا رہی تھی یہ ایسا شخص تھا جو صبح صبح اپنے گھر سے نکل کر ایسی جھوٹی افواہیں گھڑتا تھا جو پوری دنیا میں پھیل جاتی تھیں۔ اور وہ برہنہ مرد اور عورتیں جو تنور میں دیکھی تھیں وہ زناکار مرد اور زانی عورتیں تھیں، اور وہ شخص جو نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر کا لقمہ کھا رہا تھا وہ سُود خوار تھا۔ اور وہ بدصورت شخص جو آپؐ کو آگ کے قریب نظر آیا جو آگ دہکا رہا تھا اور اس کے اردگرد چکر کاٹ رہا تھا وہ دوزخ کا داروغہ مالک تھا۔ اور وہ طویل القامت شخص جو آپؐ کو باغ میں نظر آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور وہ بچے جو آپؐ نے ان کے اردگرد دیکھے وہ ایسے بچے تھے جو دین فطرت (اسلام) پر مرے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا : یارسول اللہ! مشرکوں کے بچے کہاں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا : مشرکوں کے بچے بھی وہیں ہوں گے۔

اور وہ لوگ جن کا نصف جسم خوبصورت اور نصف بدصورت تھا، یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے کچھ نیک اعمال کیے اور ان کے ساتھ بُرے اعمال خلط ملط کر دیے لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرما دیا۔

اخرجه البخاري في : كتاب ۹۱ التعبير : باب ۴۸ تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح

کتاب الفضائل

باب۳: رسول اللہ ﷺ کے معجزات

۱۴۶۸ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حالت میں خود دیکھا ہے کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور لوگ وضو کے لیے پانی کی تلاش میں تھے لیکن انھیں پانی نہیں مل رہا تھا پھر نبی کریم ﷺ کے وضو کے لیے پانی لایا گیا تو آپؐ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ وضو کریں۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا حتیٰ کہ سب لوگوں نے اول سے لے کر آخر تک اس پانی سے وضو کر لیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۳۲ التماس الناس الوضوء اذا حانت الصلاة

۱۴۶۹ ـــــ حدیث ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ: حضرت ابو حمیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے جب آپؐ وادئ قریٰ میں پہنچے تو ایک باغ میں ایک عورت نظر آئی۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: اس کے پھل کا اندازہ لگاؤ۔ اور خود آپؐ نے اس کے پھل کا اندازہ دس وسق لگایا اور اس عورت سے فرمایا: اس باغ کا جو پھل اترے اس کا حساب رکھنا، پھر جب ہم تبوک پہنچے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: آج رات سخت آندھی چلے گی تو تم میں سے کوئی شخص اٹھ کر کھڑا نہ ہو اور جس کے ساتھ اونٹ ہو وہ اسے باندھ کر رکھے۔ چنانچہ ہم نے اپنے اونٹوں کو باندھ دیا اور اس قدر شدید آندھی آئی کہ ایک شخص اٹھا تو اسے آندھی نے اٹھا کر طی پہاڑ پر پھینک دیا۔ اور اسی موقع پر ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو بطور تحفہ ایک سفید خچر بھیجا اور آپؐ نے اسے چادر بطور خلعت عطا فرمائی اور اس کے ملک کی حکومت کا پروانہ اسے عطا فرما دیا۔

پھر جب ہم وادی قریٰ میں واپس پہنچے تو آپؐ نے اس عورت سے دریافت فرمایا: تیرے باغ کا پھل کتنا ہوا تھا اس نے بتایا کہ دس وسق پیداوار اتری تھی یعنی نبی کریم ﷺ نے جو اندازہ لگایا تھا اسی کے مطابق۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں مدینہ جلدی پہنچنا چاہتا ہوں تم میں سے جس کا ارادہ جلدی جانے کا ہو وہ فوراً میرے ہمراہ چل پڑے۔

پھر جب مدینہ منورہ نظر آنے لگا تو آپؐ نے فرمایا: یہ طابہ ہے۔ پھر جب آپؐ نے کوہ احد کو دیکھا تو فرمایا: یہ پہاڑی ہم سے محبت کرتی ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تم کو انصار کے سب سے بہتر گھروں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ضرور یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا: سب سے بہتر گھر بنی نجار کے ہیں، پھر

بنی عبدالاشہل کے، پھر بنی ساعدہ کے یا آپؐ نے فرمایا: بنی حارث بن خزرج کے اور انصار کے سب گھروں میں بھلائی اور خیر موجود ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۵۴ خرص التمر

(راوی بیان کرتے ہیں) پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہم سے آکر ملے تو حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گھروں کی بہتری بیان کی تو ہم کو سب سے آخر میں رکھا۔ یہ سن کر حضرت سعدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! انصار کے گھروں کی فضیلت بیان کی گئی تو ہم کو سب سے آخر میں رکھا گیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا تمھارے لیے اتنا کافی نہیں ہے کہ تم بھی بہترین لوگوں میں شامل ہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ المناقب الانصار: باب ۷ فضل دور الانصار

باب ۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا آپؐ کو لوگوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھنا

۱۴۷۰ ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ نجد میں شرکت کی۔ جب سخت گرمی کا وقت ہُوا تو آپؐ ایک ایسی وادی میں اترے جس میں عضاہ (ایک کانٹے دار بڑا درخت) کے درخت بہت تھے تو آپؐ نے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا اور اس کے سایہ میں آرام فرمانے لگے، اور آپؐ نے اپنی تلوار اس درخت کے ساتھ لٹکا دی، باقی لوگ بھی بکھر کر مختلف درختوں کے سایے میں آرام کرنے لگے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ ہمیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی، چنانچہ ہم نبی کریمؐ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے رُوبرو ایک بدوی بیٹھا ہے آپؐ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ یہ شخص آیا اور اس نے میری تلوار سونت لی، جب میں بیدار ہُوا تو یہ شخص میرے سر پر ننگی تلوار سونتے کھڑا تھا، اس نے مجھ سے پوچھا: تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ یہ سُن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی پھر بیٹھ گیا اور وہ شخص یہ ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کوئی سزا نہیں دی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۲ غزوۃ المصطلق من خزاعۃ

باب ۵: اس علم وہدایت کی مثال جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے

۱۴۷۱ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالےٰ نے جو ہدایت اور علم دے کر مجھے بھیجا ہے اس کی مثال گھنی بارش کی سی ہے جو زمین پر برستی ہے تو کوئی زمین تو اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے جو پانی کو جذب کر لیتی ہے اور اس میں وافر چارہ اور سبزہ اگتا ہے اور کوئی زمین سخت ہوتی ہے جو پانی کو روک لیتی ہے اور اللہ اس پانی سے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے کہ وہ اسے پیتے ہیں اور کھیتی باڑی کے کام میں لاتے ہیں۔ اور یہی بارش ایسی زمین پر بھی برستی ہے جو سپاٹ اور چکنی ہوتی ہے نہ تو پانی کو روک کر جمع کرتی ہے اور نہ اس میں چارہ

اگتا ہے۔ وہ (پہلی دو) مثالیں تو اس شخص کی ہیں جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس کو اس علم نے جو اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے نفع پہنچایا، اس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو علم سکھایا اور یہ (تیسری) مثال اس شخص کی ہے جس نے اپنے غرور وتکبر کی وجہ سے اس طرف توجہ ہی نہیں دی اور اللہ کی اس ہدایت کو جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے قبول نہیں کیا۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۲۰ فضل من علم وعلّم

باب ۶: نبی کریم ﷺ کی اپنی اُمت کے لیے شفقت اور نقصان دہ چیزوں سے اپنے امتیوں کو ڈرانے اور بچانے کا بیان

۱۴۷۲— حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا، میری اور (میری اُمت کے) لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آگ روشن کرتا ہے اور جب اس کے چاروں طرف روشنی پھیل جاتی ہے اور پتنگے پروانے جو آگ میں گرا کرتے ہیں آآ کر اس آگ میں گرنے لگتے ہیں تو وہ شخص ان کو کھینچتا اور روکتا ہے لیکن وہ نہیں رُکتے اور آگ میں گر جاتے ہیں بعینہٖ میں تم کو تمھاری کمر پکڑ کر جہنم کی آگ میں گرنے سے روکتا ہوں، لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ جہنم میں گرے جاتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۲۶ الانتہاء عن المعاصی

باب: نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا بیان

۱۴۷۳— حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا جسے بہترین صورت میں تعمیر کیا اور سجایا بنایا لیکن ایک پہلو میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی اور لوگ اس مکان کے ارد گرد پھرتے ہیں اور اسے دیکھ کر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی! تو میں دراصل وہ اینٹ ہوں اور اسی لحاظ سے خاتم النبیین ہوں۔[2]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۱۸ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ زمین کی تین قسمیں ہیں اور اسی طرح انسانوں کی بھی تین قسمیں ہیں پہلی وہ جس پر بارش ہوتی ہے تو وہ زندہ ہو جاتی ہے اور گھاس سبزہ اور پھل وغیرہ اگاتی ہے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے علم دین حاصل کیا، اسے محفوظ رکھا پھر خود بھی اس پر عمل کیا۔ اور دوسروں کو بھی سکھایا جس سے انھوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔

دوسری قسم، وہ زمین ہے جو خود تو سبزہ نہیں اگاتی لیکن پانی کو روک کر جمع کر لیتی ہے اس سے انسانوں اور جانوروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جو علم دین حاصل کرتا ہے لیکن اس میں اتنا فہم اور تفقہ نہیں ہوتا کہ اس سے استنباط مسائل کر سکے تاہم لوگ اس سے دین کی باتیں سن کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

تیسری قسم، وہ زمین ہے جو چکنی اور صاف چٹیل میدان کی مانند ہو جس پر نہ سبزہ اگتا ہو اور نہ اس میں پانی رکتا ہو یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے دین کی طرف مطلقاً توجہ نہ دی اس نے نہ تو علم دین کو یاد رکھا اور نہ اس سے کسی نے کچھ سیکھا۔ مرتبؒ۔ [2] اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں

۱۴۷۴ ـــــ حدیث جابر بن عبد اللہ ؓ : حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے ایک گھر بنایا، اسے مکمل کیا اور بہت خوبصورت تعمیر کیا لیکن ایک اینٹ کی جگہ باقی رہنے دی اب لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں اور حیران ہو کر کہتے ہیں کہ اگر یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی تو مکان مکمل ہو جاتا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۱ المناقب : باب ۱۸ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۹ : حوض کوثر کا ثبوت اور اس کے اوصاف

۱۴۷۵ ـــــ حدیث جندب ؓ : حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا : میں حوض (کوثر) پر تم سب سے پہلے پہنچا ہوا ہوں گا (اور اس پر تمہارا استقبال کروں گا)۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۳ فی الحوض وقول اللہ تعالٰی
(انا اعطیناك الکوثر)

۱۴۷۶ ـــــ حدیث سہل بن سعد ؓ : حضرت سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : میں حوض (کوثر) پر تم سب سے پہلے پہنچ کر وہاں تمہارا استقبال کروں گا اور جو شخص میرے پاس آئے گا وہ اس میں سے پیئے گا اور جو پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی اور کچھ لوگ میرے سامنے وارد ہونگے جنھیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے اس کے باوجود انھیں میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۳ فی الحوض وقول اللہ تعالٰی
(انا اعطیناك الکوثر)

۱۴۷۷ ـــــ حدیث ابو سعید خدری ؓ : مذکورہ بالا حدیث حضرت ابو سعید نے بھی روایت کی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے :

انھیں دیکھ کر میں کہوں گا : یہ لوگ تو میرے (اُمتی) ہیں۔ تو مجھے بتایا جائے گا : آپؐ کو نہیں معلوم، ان لوگوں نے آپؐ کے بعد کیا کچھ کیا (یعنی کیا کیا بدعتیں پیدا کیں یا دین سے پھر گئے) تو میں کہوں گا : دفع دُور ـــ ! وہ جنھوں نے میرے بعد دین میں تغیر کیا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۳ فی الحوض وقول اللہ تعالٰی
(انا اعطیناك الکوثر)

بقیہ صفحہ گزشتہ ـــــــــــ

ؐ اس حدیث میں انبیاء اور ان کی لائی ہوئی ہدایت وتعلیم کو ایک محل سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی بنیادیں بہت مضبوط تیار کی گئیں اور اس کی عمارت بہت عالی شان بنائی گئی لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تو اس اینٹ کی مثال جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سی ہے جو مکارم اخلاق کی تتمیم واکمال کے لیے بھیجے گئے ہیں اور نبوت کے عالی شان محل میں گویا آخری اینٹ لگا دی گئی۔ اب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مرتب

۱۴۷۸ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو ؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا حوض ایک مہینہ کی راہ کے برابر طویل ہوگا (یعنی اگر کوئی اس کے کنارے کنارے چلے تو ایک ماہ تک چلتا رہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشگوار ہوگی اور اس پر جو آبخورے رکھے ہوں گے وہ اپنی کثرتِ تعداد کی بنا پر آسمان کے ستاروں کا منظر پیش کریں گے جو شخص اس حوض سے ایک مرتبہ پانی پی لے گا وہ پھر کبھی پیاس محسوس نہیں کریگا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۳ فی الحوض وقول الله تعالی (انا اعطيناك الكوثر)

۱۴۷۹ــــ حدیث اسماء بنت ابی بکر ؓ: حضرت اسماءؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حوض پر موجود ہوں گا اور تم میں سے ہر آنے والے کو دیکھوں گا، اور کچھ لوگوں کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے لوگ ہیں، میرے اُمتی ہیں۔ تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپؐ کو معلوم ہے ان لوگوں نے آپؐ کے بعد کیا کیا تھا؟ بخدا! یہ لوگ آپؐ کے بعد ہمیشہ جاہلیت کی طرف واپس لوٹنے کی کوشش کرتے رہے (ان تمام بدعات کو جو زمانہ جاہلیت میں مُروّج تھیں پھر سے اسلام میں رائج کرنے کی کوشش کرتے رہے) یہ حدیث بیان کرکے حضرت ابو ملیکہؒ (جو حضرت اسماء سے اس حدیث کے راوی ہیں) کہا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں کہ ہم پھر اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پھر جائیں اور اپنے دین کے معاملہ میں فتنہ میں مُبتلا ہوں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۳ فی الحوض وقول الله تعالی (انا اعطيناك الكوثر)

۱۴۸۰ــــ حدیث عقبہ بن عامر ؓ: حضرت عقبہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احد کے شہداء پر آٹھ سال کے بعد اس انداز سے نماز (جنازہ) پڑھی جیسے آپؐ زندہ لوگوں کو اور جن کا انتقال ہو چکا ہے سب کو الوداع کہہ رہے ہوں۔ پھر آپؐ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تمھارے آگے بطورِ پیش رُو اور میرِ قافلہ جا رہا ہوں اور میں تم پر گواہ اور نگراں ہوں اور اب تم سے میری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی اور میں یہاں کھڑا ہوا بھی اسے (حوض کو) دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم سے اب اس بات کا تو خطرہ نہیں کہ تم مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمھارے بارے میں اس دنیا سے خطرہ ہے کہ کہیں تم اس کی رغبت و محبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۴ المغازی : باب ۱۷ غزوة احد

۱۴۸۱ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حوض کوثر پر میں تم سے پہلے پہنچا ہوا ہوں گا اور وہاں تمھارا استقبال کروں گا۔ اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے جائیں گے پھر ان کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ تو کہا جائے گا: آپؐ کو نہیں معلوم ان لوگوں نے آپؐ کے بعد دین میں کیا کیا نئی نئی باتیں پیدا کر لی تھیں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۳ فی الحوض وقول الله تعالی (انا اعطيناك الكوثر)

۱۴۸۲ ـــ حدیثِ حارثہ بن وہب ؓ: حضرت حارثہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو حوضِ کوثر کا ذکر فرماتے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: حوضِ کوثر کا طُول اس قدر ہوگا جتنا فاصلہ مدینہ اور صنعاءِ یمن کے درمیان ہے۔

۱۴۸۳ ـــ تو حضرت حارثہؓ سے حضرت مستوردؓ نے کہا: کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو برتنوں کا ذکر فرماتے نہیں سنا؟ حضرت حارثہؓ نے کہا: نہیں۔ حضرت مستوردؓ نے کہا: (آپؐ نے فرمایا تھا): تم کو حوض پر برتن ستاروں کی مانند نظر آئیں گے (یعنی تعداد میں اس قدر زیادہ اور ان کا منظر بھی اتنا حسین ہوگا جیسے آسمان پر ستارے)۔

اخرجہما البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۳ فی الحوض وقول اللہ تعالیٰ (انا اعطیناك الكوثر)

۱۴۸۴ ـــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے سامنے ایک حوض ہوگا جس (کے دونوں کناروں) کا فاصلہ اتنا ہوگا جتنا جربا اور اذرح کے درمیان[1] ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۳ فی الحوض وقول اللہ تعالیٰ (انا اعطیناك الكوثر)

۱۴۸۵ ـــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو اس طرح دور ہٹاؤں (دھتکاروں) گا جس طرح اجنبی اونٹ کو حوض پر سے دُور ہٹایا جاتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۲ المساقاۃ: باب ۱۰ من رأی ان صاحب الحوض والقربۃ احق بمائہ

۱۴۸۶ ـــ حدیث انس بن مالک ؓ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا فاصلہ ایلہ سے صنعاءِ[2] یمن کا ہے اور اس پر اتنے برتن ہوں گے جتنے آسمان پر ستارے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۳ فی الحوض وقول اللہ تعالیٰ: (انا اعطیناك الكوثر)

۱۴۸۷ ـــ حدیث انس بن مالک ؓ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے اور میں انھیں پہچان بھی لوں گا لیکن پھر انھیں میرے پاس سے کھینچ کر دُور ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ کہا جائے گا: آپؐ کو نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے آپؐ کے بعد کیا کیا بدعتیں پیدا کی تھیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۳ فی الحوض وقول اللہ تعالیٰ: (انا اعطیناك الكوثر)

---

[1] قسطلانیؒ نے لکھا ہے کہ جربا اور اذرح دونوں شام کے شہر ہیں اور ان کے درمیان تین راتوں کی مسافت کے برابر فاصلہ ہے۔ مرتبؒ

[2] ایلہ شام کا مشہور شہر ہے یہ شہر آج کل بے آباد ہے اور صنعاء یمن کا مشہور شہر ہے۔ مرتبؒ

باب۱۰: غزوۂ احد کے دن جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنگ لڑنا

۱۴۸۸ ــــــ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد کے دن دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو شخص ہیں جو آپؐ کی مدافعت میں کافروں سے جنگ کر رہے ہیں ــــــ انھوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور بڑی شدت سے لڑائی میں مصروف تھے ان دونوں شخصوں کو میں نے نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۱۸ (اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا)

باب۱۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور جنگ کے لیے آپؐ کی پیش قدمی کا بیان

۱۴۸۹ ــــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حسین شکل و صورت والے اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک رات اہلِ مدینہ ڈر گئے اور اس آواز کی طرف جانے کے لیے نکلے (جس سے ڈرے تھے) لیکن ان کا استقبال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ آپؐ اس وقت تک پوری بات کا پتہ لگا چکے تھے اور آپؐ ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے جس پر کاٹھی بھی نہ تھی اور آپؐ نے اپنے کندھے سے تلوار لٹکا رکھی تھی اور فرما رہے تھے: نہ ڈرو، خوف کی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اس گھوڑے کو میں نے تیز رفتاری میں سمندر کی مانند پایا ــــــ یا یہ گھوڑا تو تیز رفتاری میں سمندر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۸۲ الحمائل وتعليق السيف بالعنق

باب۱۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں چلتی ہوا سے بھی بڑھ کر تھے

۱۴۹۰ ــــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپؐ کی سخاوت کا مظاہرہ سب سے زیادہ ماہِ رمضان میں ہوتا تھا جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آتے تھے اور رمضان کے مہینے میں حضرت جبرئیلؑ ہر رات آپؐ کے پاس آیا کرتے تھے اور آپؐ ان کے ساتھ قرآن کا دَور کیا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم داد و دہش میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱ بدء الوحی: باب ۵ حدثنا عبدان

باب۱۳: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں سے زیادہ حسنِ خلق کے مالک تھے

۱۴۹۱ ــــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن اس تمام مدت میں آپؐ نے مجھے نہ تو کوئی سخت کلمہ کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ــــــ یا ایسا کیوں نہ کیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۳۹ حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل

۱۴۹۲ــــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے خاوند اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوتیلے والد) نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! انس رضی اللہ عنہ یقیناً ایک عقلمند لڑکا ہے لہٰذا یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر و حضر میں خدمت کی لیکن بخدا! آپ نے کبھی کسی کام کے بارے میں جو میں نے کیا ہو، مجھ سے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا اور نہ کبھی کسی کام کے متعلق جو میں نے نہ کیا ہو یہ فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۷ الدیات: باب ۲۷ من استعان عبداً او صبیاً

باب ۱۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی گئی آپ نے "نہیں" کبھی نہیں کہا اور آپ کی کثرتِ دادو دہش کا بیان

۱۴۹۳ــــــ حدیث جابر رضی اللہ عنہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہُوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے "نہیں" فرمایا ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۳۹ حسن الخلق والسخا وما یکرہ من البخل

۱۴۹۴ــــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرکے) فرمایا تھا کہ اگر بحرین کے محاصل آجاتے تو میں تم کو اتنا اور اتنا اور اتنا دیتا، لیکن بحرین سے محاصل موصول نہ ہوئے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے۔ پھر بحرین سے مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منادی کرنے کا حکم دیا کہ جس کسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی وعدہ فرمایا ہو یا آپ پر کسی کا قرض ہو وہ میرے پاس آئے میں اسے ادائیگی کروں گا۔ چنانچہ میں نے کہا: مجھ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ایسے فرمایا تھا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دونوں کفِ دست بھر کر تین عطا فرمائے، میں نے انھیں گنا تو وہ پانچ سو تھے۔ آپ نے فرمایا: اس سے دُگنے اور لے لو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۹ الکفالة: باب ۳ من تکفل عن میت دیناً

باب ۱۵: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال بچّوں پر شفقت فرمانا اور ایسا کرنے کا ثواب

۱۴۹۵ــــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لوہار کے گھر گئے یہ شخص حضرت ابراہیم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے) کو دُودھ پلانے والی دایہ کے خاوند تھے (وہاں پہنچ کر) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ ابراہیم کو گود میں لیا، اسے پیار کیا اور چُوما۔ بعد ازاں ایک مرتبہ پھر ہم ابوسیف کے گھر آئے اس وقت حضرت ابراہیم اپنے آخری دموں پر تھے (جان کنی کی حالت میں تھے)، ان کی یہ حالت دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک بہہ نکلی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ بھی روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ تو

رحمت وشفقت کے آنسو ہیں۔ پھر آپؐ نے اپنے اس ارشاد کی مزید وضاحت فرمائی: آنکھ یقیناً آنسو بہاتی ہے اور دل ضرور رنج وغم سے متاثر ہوتا ہے لیکن ہماری زبان سے صرف وہی کلمات نکلیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو، اور اے ابراہیمؑ! ہم تمہاری جُدائی میں غمگین ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۴۴ قول النبی ﷺ: انا بك لمحزونون

۱۴۹۶ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہُوا اور کہنے لگا: آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں لیکن ہم بچوں کو نہیں چُومتے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحم اور شفقت چھین لی ہے تو کیا میں پیدا کرنے پر قادر ہوں؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۸ رحمة الولد وتقبیله ومعانقته

۱۴۹۷ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن علی ؓ کا بوسہ لیا، اس وقت آپؐ کے پاس اقرع بن حابس تمیمیؓ بیٹھے تھے، وہ بولے: میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے تو ان میں سے کسی کا کبھی بوسہ نہیں لیا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے (حیرت سے) ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا: جو شخص رحم وشفقت نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۸ رحمة الولد وتقبیله ومعانقته

۱۴۹۸ــــ حدیث جریر بن عبداللہ ؓ: حضرت جریرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۲۷ رحمة الناس والبهائم

باب ۱۶: نبی کریم ﷺ کی شرم وحیا کا بیان

۱۴۹۹ــــ حدیث ابوسعید خدری ؓ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کنواری لڑکی سے بھی جو پردہ میں رہتی ہو، زیادہ حیادار تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۰۰ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نہ تو طبعاً فحش گو تھے اور نہ فحش گوئی کا تکلف کیا کرتے تھے اور آپؐ فرمایا کرتے تھے: تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۱۸: نبی کریم ﷺ کا عورتوں کے ساتھ رحمت و شفقت سے پیش آنے کا بیان

۱۵۰۱ ــــ حدیث انس بن مالک ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا یہ غلام حُدی گا کر اونٹوں کو تیز ہانک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: تیری خرابی اے انجشہ! ذرا آہستہ چل آبگینوں کا خیال رکھ [۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۹۵ ماجاء فی قول الرجل ویلك

باب ۲۰: نبی کریم ﷺ کا گناہوں سے دور رہنے، جائز امور میں سے آسان کو اختیار کرنے اور اپنی ذات کے لیے انتقام نہ لینے کا بیان

۱۵۰۲ ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جب دو باتوں میں سے ایک کے انتخاب کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ آسان بات کا انتخاب فرمایا کرتے بشرطیکہ وہ بات گناہ نہ ہو۔ اور اگر وہ آسان امر گناہ ہو تو پھر آپ اس سے سب لوگوں سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا ہاں! مگر اس وقت ضرور انتقام لیتے تھے جب اللہ تعالیٰ کے احکام کا احترام معرض خطر میں ہوتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفة النبی صلی اللہ علیه وسلم

باب ۲۱: نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کی مہک خوشگوار اور جلد نہایت نرم و نازک تھی

۱۵۰۳ ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی ریشم یا مخمل بھی نبی کریم ﷺ کے کفِ دست سے زیادہ نرم نہیں دیکھا اور نہ کبھی کوئی مہک یا بُو نبی کریم ﷺ کی مہک اور خوشبو سے بہتر سونگھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفة النبی صلی اللہ علیه وسلم

باب ۲۲: نبی کریم ﷺ کا پسینہ خوشبودار اور متبرک تھا

۱۵۰۴ ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اُمّ سلیم ؓ نبی کریم ﷺ کے لیے کھال کا

---

[۱] یہ غلام خوش گلو تھا اور اونٹ حدی سن کر مست ہو جاتا ہے اور تیز چلنے لگتا ہے: حدی را تیز تر می خواں جو محمل را گراں بینی: اس بنا پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ آبگینوں کا خیال رکھ تیز نہ چلا۔ لیکن بعض محدثین نے اس حدیث کا مفہوم یہ لیا ہے کہ وہ خوش آواز غلام عشقیہ اشعار پڑھ رہا تھا اور آپ نے یہ محسوس فرمایا کہ مبادا ان اشعار کا عورتوں کے دلوں پر اثر ہو اور ان کا شیشۂ دل ٹوٹ جائے یا ان پر نامناسب اثر ہو۔ اس بنا پر منع فرمایا تھا۔ نوویؒ نے لکھا ہے کہ الغنا رقیة الزنا۔ گانا زنا کا منتر ہے۔ مترجم از نوویؒ

بستر بچھا دیا کرتی تھیں اور آپؐ ان کے ہاں اس بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ سو جاتے تو حضرت اُم سلیمؓ آپؐ کے مُوئے مبارک اور آپؐ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتیں پھر بعد ازاں اسے ایک خاص خوشبو "سک" کے ساتھ ملا کر رکھ لیتیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۴۱ من زار قوما فقال عندھم

باب ۲۴: نبی کریم ﷺ کو سردیوں میں وحی نازل ہوتے وقت پسینے کا آنا

۱۵۰۵ —— حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کبھی تو مجھ پر وحی آتی ہے کہ اس کی آواز گھنٹی کی آواز سے مشابہ ہوتی ہے اور وحی کی یہ قسم میرے لیے پُرمشقت ہوتی ہے، پھر یہ کیفیت دُور ہو جاتی ہے اور جو کچھ کہا جاتا ہے وہ مجھے حفظ ہو جاتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے پاس انسانی صورت میں آتا ہے اور مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے، میں یاد کر لیتا ہوں۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سخت سردی میں آپؐ پر وحی نازل ہوتے دیکھی ہے اور جب وحی نازل ہونے کی کیفیت ختم ہوتی تو آپؐ کی جبین مُبارک سے پسینہ بہہ رہا ہوتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۱ بدء الوحی: باب ۲ حدثنا عبد اللہ بن یوسف

باب ۲۵: نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک، آپؐ کا چہرہ مبارک سب لوگوں سے خوبصُورت تھا

۱۵۰۶ —— حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہما: حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا قد درمیانہ اور سینہ چوڑا تھا اور آپؐ کے بال کانوں کی لَو تک تھے۔ میں نے آپؐ کو سُرخ جوڑا پہنے دیکھا ہے (اس حالت میں) آپؐ اس قدر حسین تھے کہ میں نے آپؐ سے خوبصُورت کوئی چیز نہیں دیکھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۰۷ —— حدیث براء رضی اللہ عنہ: حضرت بَرَاءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک سب لوگوں سے زیادہ حسین تھا اور آپؐ اخلاقِ کریمانہ کے اعتبار سے سب انسانوں میں بہتر و برتر تھے، آپؐ کا قد مبارک نہ زیادہ لمبا تھا نہ کوتاہ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۲۶: نبی کریم ﷺ کے بالوں کی کیفیّت کا بیان

۱۵۰۸ —— حدیثِ انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مُوئے مُبارک نہ بہت زیادہ گھونگریالے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ درمیانہ کیفیت کے تھے جو آپؐ کے دونوں کانوں کے درمیان شانوں تک تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۶۸ الجعد

۱۵۰۹ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۶۸ الجعد

باب ۲۹: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کا بیان

۱۵۱۰ ـــــ (حدیث انس رضی اللہ عنہ) محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں میں خضاب استعمال کیا؟ انھوں نے کہا: آپ پر بڑھاپے کے آثار بہت کم ظاہر ہوئے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۷ اللباس: باب ۶۶ مایذکر فی الشیب

۱۵۱۱ ـــــ حدیث ابوجحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ: حضرت ابوجحیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور میں نے آپ کے بالوں کے اس حصہ میں سفیدی دیکھی جو نچلے ہونٹ کے نیچے ہے (یعنی چھوٹی ڈاڑھی پر)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۱۲ ـــــ حدیث ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوجحیفہؓ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی علیہما السّلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکل وصورت میں مشابہ تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۳۰: مُہرِ نبوّت کا ثبُوت، اس کی کیفیت اور جسم اطہر میں اس کا مقام

۱۵۱۳ ـــــ حدیث سائب بن یزید رضی اللہ عنہ: حضرت سائبؓ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں اور آپ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پہ دستِ مُبارک پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ نے وضو فرمایا اور میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پیا پھر میں آپ کی پشت کی جانب کھڑا ہوگیا اور میں نے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوّت دیکھی جو چھپرکھٹ کی گھنڈی سے مشابہ تھی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۴۰ استعمال فضل وضوء الناس

باب ۳۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ مُبارک، بعثت کے وقت آپکی عمر اور سن شریف

۱۵۱۴ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ مبارک بیان کرتے ہیں کہ میانہ قامت تھے نہ لمبے اور نہ کوتاہ قد۔ رنگ سُرخی مائل سفید تھا جو نہ بے حد سفید اور نہ گندمی، بال نہ بہت زیادہ گھونگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ آپ چالیس سال کے تھے جب آپ پر وحی کی ابتدا ہوئی اور مکہ مکرمہ میں دس سال[1] تک آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ منورہ میں بھی دس سال قرآن نازل ہوتا رہا اور آپ کے سر اور ڈاڑھی میں کوئی بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۳ صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح یہ ہے کہ بعثت کے بعد مکہ میں قیام کی مدت تیرہ سال ہے لیکن نزولِ قرآن کا زمانہ دس سال ہے کیونکہ تین سال کا عرصہ فترۃ الوحی کا ہے۔ مرتب

باب ۳۲: بوقتِ وفات نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک

۱۵۱۵ ـــ حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عمر بوقت وفات تریسٹھ سال تھی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۱ المناقب : باب ۱۹ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۳۳: نبی کریم ﷺ کی مکّہ اور مدینہ میں قیام کی مُدّت

۱۵۱۶ ـــ حدیث ابن عباس ؓ : حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرّمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا اور بوقت وفات آپؐ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۳ المناقب الانصار : باب ۴۵ ھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ

باب ۳۴ نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی

۱۵۱۷ ـــ حدیث جبیر بن مطعم ؓ : حضرت جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : میرے پانچ نام ہیں : میرا نام محمدؐ بھی ہے اور احمدؐ بھی، میرا نام ماحی بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے کفر کو مٹا دیا اور میرا نام حاشر بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حشر کے دن لوگ میرے نقش قدم (دین) پر اٹھائے جائیں گے اور میرا نام عاقب بھی ہے (یعنی سب کے بعد آنے والا)۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۱ المناقب : باب ۱۷ ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۳۵: نبی کریم ﷺ کا علم اور اللہ تعالیٰ سے آپ کا سخت ڈرنا

۱۵۱۸ ـــ حدیث عائشہ ؓ : اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی کام کیا پھر آپؐ نے اس کے کرنے یا نہ کرنے کی رخصت دے دی تو بعض لوگوں نے رخصت پر عمل کرنے سے پرہیز کیا چنانچہ جب اس بات کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا : لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسے کام سے پرہیز کرتے ہیں جس کو میں خود کرتا ہوں۔

خدا کی قسم ! میں اللہ تعالےٰ کے متعلق سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بھی سب لوگوں سے زیادہ میں ہوں۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۷۲ من لم یواجہ الناس بالعتاب

❁ ❁ ❁

باب ۳۶ : نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنا واجب ہے

۱۵۱۹ ــــ حدیث عبداللہ بن زبیرؓ : حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حضرت زبیرؓ کے ساتھ حرّہ کی نہر کے سلسلہ میں جس سے کھجور کے درختوں کو سیراب کیا جاتا تھا جھگڑا کیا۔ انصاری نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ پانی کو بہنے دو لیکن حضرت زبیرؓ نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر یہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے زبیرؓ پہلے تم اپنے درختوں کو پانی پلا لو پھر پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔ یہ فیصلہ سن کر وہ انصاری ناراض ہو گیا اور کہنے لگا: یہ فیصلہ آپؐ نے اس لیے صادر فرمایا ہے کہ حضرت زبیر آپؐ کے پھوپھی زاد ہیں۔ یہ سُن کر نبی کریم ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور آپؐ نے فرمایا: زبیرؓ! اپنے درختوں کو سیراب کرو پھر پانی کو اس وقت تک روکے رکھو کہ وہ باغ کی منڈیروں تک پہنچ جائے۔

۱۵۲۰ ــــ حضرت زبیرؓ نے کہا: خدا کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیہ کریمہ اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

(فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ النساء)

"نہیں، اے محمدؐ! تمھارے رب کی قسم! یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں"۔

اخرجهما البخاري في: كتاب ۴۲ المساقات: باب ۶ سكر الانهار

باب ۳۷ : نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم اور آپؐ سے غیر ضروری مسائل جن کی نہ شرعاً احتیاج ہو اور نہ جن کا وقوع میں آنا ممکن ہو، پوچھنے کی ممانعت

۱۵۲۱ ــــ حدیث سعد بن ابی وقاصؓ : حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بڑا جرم اس شخص کا ہے جس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو حرام نہ تھی اور اس کے سوال کرنے پر حرام کر دی گئی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۹۶ الاعتصام: باب ۳ مايكره من كثرة السوال وتكلف مالا يعنيه

۱۵۲۲ ــــ حدیث انسؓ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے میں نے اس انداز کا خطبہ نہیں سنا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: کاش اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ آپؐ کا یہ ارشاد سن کر صحابہ کرامؓ نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے اور ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر ایک شخص نے آپؐ سے دریافت کیا: میرا باپ کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا: "فلاں"۔ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ المائدہ ۱۰۱) اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی

جائیں تو تمھیں ناگوار ہوں"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۵ سورۃ المائدہ: باب ۱۲ (لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم)

۱۵۲۳ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوالات پوچھ پوچھ کر آپؐ کو پریشان کر دیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا: آج تم لوگ مجھ سے جو بات بھی پوچھو گے وہ میں تم سے بیان کر دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپؐ کے اس ارشاد کے بعد میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر طرف لوگ اپنا مُنہ کپڑے میں لپیٹ کر رو رہے تھے۔ اسی وقت ایک شخص اٹھا ــــ یہ شخص جب لوگوں سے جھگڑتا تو لوگ اسے یہ طعنہ دیتے تھے کہ تو کسی اور کا بیٹا ہے (یعنی حرام زادہ ہے) ــــ اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میرا باپ کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا: "حذافہ"۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جرأت کی اور عرض کیا: راضی ہیں ہم اللہ کو رب ماننے، اسلام کو بطورِ دین اختیار کرنے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم کرنے پر اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں فتنوں سے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خیر اور شر آج کی طرح پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میرے سامنے (آج) جنّت اور جہنم کی اس طرح منظر کشی کی گئی کہ میں نے ان دونوں کو اس دیوار کے پچھلی جانب ہُوبہُو دیکھ لیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۳۵ التعوذ من الفتن

۱۵۲۴ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیزوں کے بارے میں سوالات کیے گئے جنھیں آپؐ نے ناپسند فرمایا اور جب سوالات کی کثرت ہو گئی تو آپؐ ناراض ہوئے اور لوگوں سے فرمایا: پوچھو جو تم پوچھنا چاہتے ہو! اس پر ایک شخص نے پوچھا: میرا باپ کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ "حذافہ" تھا۔ پھر ایک اور شخص اٹھا اور اس نے بھی دریافت کیا: یارسول اللہ! میرا باپ کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ "سالم" تھا جو شیبہ کا غلام تھا۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اللہ تعالےٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۲۸ الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذا رأی مایکرہ

۱۵۲۵ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً تم پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس وقت تمھارا مجھے دیکھ پانا تمھیں اپنے گھر والوں اور مال و دولت کے پانے سے کہیں زیادہ محبوب ہو گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

باب ۴۰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل

۱۵۲۶ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد

فرماتے سنا: میں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام سے سب لوگوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں اور تمام انبیاء ایک باپ کی اولاد کی مانند ہیں نیز میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مابین کوئی نبی نہیں ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۸ (واذکر فی الکتاب مریم)

۱۵۲۷ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: بنی آدم میں سے کوئی بچہ ایسا نہیں جسے بوقتِ ولادت شیطان نہ چھوتا ہو اور وہ شیطان کے چھونے کی وجہ ہی سے چیختا ہے۔ سوائے حضرت مریمؑ اور ان کے بیٹے حضرت مسیح علیہ السلام کے۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہؓ یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے: (وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ آل عمران) "اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۴ قول اللہ تعالیٰ (واذکر فی الکتاب مریم)

۱۵۲۸ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا، تو آپؑ نے اس سے پوچھا: کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔ اس اللہ کی قسم کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے۔ اس کا یہ جواب سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اللہ پر ایمان لایا (یعنی اللہ کی قسم کی وجہ سے تمہارا یقین کر لیا) اور میری آنکھوں نے جھوٹ بولا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۸ (واذکر فی الکتاب مریم)

باب ۴۱: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بعض فضائل

۱۵۲۹ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس وقت ختنہ کیا آپؑ کی عمر اسی ۸۰ سال تھی اور آپؑ نے بسولے سے ختنہ کیا تھا[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۸ قول اللہ تعالیٰ (واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا)

۱۵۳۰ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو یہ کہا:

رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۔ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ۔ (۲۶۰ البقرہ)

"اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟

پوچھا گیا: کیا تمہیں یقین نہیں ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے کہا: کیوں نہیں، یقین تو ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو وہ اطمینان حاصل ہو (جو آنکھوں دیکھے حاصل ہوتا ہے)۔" ـــــ یہ اگر شک کرنا تھا تو ہم حضرت

---

[1] حدیث میں لفظ "قدوم" آیا ہے جس کے معنی بسولا یعنی تیشہ بھی ہیں اور قدوم ملک شام کا ایک قصبہ بھی ہے۔ محدثین میں سے کسی نے پہلے معنی لیے ہیں اور کسی نے دوسرے۔ مترجم۔ از نووی

ابراہیم ﷺ کی نسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں (مراد یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا سوال شک کی وجہ سے ہرگز نہ تھا) اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط ﷺ پر رحم فرمائے کہ وہ ایک مضبوط سہارے (اللہ تعالیٰ) کی پناہ چاہتے تھے۔ اور اگر مجھے اتنی مُدّت قید خانہ میں رہنا پڑتا جتنی مدت حضرت یوسف ﷺ رہے تھے تو میں قید خانہ سے باہر آنے کی دعوت فوراً قبول کرلیتا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٠ الانبياء: باب ١١ قوله عزوجل (ونبئهم عن ضيف ابراهيم)

۱۵۳۱ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین جھوٹ جن میں سے دو اللہ تعالیٰ کے لیے تھے مثلاً آپؑ کا یہ کہنا: (اِنِّیْ سَقِیْمٌ ۸۹ صٰفٰت) ”میری طبیعت خراب ہے“۔ اور آپؑ کا یہ کہنا: (بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا الانبیاء ۶۳) نہیں بلکہ یہ کام تو ان کے اس بڑے نے کیا ہے (اور تیسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہ (آپؑ کی زوجہ) ایک دن (اثنائے سفر میں) ایک جابر بادشاہ کے علاقے میں پہنچے تو اس کو اطّلاع دی گئی کہ یہاں ایک شخص (آیا) ہے جس کے ہمراہ ایک سب سے زیادہ حسین خاتون ہے۔ اس ظالم بادشاہ نے آدمی بھیج کر حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کرایا کہ یہ عورت کون ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا: میری بہن ہے۔ پھر آپؑ حضرت سارہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: اے سارہ! رُوئے زمین پر اس وقت میرے اور تمھارے سوا کوئی اور مومن موجود نہیں ہے اور اس (بادشاہ) نے مجھ سے (تمھارے بارے میں) پوچھا تھا تو میں نے اسے بتایا ہے کہ تم میری بہن ہو، تو تم مجھے نہ جھٹلانا۔ پھر آپؑ نے حضرت سارہ کو اس بادشاہ کے پاس بھیج دیا اور جب حضرت سارہ اس کے پاس پہنچیں تو اس نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پکڑنا چاہا لیکن اس کا ہاتھ جکڑا گیا تو اس نے حضرت سارہ سے درخواست کی کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو اور میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ حضرت سارہ نے دعا کی اور اس کا ہاتھ کُھل گیا، اس نے دوبارہ حضرت سارہ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کا ہاتھ پھر پہلے کی طرح یا پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ جکڑا گیا تو اس نے پھر کہا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے اور میں آپ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ چنانچہ حضرت سارہ نے پھر دُعا کی اور وہ پھر اس مصیبت سے خلاصی پا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے دربان کو بُلایا اور کہا: تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں بلکہ شیطان کو لائے ہو، اور حضرت سارہ کی خدمت کے لیے اس نے انھیں ہاجرہ بخش دی، حضرت سارہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں تو آپؑ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؑ نے اشارے سے پوچھا: کیا ہُوا؟ سارہ نے کہا: اللہ نے اس کافر یا فاجر کی چالیں اسی کی گردن پر لوٹا دیں اور ہمیں خدمت کے لیے ہاجرہ مل گئی۔

حضرت ابوہریرہؓ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا کرتے تھے:

اے آسمانی پانی کے بیٹو! یہ ہیں تمھاری ماں! (یعنی حضرت ہاجرہ)

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٠ الانبياء: باب ٨ قول الله تعالىٰ (واتخذ الله ابراهيم خليلا)

باب ۴۲: حضرت موسیٰ ﷺ کے بعض فضائل

۱۵۳۲ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل ننگے

نہایا کرتے تھے اور اس حالت میں ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے تھے لیکن موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل کیا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام جو ہمارے ساتھ مل کر غسل نہیں کرتے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انھیں فتق کا مرض ہے۔ پھر ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کر رہے تھے اور آپؑ نے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے تھے وہ پتھر آپؑ کے کپڑے لے کر بھاگ اٹھا اور موسیٰ علیہ السلام پانی میں سے باہر نکل کر اس کے پیچھے بھاگے اور کہتے جاتے تھے: اے پتھر میرے کپڑے مجھے دو! اسی حالت میں آپؑ کو بنی اسرائیل نے دیکھا اور کہنے لگے: بخدا! موسیٰ کو تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے اپنے کپڑے حاصل کر لیے اور انھیں مارنے لگے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا! اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کی ضرب کے چھ یا سات نشان پڑ گئے تھے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٥ الغسل: باب ٢٠ من اغتسل عريانا وحده في الخلوة

١٥٣٣ —— حديث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو بھیجا گیا تو حضرت موسیٰ ؑ نے اس کی آنکھ پر تھپیڑ مارا (جس سے آنکھ نکل گئی) ملک الموت لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور عرض کیا: تو نے مجھے ایسے بندے کی روح قبض کرنے کے لیے بھیجا تھا جو مرنا نہیں چاہتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ دوبارہ عطا فرما دی اور حکم دیا کہ ان کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ بیل کی پُشت پر رکھیں جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے عوض انھیں زندگی کا ایک سال مل جائے گا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے پوچھا: اے رب! اس کے بعد پھر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: پھر موت آئے گی۔ حضرت موسیٰ ؑ کہنے لگے تو پھر ابھی آ جائے۔ اور حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے مقدس سرزمین سے اتنے فاصلے پر موت آئے کہ اگر اس مقام سے پتھر پھینکا جائے تو وہ مقدس سرزمین تک پہنچ جائے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اس جگہ ہوتا تو تم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھاتا جو سُرخ ریت کے ٹیلے کے پاس راستے کے ایک جانب بنی ہوئی ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٢٣ الجنائز: باب ٦٩ من احب الدفن في الارض المقدسة

١٥٣٤ —— حديث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ دو شخص یعنی ایک مسلمان اور ایک یہودی آپس میں لڑ پڑے۔ مسلمان نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے جہان پر منتخب فرمایا۔ اور یہودی نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ کو پورے عالم میں سے انتخاب فرمایا۔ یہ سن کر مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے مُنہ پر طمانچہ دے مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپؐ سے سارا ماجرا جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیش آیا تھا، بیان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بُلایا اور اس سے اس واقعہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تو اس نے بھی آپؐ کو سارا واقعہ بتایا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فوقیت نہ دیا کرو اس لیے کہ قیامت کے دن سب لوگ بیہوش ہونگے اور میں بھی بیہوش ہونے والوں میں شامل ہوں گا پھر میں پہلا شخص ہوں گا جو ہوش میں آئے گا۔ اس وقت میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ ؑ عرش الٰہی کے ایک کونے کو مضبوطی سے تھامے کھڑے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں شامل تھے اور مجھ سے بھی

پہلے ہوش میں آ گئے یا ان کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ کر دیا تھا۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۴ الخصومات: باب ۱ ما یذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیہود

۱۵۳۵ ــــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک یہودی آیا اور کہنے لگا: اے ابوالقاسمؐ! آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے میرے مُنھ پر تھپیڑ مارا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: کس نے؟ اس نے کہا: وہ ایک انصاری ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اسے بلاؤ (وہ آیا اور) آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تم نے اسے مارا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے اسے بازار میں اس طرح قسم کھاتے سنا تھا "قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب انسانوں پر منتخب فرمایا"۔ یہ سن کر میں نے کہا: اے خبیث کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟ اور مجھے غصہ آگیا اور میں نے اسکے مُنہ پر تھپیڑ دے مارا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ انبیاء کو ایک دوسرے پر ترجیح نہ دیا کرو! اس لیے کہ قیامت کے دن جب سب لوگ بے ہوش ہو کر گر جائیں گے (یعنی نفخہ اولیٰ کے وقت) تو میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین شق ہو گی۔ اور باہر نکلوں گا اس موقع پر میں دیکھوں گا کہ میرے سامنے حضرت موسیٰ ہیں جو عرش کا پایہ تھامے کھڑے ہیں، اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں شامل تھے یا ان کی وہ بے ہوشی جو ان پر کوہ طور پر طاری ہوئی تھی نفخۂ اُولیٰ کی بے ہوشی کے بدلے محسوب کر لی گئی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۴ الخصومات: باب ۱ فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیہود

باب ۴۳: حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر

۱۵۳۶ ــــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی اللہ کے بندے کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ حضرت یونسؑ بن متی سے بہتر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۳۵ قول اللہ تعالیٰ (وان یونس لمن المرسلین)

۱۵۳۷ ــــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی اللہ کے بندے کو یہ نہ کہنا چاہیے کہ وہ حضرت یونسؑ بن مَتّیٰ سے بہتر ہے مَتّیٰ حضرت یونسؑ کے باپ کا نام تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۲۴ قول اللہ تعالیٰ (ھل اتاك حدیث موسیٰ)

باب ۴۴: حضرت یُوسُف علیہ السلام کے بعض فضائل

۱۵۳۸ ــــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ پوچھا گیا یا رسول اللہ! انسانوں میں سے زیادہ معزز کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا: جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا اور اس کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ پوچھنے والوں نے عرض کیا: ہم نے اس پہلو سے سوال نہیں کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام جو خود بھی اللہ کے

[1] حدیث میں جس بے ہوشی کا ذکر ہے اس سے نفخہ اولیٰ مراد ہے۔ قرآن مجید میں ہے: فصعق من فی السموات والارض الا ما شاء اللہ کہ زمین و آسمان کے سب باسی بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ محفوظ رکھے گا۔ مرتب

نبی تھے اور نبی اللہ کے بیٹے یعنی جن کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) بھی نبی تھے اور جن کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے۔ پوچھنے والوں نے کہا: ہمارا سوال اس پہلو سے بھی نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تو کیا تم عرب کے قبائل اور ان کی شاخوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ ان میں جو لوگ زمانہ جاہلیت میں منتخب اور برگزیدہ تھے وہی لوگ مسلمان ہونے کے بعد بھی برگزیدہ اور سر برآوردہ ہیں بشرطیکہ وہ دین میں تفقہ حاصل کرلیں۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٠ الانبياء: باب ٨ قول الله تعالىٰ (واتخذ الله ابراهيم خليلاً)

باب ۴۶: حضرت خضر علیہ السلام کے بعض فضائل

۱۵۳۹ ـــــ حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: حضرت ابی بن کعبؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے کہ کسی نے پوچھا: سب سے بڑا عالم کون ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: میں۔ آپؑ کی اس بات پر اللہ تعالیٰ کا عتاب نازل ہوا کہ انھوں نے یہ کیوں نہیں کہا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی کہ مجمع البحرین (دو دریاؤں کے سنگھم) پر میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے دریافت کیا: اے میرے رب! میں اس تک کیسے پہنچوں؟ کہا گیا: اپنے ساتھ زنبیل میں ایک مچھلی لے جاؤ، جس جگہ تم مچھلی کو نہ پاؤ وہی وہ مقام ہوگا جہاں تم اس شخص کو پا سکتے ہو۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ روانہ ہوئے اور آپؑ کے ساتھ آپؑ کے خادم حضرت یوشعؑ بن نون بھی چلے اور انھوں نے اپنے ساتھ زنبیل میں مچھلی اٹھالی۔ حتیٰ کہ جب یہ دونوں چٹان کے پاس پہنچے تو دونوں اس چٹان پر اپنا سر رکھ کر سو گئے اور وہ مچھلی زنبیل میں سے نکل گئی اور اس نے سمندر میں جانے کا راستہ اس طرح بنا لیا جیسے کوئی سرنگ لگی ہوئی ہو۔ یہ چیز حضرت موسیٰؑ اور ان کے خادم کے لیے بڑی عجیب تھی لیکن وہ چلتے رہے اور رات کا باقی ماندہ حصہ اور پورا دن چلے پھر جب صبح ہوئی تو موسیٰؑ نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ، اس سفر میں تو ہم بیحد تھک گئے۔ لیکن موسیٰؑ تھکے اس وقت جب اس مقام سے آگے گزر گئے جہاں جانے کا انھیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اس وقت ان کے خادم نے کہا: دیکھیے جب ہم نے اس چٹان پر قیام کیا تھا اس وقت مجھے مچھلی کا بالکل خیال نہ رہا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: اسی کی تو ہمیں تلاش تھی چنانچہ وہ دونوں الٹے پاؤں واپس پہنچے اور جب اس چٹان کے پاس پہنچے تو انھیں ایک شخص ملا جو پوری طرح کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا۔ اس نے کہا: تمھاری سرزمین میں سلام کہاں؟ موسےؑ نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔ انھوں نے پوچھا: کیا بنی اسرائیل کے موسیٰؑ؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا: ہاں۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تاکہ جو علم و ہدایت آپ کو حاصل ہے وہ مجھے بھی سکھائیں؟ حضرت خضر نے کہا: اے موسیٰ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کرسکو گے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے ایسا علم حاصل ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور جو آپؑ کو حاصل نہیں ہے اور آپؑ کو بھی علم اللہ میں سے ایسا علم حاصل ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو سکھایا ہے اور جو مجھے حاصل نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپؑ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے اور میں آپؑ کے کسی حکم سے سرتابی نہ کروں گا۔ اس گفتگو کے بعد یہ دونوں دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے کیونکہ ان کے پاس کشتی نہ تھی پھر ان کے سامنے سے ایک کشتی

گزری کشتی والوں سے انھوں نے کہا کہ ہمیں سوار کرلو۔ انھوں نے حضرت خضرؑ کو پہچان لیا اور ان دونوں کو بغیر کرایہ کے سوار کرلیا۔ پھر ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور اس نے دریا میں سے ایک یا دو چونچ پانی لیا تو حضرت خضرؑ نے کہا: اے موسیٰؑ! مجھے اور آپؑ کو جو علم حاصل ہے یہ اللہ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں جتنا اس چڑیا نے دریا میں سے اپنی چونچ میں پانی بھرا ہے۔ پھر حضرت خضرؑ نے اس کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ اکھاڑ دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسےٰؑ نے کہا: ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کیا اور آپؑ نے قصداً ان کی کشتی کو پھاڑ ڈالا تاکہ کشتی اور سوار سب ڈوب جائیں۔ حضرت خضرؑ نے کہا: کیا میں نے پہلے ہی آپؑ سے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر نہ کرسکیں گے ۔؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا: مجھ سے بھول ہوگئی، اس پر گرفت نہ فرمائیں اور یہ حضرت موسیٰؑ کی پہلی بھُول تھی۔ لہٰذا یہ پھر آگے چل پڑے اور انھیں ایک بچہ نظر آیا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، حضرت خضرؑ نے اس کا سر پکڑا اور اپنے ہاتھوں سے گردن سے جُدا کردیا۔ یہ دیکھ کر موسیٰؑ نے کہا: آپؑ نے ایک بے گناہ کو ناحق قتل کردیا؟ خضرؑ نے کہا: کیا میں نے نہ کہا تھا کہ آپؑ میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر نہ کرسکیں گے۔ اس کے بعد پھر یہ دونوں آگے چل پڑے اور ایک بستی میں پہنچے۔ انھوں نے بستی والوں سے کھانا طلب کیا لیکن انھوں نے ان کو مہمان بنانے سے انکار کردیا پھر ان کو (اس بستی میں) ایک دیوار نظر آئی جو جھک گئی تھی اور گرنے کے قریب تھی۔ حضرت خضرؑ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے سیدھا کردیا تو موسےٰؑ نے کہا: اگر آپؑ چاہتے تو اس کام کا معاوضہ لے سکتے تھے۔ حضرت خضرؑ نے کہا: یہ آخری موقع تھا اب آپؑ کے اور میرے درمیان جدائی کا ہونا لازم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے! اگر وہ صبر کرتے تو کتنا اچھا ہوتا اور ہمیں ان واقعات کے بارے میں تفصیل معلوم ہوجاتی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۳ العلم: باب ۴۴ ما يستحب للعالم اذا سئل اى الناس اعلم فيكل العلم الى الله -

کتاب فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

باب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۵۴۰ ــــ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ: حضرت صدّیق بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم غار (ثور) میں تھے مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اگر ان (کافروں) میں سے کوئی شخص اپنے پیروں سے نیچے کی جانب دیکھ لے تو ہم اس کو نظر آجائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ! تمھارا کیا گمان ہے ان دو شخصوں کے متعلق جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم - باب ۲ مناقب المہاجرین وفضلہم

۱۵۴۱ ــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دو چیزوں میں سے ایک چیز منتخب کرنے کا اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اسے دنیا کا عیش وعشرت اور مال و دولت جس قدر چاہے دے دیا جائے۔ اور اگر چاہے تو وہ چیز لے لے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو اس بندے نے وہ چیز منتخب کی جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کیا: ہم اور ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں! یہ دیکھ کر ہم سب حیران ہوئے اور لوگوں نے کہا: اس بڈھے کو دیکھو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کے بارے میں اطلاع دے رہے ہیں کہ اسے اللہ تعالےٰ نے اختیار دیا کہ چاہے دنیا کا عیش و آرام لے لے اور چاہے تو وہ چیز انتخاب کرلے جو اللہ کے پاس ہے اور یہ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ ہم اور ہمارے ماں باپ سب آپؐ پر قربان ہو جائیں۔ حالانکہ بات یہ تھی کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اس بات کو ہم میں سے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا تھا۔

مزید برآں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اپنی رفاقت اور اپنے مال سے لوگوں میں سب سے زیادہ میری خدمت کرنے اور ساتھ دینے والے (حضرت) ابوبکر صدیقؓ ہیں اور اگر مجھے امت میں سے کسی کو دوست (خلیل) بنانا ہوتا تو میں (حضرت) ابوبکرؓ کو اپنا دوست بناتا لیکن اب ہم میں اسلامی خلت (دوستی) کا رشتہ ہے اور مسجد (نبوی) میں کسی شخص کی کھڑکی باقی نہ رہنے دی جائے سوائے حضرت ابوبکر کی کھڑکی کے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۴۵ ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ

۱۵۴۲ ــــ حدیث عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: حضرت عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس لشکر پر مقرر کیا جو ذات السلاسل (مدینہ سے جانب شام قبیلہ بنی جذام کے ایک چشمہ کا نام ہے) کی جانب بھیجا تو میں

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا: آپ کو سب سے زیادہ کون شخص محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہؓ۔ میں نے عرض کیا: مردوں میں سے کون؟ آپ نے فرمایا: حضرت عائشہؓ کے والد۔ میں نے عرض کیا: ان کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا: ان کے بعد عمر بن الخطابؓ۔ ان کے علاوہ بھی آپ نے کئی اور افراد کے نام لیے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۵ قول النبی ﷺ لوکنت متخذا خلیلا

۱۵۴۳ــــ حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ: حضرت جبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (کچھ طلب کرنے) تو آپ نے اسے حکم دیا کہ پھر آئے۔ اس نے عرض کیا کہ اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ ــــ اس کا مطلب تھا کہ اگر آپ رحلت فرما جائیں تو؟ــ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۵ قول النبی ﷺ لوکنت متخذاً خلیلا

۱۵۴۴ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر پڑھائی، اس کے بعد آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ایک شخص ایک بیل ہانک رہا تھا پھر وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا تو بیل کہنے لگا: ہم سواری کے لیے نہیں پیدا کیے گئے ہم تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ یہ سن کر لوگ کہنے لگے: سبحان اللہ! (تعجب ہے!) کیا بیل بھی بات کر سکتا ہے؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تو اس بات پر یقین رکھتا ہوں، میں بھی اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی (یہ بات آپ نے اس وقت فرمائی جب کہ یہ دونوں حضرات وہاں موجود بھی نہ تھے)۔

اور ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے جست لگائی اور ان بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا، تو وہ شخص اس کی تلاش میں گیا اور اسے چھڑا لایا۔ بھیڑیا کہنے لگا: اے شخص! تو نے یہ بکری مجھ سے چھین لی ہے لیکن اس دن ان کی حفاظت کون کریگا جس دن درندے تجھے بھگا دیں گے اور ان بکریوں کا نگران میرے سوا کوئی نہ ہوگا؟ یہ سن کر لوگ کہنے لگے: سبحان اللہ! (تعجب ہے) کیا بھیڑیا بھی بول سکتا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: میں تو اس بات پر یقین رکھتا ہوں میں بھی اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی (یہ بات آپ نے فرمائی) جب کہ یہ دونوں اس وقت وہاں موجود بھی نہ تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابوالیمان

باب ۲: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۵۴۵ــــ حدیث علی رضی اللہ عنہ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) جنازہ اٹھنے سے پہلے تابوت پر لٹایا گیا تو آپ کو لوگوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا جو آپ کیلئے دعا اور نماز جنازہ کی غرض سے جمع ہوئے تھے اور میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا اس وقت اچانک ایک شخص نے میرا شانہ پکڑا جس کی وجہ سے میں گھبرا گیا۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے حضرت عمرؓ کے لیے رحمت کی دعا کی اور کہا: اے عمرؓ! آپ نے اپنے پیچھے ایک شخص بھی ایسا نہیں چھوڑا کہ مجھے آپ کے مقابلہ میں اس کے عملوں جیسے عمل لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے

جانا پسند ہو۔ اور قسم خدا کی! مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا — اور یہ خیال مجھے اس بنا پر تھا کہ میں اکثر سنتا تھا کہ نبی کریم ﷺ اس انداز سے ارشاد فرمایا کرتے تھے: میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ گئے۔ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے۔ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ باہر نکلے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۶ مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص

۱۵۴۶ — حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا: میرے سامنے لوگ لائے جا رہے ہیں اور انھوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں۔ بعض کی قمیص سینے تک ہے اور بعض کی اس سے کم۔ پھر میرے سامنے (حضرت) عمرؓ پیش کیے گئے انھوں نے ایسی قمیص پہن رکھی تھی جو زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ فرمایا: "دین" (یعنی قمیص سے مراد دین ہے اور جس کی قمیص جتنی بڑی یا چھوٹی تھی اس کا دین اتنا زیادہ یا کم تھا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۱۵ تفاضل اهل الایمان فی الاعمال

۱۵۴۷ — حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا جسے میں نے خوب سیر ہو کر پیا حتیٰ کہ سیرابی میرے ناخنوں سے باہر نکلتی محسوس ہوئی۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن الخطابؓ کو دے دیا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ فرمایا: علم[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۲۲ فضل العلم

۱۵۴۸ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: میں نے سوتے میں خواب دیکھا کہ میں ایک کوئیں پر کھڑا ہوں جس میں ڈول پڑا ہوا ہے' میں نے اس کوئیں میں سے پانی کھینچا جس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر وہ ڈول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور ایک یا دو بھرے ہوئے ڈول نکالے لیکن آپؓ کے کھینچنے کے انداز میں کمزوری جھلک رہی تھی اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر وہ ڈول معمولی ڈول سے ایک بڑے ڈول کی شکل اختیار کر گیا اور اسے حضرت عمر ابن الخطابؓ نے لے لیا اور میں نے کسی پہلوان کو اس انداز سے ڈول نکالتے نہیں دیکھا جیسے عمرؓ نے اس ڈول کو کھینچا۔ حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے جانوروں کو بھی سیراب کر کے آرام کی جگہ بٹھا دیا[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۵ قول النبی ﷺ لو کنت متخذاً خلیلا

---

[1] یعنی دودھ کے پیالہ سے مراد علامتی طور پر علم ہے جسے میں نے خوب سیراب ہو کر پیا اور میرا پس خوردہ یا باقی ماندہ علم حضرت عمرؓ نے پیا۔ گویا جس طرح دودھ بچوں کے لیے غذا کا کام دیتا ہے اور ان کے لیے قوت بخش ہے اسی طرح علم انسان کے لیے روحانی غذا اور تقویت روح کا باعث اور ذریعہ ہے۔ مترجمؒ

[2] علماء حدیث نے کہا ہے کہ یہ خواب ان تمام واقعات و حقائق کی ایک واضح مثال ہے جو ان دونوں حضرات ...... (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۵۴۹ ـــ حدیث عبداللہ بن عمرؓ : حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ایک ایسا ڈول کھینچ رہا ہوں جس سے ایک اونٹنی سیراب ہوسکتی ہے پھر حضرت ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے لیکن ناتوانی کے ساتھ۔ اللہ انھیں معاف فرمائے۔ پھر حضرت عمرابن الخطابؓ آئے تو وہ ڈول چرسہ (بڑے ڈول) میں تبدیل ہوگیا اور میں نے کوئی بڑے سے بڑا شخص ان کی مانند کام کرنے والا نہیں دیکھا حتیٰ کہ سب لوگ سیراب ہوگئے اور انھوں نے اپنے اونٹوں کو بھی خوب سیراب کرکے آرام کی جگہ پہنچا دیا

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۶ مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص

۱۵۵۰ ـــ حدیث جابر بن عبداللہؓ : حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنّت میں داخل ہُوا یا آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے: میں جنت میں گیا تو میں نے ایک محل دیکھا۔ پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ کہا: عمرؓ بن الخطاب کا۔ پھر میں نے چاہا کہ میں اس میں داخل ہوں لیکن اے عمرؓ! میں اس وجہ سے رُک گیا کہ مجھے تمھاری غیرت کا پتہ تھا حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! کیا میں آپؐ پر غیرت کھاؤں گا؟

اخرجہ البخاری فی کتاب ۶۷ النکاح : باب ۱۰۷ الغیرۃ

۱۵۵۱ ـــ حدیث ابوہریرہؓ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں جنّت میں ہوں اور ایک عورت ایک محل کے پہلو میں وضو کررہی ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کا، تو مجھے عمرؓ کی غیرت کا خیال آگیا اور میں اُلٹے پاؤں واپس لوٹ آیا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں آپؐ پر بھی غیرت کھا سکتا ہوں؟

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۹ بدء الخلق : باب ۸ ماجاء فی صفۃ الجنۃ وانہا مخلوقۃ

۱۵۵۲ ـــ حدیث سعد بن ابی وقاصؓ : حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، اس وقت آپؐ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی باتیں کررہی تھیں اور بڑھ چڑھ کر بول رہی تھیں اور ان کی آوازیں بلند تھیں لیکن جب حضرت عمرؓ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو وہ عورتیں اٹھ کر پردے میں جانے کے لیے لپکیں اور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اندر آنے کی اجازت دی تو آپؐ ہنس رہے تھے یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ آپؐ کو سدا مسکراتا رکھے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ان عورتوں پر حیران ہورہا ہوں جو یہاں موجود تھیں کہ جونہی انھوں نے تمھاری آواز سنی پردے کی طرف بھاگ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! درحقیقت آپؐ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ عورتیں آپؐ سے ڈریں پھر حضرت عمرؓ نے ان

بقیہ حاشیہ: یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ کو اپنی خلافت کے ادوار میں پیش آئے۔ اور دونوں بزرگوں کے اخلاق و اعمال اور سیرت و کردار کی طرف پوری پوری نشان دہی کرتا ہے کہ یہ سب کچھ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا فیضان تھا اور حضرت صدیقؓ کے بعد حضرت فاروقؓ کے دورِ خلافت میں لوگوں نے جس امن و سلامتی اور یُمن و برکت کو دیکھا اس کی پیشگوئی اس میں موجود ہے۔ مترتب

عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ انھوں نے کہا: ہاں، اس لیے کہ آپ نبی کریم ﷺ سے زیادہ غصیلے اور سخت مزاج ہیں۔ اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: — قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر شیطان کبھی کسی راستہ پر تم کو آتا دیکھ لے تو وہ اس راہ کو چھوڑ کر جس پر کہ تم چل رہے ہوگے دوسری راہ اختیار کرلے گا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۹ بدء الخلق باب ۱۱ صفة ابليس وجنوده

۱۵۵۳ —— حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی مرا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپؐ اپنی قمیص مبارک اسے عطا فرمادیں تاکہ وہ اپنے باپ کو اس میں کفنائیں۔ چنانچہ آپؐ نے انھیں اپنی قمیص عطا فرمادی۔ پھر انھوں نے درخواست کی کہ آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو نبی کریم ﷺ اٹھ کر تشریف لے جانے لگے تاکہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے اٹھ کر نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھیں گے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے؟ تو رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: درحقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ چاہوں تو ان کیلیے طلب مغفرت کروں اور چاہوں نہ کروں' اور یہ کہ اگر تم ان کے لیے ستر بار بھی طلب مغفرت کروگے.... تو میں نے فیصلہ کیا کہ میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ طلب مغفرت کروں گا اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تو یقیناً منافق تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی: (وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط التوبہ ۸۴)

"اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے ان کی نماز جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی ان کی قبر پر کھڑے ہونا۔"

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۵ التفسير: ۹۔ سورة براءة: باب ۱۲ (استغفر لهم اولا تستغفر لهم)

باب ۳: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۵۵۴ —— حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ کے ایک باغ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انھیں نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جنت کی بشارت دے دی اور انھوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھولا تو یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کو بھی نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے مطلع کردیا (یعنی جنت کی بشارت دے دی) انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ ان کے لیے بھی دروازہ کھول دو اور انھیں بشارت دے دو کہ تم کو ایک مصیبت میں سے گزرنا ہوگا اور جنت میں جاؤ گے۔ چنانچہ میں گیا تو یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان کو بھی وہ سب کچھ بتا دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ اور انھوں نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا اللہ ہی مدد فرمانے والا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب ۶ مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی

۱۵۵۵ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور اپنے دل میں سوچا کہ آج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہوں گا اور سارا دن آپ کے پاس گزاروں گا۔ ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ یہ سوچ کر میں مسجد میں آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ باہر تشریف لے گئے ہیں اور یہ کہ آپ کا رُخ اس طرف تھا چنانچہ میں آپ کے نقوشِ پا کو دیکھتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا اسی طرف چل پڑا حتیٰ کہ بئر اریس پہنچ کر دروازہ کے قریب بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ لکڑی کا بنا ہوا تھا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حوائج ضروریہ سے فارغ ہوئے اور آپ نے وضو کیا تو میں اٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ اریس کے کنوئیں کی مینڈھ پر درمیان میں تشریف فرما تھے اور آپ نے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا رکھی تھیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور واپس آ کر دروازے پر بیٹھ گیا اور دل میں سوچا کہ آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان میں ہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون صاحب ہیں؟ کہا: ابوبکرؓ۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریے! پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکرؓ آئے ہیں اور حاضر ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انھیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دو۔ میں واپس گیا اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا: تشریف لائیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اندر آ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب کنوئیں کی مینڈھ پر بیٹھ گئے اور آپ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی پنڈلیاں کھول کر دونوں پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیے۔ میں لوٹ کر پھر دروازے پر آبیٹھا — میں (جب گھر سے چلا تھا تو) اپنے بھائی کو وہیں چھوڑ آیا تھا کہ وہ بھی وضو کر کے میرے پاس آجائیگا — اور میں نے دل میں سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس کی بھلائی منظور ہوئی تو آج اسے میرے پاس (یہاں) بھیج دے گا۔ اسی وقت ایک شخص نے دروازہ بجایا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ کہنے لگے: عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا: ٹھہریے! پھر میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کرنے کے بعد عرض کیا: حضرت عمر بن الخطاب حاضر ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انھیں اجازت دے دو اور ساتھ ہی جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں واپس آیا اور حضرت عمرؓ سے کہا: تشریف لائیے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے حضرت عمرؓ اندر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کوئیں کی مینڈھ پر بیٹھ گئے اور آپ نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیے۔ میں پھر لوٹ کر دروازے پر آبیٹھا اور سوچنے لگا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو فلاں شخص (میرے بھائی) کی بھلائی منظور ہوئی

تو آج اسے یہاں بھیج دے گا۔ پھر ایک اور شخص نے آکر دروازہ بجایا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ کہنے لگے: عثمانؓ بن عفان۔ میں نے کہا: ٹھہریے۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کو (ان کے آنے کی) اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا: انھیں آنے کی اجازت دو اور بشارت دو کہ ان پر ایک مصیبت پڑیگی جسکے نتیجہ میں وہ جنّت میں جائیں گے۔ میں ان کے پاس واپس آیا اور ان سے کہا کہ تشریف لائیے اور آپ کو نبی کریم ﷺ نے بشارت دی ہے کہ ایک مصیبت میں سے گزر کر آپ جنّت میں جائیں گے۔ چنانچہ وہ اندر آگئے لیکن دیکھا کہ کنوئیں کی مینڈھ پُر ہو چکی ہے (اس پر بیٹھنے کی جگہ باقی نہ بچی تھی) لہذا آپ نبی کریم ﷺ کے سامنے کی جانب کنوئیں کے دُوسرے حصّہ پر بیٹھ گئے۔

حضرت سعید ابن المسیب رحمہ اللہ ـــ جنھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے ـــ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح بنی ہیں[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۵ قول النبی ﷺ لوکنت متخذاً خلیلاً

باب ۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۵۵۶ ـــ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (مدینہ میں) اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اس موقع پر حضرت علیؓ نے عرض کیا: کیا آپؐ مجھے بچوّں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمھاری حیثیت میری نسبت سے وہی ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کی تھی، فرق صرف اتنا ہے کہ (وہ دونوں نبی تھے اور) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۷۸ غزوۃ تبوک وھی غزوۃ العسرۃ

۱۵۵۷ ـــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے غزوۂ خیبر کے دن نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: اب میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ (خیبر) فتح کرے گا تو لوگ اس آرزو میں ٹھہرے رہے اور سوچتے رہے کہ دیکھیں (کل جھنڈا) کس کو ملتا ہے پھر صبح ہوئی تو کیفیت یہ تھی کہ ہر شخص یہ آس لگائے ہوئے تھا کہ (جھنڈا) اسے مل جائیگا لیکن آپؐ نے دریافت فرمایا: علیؓ کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ پھر آپؐ کے حکم سے حضرت علیؓ کو بُلایا گیا اور نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور حضرت علیؓ اسی وقت ایسے تندرست ہو گئے گویا آپ کو کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر حضرت علیؓ نے دریافت کیا: کیا ہم ان سے اس وقت تک جنگ کریں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) نہ ہو جائیں؟ آپؐ نے فرمایا: تم آہستگی اور وقار کے ساتھ چلو حتیٰ کہ تم ان کے میدان میں جا اُترو، بعد ازاں پہلے انھیں اسلام کی دعوت دو، اور ان کو بتاؤ کہ

---

[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجرۂ مُبارکہ میں دائیں جانب حضرت صدیقؓ ہیں اور بائیں جانب حضرت [illegible] اور حضرت عثمانؓ کیلئے وہاں جگہ نہ رہی لہذا آپکی قبر جنت البقیع میں ہے۔

ان پر کیا فرائض عاید ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ بخدا! اگر تمھارے ذریعہ سے ایک شخص بھی مسلمان ہو جائے تو یہ بات تمھارے لیے سُرخ اونٹوں کے حصول سے کہیں بہتر ہے[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵٦ الجهاد: باب ۱۰۲ دعاء النبی ﷺ الی الاسلام والنبوّة

۱۵۵۸ ـــــ **حدیث سلمة بن الاکوع** رضی اللہ عنہ: حضرت سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ آپ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں، تو حضرت علیؓ نے دل میں خیال کیا کہ کیا میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ نہ دے سکوں گا۔ (یہ تو بہت بُری بات ہو گی) یہ خیال آتے ہی حضرت علی چل پڑے اور جناب نبی کریم ﷺ سے جا ملے پھر جب اس رات کی شام آئی جس کی اگلی صبح کو خیبر فتح ہُوا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں جھنڈا اسے دوں گا ـــ یا آپؐ نے فرمایا تھا کل جھنڈا وہ شخص لے گا جسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ دوست رکھتے ہیں یا آپؐ نے فرمایا تھا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں (خیبر) فتح کرائے گا ـــ پھر غیر متوقع طور پر ہمیں حضرت علیؓ نظر آئے تو لوگوں نے کہا: لیجیے! علیؓ آگئے پھر نبی کریم ﷺ نے انھیں جھنڈا عطا فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں خیبر فتح کرایا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ٦۵ الجهاد: باب ۱۲۱ ما قیل فی لواء النبی ﷺ

۱۵۵۹ ـــــ **حدیث سهل بن سعد** رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھر تشریف لے گئے، اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو حضرت فاطمہؓ سے دریافت فرمایا: تمھارے چچا زاد کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: میرے اور ان کے درمیان کچھ رنجش تھی لہٰذا وہ مجھ سے ناراض ہو کر باہر چلے گئے اور یہاں میرے پاس قیلولہ نہیں کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے کہا: ذرا دیکھو حضرت علیؓ کہاں ہیں؟ اس نے واپس آکر بتایا: یا رسولؐ اللہ! وہ مسجد میں لیٹے ہُوئے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ لیٹے ہُوئے تھے اور ان کے پہلو سے چادر اتر چکی تھی اور ان کے جسم پر مٹی لگی ہُوئی تھی تو نبی کریم ﷺ حضرت علیؓ کے جسم سے مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: اے ابوتراب اٹھو، اے ابوتراب اٹھو!

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸ الصلاة: باب ۵۸ نوم الرجال فی المسجد

باب ۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۵٦۰ ـــــ **حدیث عائشة** رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ (کسی سفر میں) نبی کریم ﷺ جاگتے رہے پھر جب مدینے تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا: کاش میرے اصحاب میں سے کوئی نیک شخص آج رات میرے گھر پر پہرہ دے، آپؐ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ہمیں ہتھیاروں کے بجنے کی آواز سنائی دی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا:

---

[1] سُرخ اونٹ عربوں کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے اتنا قیمتی اور نفیس کہ اس کو بطور ضرب المثل بولا جاتا ہے اور ان کی نظر میں اس سے بیش قیمت اور کوئی چیز نہیں ہے۔ مترجم

کون ہے ؟ کہا : میں سعد بن ابی وقاص ہوں اور آپؐ کے در پر پہرہ دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سننے کے بعد نبی کریم ﷺ سو گئے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۶ الجهاد والسیر : باب الحراسة فی الغزو فی سبیل الله

۱۵۶۱ ـــــ حدیث علی ؓ : حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابیؓ وقاص کے سوا کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اس کی کارکردگی پر اتنے خوش ہوئے ہوں کہ اس پر نہال ہونے کا فرمایا ہو البتہ سعدؓ کے بارے میں میں نے آپؐ کو فرماتے سنا ہے : خوب تیر چلاؤ ! تم پر میرے ماں باپ قربان۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۶ الجهاد والسیر : باب ۸۰ المجن ومن یتترس بترس صاحبه

۱۵۶۲ ـــــ حدیث سعد بن ابی وقاص ؓ : حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن جناب نبی کریم ﷺ نے میرے لیے (یہ فرماتے ہوئے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان) اپنے والد اور والدہ دونوں کا یکجا ذکر فرمایا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۱۵ مناقب سعد بن ابی وقاص

باب ۶ : حضرات طلحہ اور زبیر ؓ کے بعض فضائل

۱۵۶۳ ـــــ (حدیث طلحہ وسعد ؓ) : ابو عثمانؒ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے کافروں کے ساتھ جنگ کی تو بعض دن ایسے بھی آئے کہ آپؐ کے ساتھ حضرت طلحہ اور حضرت سعد ؓ کے سوا کوئی اور نہ رہا (یعنی دوسرے لوگ میدان چھوڑ گئے) یہ بات مجھے (ابو عثمانؒ کو) حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے خود بتائی۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۱۴ ذکر طلحہ بن عبید الله

۱۵۶۴ ـــــ حدیث جابر ؓ : حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ احزاب (خندق) کے موقع پر فرمایا : کوئی ہے جو جا کر دشمنوں کے حالات معلوم کرے اور واپس آ کر مجھے مطلع کرے ؟ حضرت زبیر ؓ نے عرض کیا : میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے پھر فرمایا : کوئی ہے جو دشمنوں کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور مجھے آ کر اطلاع دے ؟ حضرت زبیر نے کہا : میں جاتا ہوں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ہر نبی کے حواری (مددگار و جاں نثار) ہوتے ہیں اور میرے حواری حضرت زبیرؓ ہیں۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۵۶ الجهاد والسیر : باب ۴۰ فضل الطلیعة

۱۵۶۵ ـــــ (حدیث زبیر ؓ) : حضرت عبد اللہ بن زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ احزاب (خندق) میں موجود تھا لیکن (بچہ ہونے کی وجہ سے) مجھے اور عمر بن ابی سلمہؓ کو عورتوں کے ساتھ رکھا گیا تھا۔ وہاں سے میں نے دیکھا کہ حضرت زبیرؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بنی قریظہ کی طرف دو یا تین مرتبہ گئے اور آئے۔ پھر جب ہم لوٹ کر گھر

آئے تو میں نے کہا: ابا جان! میں نے دیکھا تھا کہ آپ آ اور جا رہے تھے۔ انھوں نے کہا: اے بیٹے! کیا تم نے بھی مجھے دیکھا تھا۔ میں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: کوئی شخص ہے جو بنی قریظہ میں جا کر وہاں کے حالات معلوم کر کے آئے۔ لہٰذا میں چلا گیا۔ پھر جب میں واپس آیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے ماں اور باپ دونوں کو یکجا کر کے مجھے فرمایا: میرے ماں باپ تم (زبیرؓ) پر قربان ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۱۳ مناقب زبیر بن العوام

باب: حضرت ابوعبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۵۶۶ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور ہمارے یعنی اس امت کے امین ابوعبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۲۱ مناقب ابوعبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ

۱۵۶۷ ــــ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اہلِ نجران سے فرمایا تھا: میں تمھارے پاس ایسا امین بھیجوں گا جو فی الواقع امین ہوگا۔ یہ سن کر صحابہ کرام (دل میں تمنا لیے) آپؐ کی خدمت میں آنے لگے لیکن آپؐ نے ان کی طرف ابوعبیدة بن الجراح کو بھیجا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۲۱ مناقب ابوعبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ

باب: حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

۱۵۶۸ ــــ حدیث ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دن کے ایک حصہ میں باہر تشریف لائے میں آپؐ کے ساتھ تھا اور ہم دونوں بالکل خاموش تھے، نہ آپؐ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں کچھ بولنے کی جرأت کر سکا، یہاں تک کہ آپؐ بازار بنی قینقاع تک آئے پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صحن میں آکر بیٹھ گئے اور فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ بچہ کہاں ہے؟ لیکن انھیں (حضرت حسنؓ کو) حضرت فاطمہؓ نے کچھ دیر کے لیے روک لیا۔ تو میں سمجھ گیا کہ حضرت فاطمہؓ انھیں خوشبو کا ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا دھلا رہی ہیں پھر حضرت حسنؓ بڑی تیزی سے آئے اور آتے ہی نبی کریم ﷺ کے سینے سے لگ گئے اور آپؐ نے انھیں پیار کیا اور فرمایا: اے اللہ! انھیں لوگوں کا محبوب بنا اور جو ان سے محبت رکھے تُو بھی اس سے محبت کر۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۴۹ ماذکر فی الاسواق

۱۵۶۹ ــــ حدیث براء رضی اللہ عنہ: حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ

---

[1] نووی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ امانت و دیانت حضرت ابوعبیدہؓ اور دیگر سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مشترک صفت تھی تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اصحاب کو کسی خاص وصف سے جو اس پر غالب ہوتا مخصوص فرما دیا کرتے تھے اور وہ اس کا وصفِ خصوصی بن جاتا تھا۔ مرتب

نبی کریم ﷺ کے کندھے پر بیٹھے ہیں اور آپ فرما رہے ہیں : اے اللہ ! میں اس سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تو بھی اسے محبوب رکھیو۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۲۲ مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما

باب ۱۰ : حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کے فضائل

۱۵۷۰ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جو جناب نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ پہلے صرف زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی :

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ج (الاحزاب - ۵)

"جنھیں تم نے منھ بولا بیٹا بنایا ہے ان کو ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارو۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ منصفانہ ہے۔"

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : سورۃ الاحزاب ۳۳ : باب ۲ (ادعوهم لآبائهم)

۱۵۷۱ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دستہ روانہ فرمایا اور اس کا امیر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا تو ان کے امیر بننے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اگر تم کو ان کی امارت پر اعتراض ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے (وہی پرانی جاہلانہ ذہن کی پیداوار ہے جس کے زیر اثر) تم لوگوں نے انکے باپ (حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) کی امارت پر پہلے بھی اعتراض کیا تھا حالانکہ خدا کی قسم ! وہ درحقیقت نہ صرف سرداری کے قابل تھے بلکہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد یہ ان کے بیٹے میرے سب سے زیادہ محبوب لوگوں میں ہیں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۱۷ مناقب زید بن حارثه

باب ۱۱ : حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۱۵۷۲ ــــ (حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما) : حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا : کیا آپ کو یاد ہے جب ہم یعنی میں، آپ اور حضرت ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ کو راستہ میں جا کر ملے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا : ہاں یاد ہے۔ پھر آپ نے ہم دونوں (عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عباسؓ) کو تو سوار کر لیا اور آپ کو چھوڑ دیا تھا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۶ الجهاد والسیر : باب ۱۹۶ استقبال الغزاة

باب ۱۲ : ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۱۵۷۳ ــــ حدیث علی رضی اللہ عنہ : حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا : دنیا کی

عورتوں میں سے سب سے بہترین عورت (اپنے وقت میں) حضرت مریمؑ بنت عمران تھیں اور دنیا کی عورتوں میں سب سے بہترین عورت (اس امت اور اس زمانہ میں) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۵ (واذ قالت الملائکة یا مریم ان اللہ اصطفاک)

۱۵۷۴ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں اہلِ کمال افراد بہت ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں صاحب کمال صرف فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور حضرت مریم بنت عمران ہیں اور عورتوں پر حضرت عائشہؓ کو جو فضیلت حاصل ہے اس کی مثال وہ برتری ہے جو ثرید[1] کو تمام کھانوں پر حاصل ہے[2]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۳۲ قول اللہ تعالیٰ (ضرب اللہ مثلا للذین آمنوا)

۱۵۷۵ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! خدیجہؓ آرہی ہیں ان کے پاس ایک برتن میں شوربا یا کھانا یا پانی ہے (مُراد یہ ہے کہ حضرت جبریلؑ نے تین چیزوں میں سے کسی ایک کا نام لیا تھا اور مغالطہ راوی کو ہے) لہٰذا جب وہ آپؐ کے پاس آئیں تو انھیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیے گا اور جنت میں جوفدار موتیوں سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دیجیے گا جس میں نہ شور وغل ہوگا اور نہ کسی قسم کی تکلیف۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۲۰ تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة وفضلها

۱۵۷۶ــــ (حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ): ــــ اسماعیلؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے پوچھا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی تھی؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ جنت میں جوفدار موتیوں سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دی تھی جس میں نہ شور وغل ہوگا اور نہ کسی طرح کی تکلیف۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۲۰ تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة وفضلها

۱۵۷۷ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا ام المومنین حضرت خدیجہؓ پر آتا تھا حالانکہ میں نے انھیں دیکھا بھی نہ تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت ذکر فرمایا کرتے تھے اور بسا اوقات جب آپؐ بکری ذبح فرماتے اور اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں

---

[1] ثرید، گوشت اور شوربے میں روٹیاں توڑ کر تیار کیا جاتا ہے اور اہل عرب کے خیال میں اس سے زیادہ لذیذ، زود ہضم اور عُمدہ غذا اور کوئی نہیں۔ مترجم

[2] یہ حدیث باب فضائل ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ مرتب علیہ الرحمۃ نے اسے اس باب میں اس وجہ سے درج کر دیا ہے کہ امام مسلم نے بھی یہ حدیث اسی عنوان کے تحت درج کی ہے اور مرتب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کی ترتیب میں امام مسلم کا تتبع کر رہے ہیں۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ یہ دونوں عورتیں یعنی آسیہ اور حضرت مریم نبی تھیں لیکن صحیح یہی ہے کہ کوئی عورت نبی نہیں ہوگی البتہ کمال ولایت انھیں حاصل ہے اور حدیث سے ام المومنین حضرت عائشہؓ کی تمام عورتوں پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مترجم

کو بھجوادیتے تو بعض مرتبہ میں کہتی: آپؐ کی نظر میں تو دنیا کی عورتوں میں جیسے حضرت خدیجہؓ کے سوا کوئی اور عورت جچتی ہی نہیں تو آپؐ فرماتے: ان میں یہ یہ خوبیاں تھیں اور ان ہی سے تو میری اولاد ہوئی تھی[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۲۰ تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وفضلھا

۱۵۷۸ ـــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ام المومنین حضرت خدیجہ ؓ کی بہن حضرت ہالہؓ بنت خویلد نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ کو حضرت خدیجہؓ کے اجازت طلب کرنے کا جانا پہچانا انداز یاد آگیا اور آپؐ غمگین ہو گئے اور آپؐ نے فرمایا: یا اللہ! ہالہؓ بنتِ خویلد آئی ہیں! حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہ کیفیت دیکھ کر مجھے رشک آیا اور میں نے کہا: اب آپؐ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک بڑھیا کو کیا یاد کرتے ہیں جس کے مُنھ میں ایک دانت باقی نہ رہا تھا محض سُرخی ہی سُرخی تھی اور جو انتقال فرما چکی ہیں اور اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو اس سے بہتر زوجہ عطا فرمادی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۲۰ تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وفضلھا

باب ۱۳: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

۱۵۷۹ ـــــ حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم دو مرتبہ مجھے خواب میں دکھائی گئیں۔ مَیں نے دیکھا کہ تم ایک سفید ریشم کے ٹکڑے میں لپٹی ہُوئی ہو اور کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ آپؐ کی زوجہ ہیں۔ میں اسے کھول کر دیکھتا ہوں تو اس میں تم تھیں۔ میں نے کہا: اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو پُورا ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۴۴ تزویج النبی ﷺ عائشہ وقدومھا المدینۃ

۱۵۸۰ ـــــ حدیث عائشہ ؓ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ تم کس وقت مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کب ناراض۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپؐ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو "نہیں! حضرت محمدؐ کے رب کی قسم" اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو "نہیں! حضرت ابراہیمؑ کے رب کی قسم"۔ میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! بخدا، بات تو یہی ہے میں محض آپؐ کا نام لینا چھوڑتی ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۰۸ غیرۃ النساء ووجدھن

---

[1] فتح الباری میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولادیں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھیں سوائے حضرت ابراہیمؓ کے جو حضرت ماریہؓ سے تھے جو لونڈی تھیں اور متفق علیہ روایت کے مطابق آپؐ کی جو اولاد حضرت خدیجہؓ سے تھی حضرت قاسمؓ بھی اس میں شامل ہیں جن کے نام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ حضرت قاسمؓ کا نبوت سے پہلے ہی صغر سنی میں انتقال ہو گیا تھا اور چار بیٹیاں زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ بھی حضرت خدیجہؓ سے تھیں اور عبداللہؓ بھی جن کا لقب طیب وطاہر تھا اور بعثت کے بعد پیدا ہوئے تھے اور انتقال فرما گئے تھے۔ مرتبؒ

۱۵۸۱ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: امُ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی تھی میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں لیکن جب نبی کریم ﷺ تشریف لاتے اور وہ چھپ جاتیں تو آپؐ ان کو پھر میرے پاس بھیج دیتے اور میں ان کے ساتھ کھیلنے لگ جاتی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۸۱ الانبساط الی الناس

۱۵۸۲ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ لوگ (نبی کریم ﷺ کی خدمت میں) اپنے ہدیے بھیجنے کی خاطر اس دن کو زیادہ بہتر خیال کرتے تھے جس دن آپؐ میرے گھر ہوتے تھے اور وہ میرے ذریعہ سے یا اس دن ہدیہ بھیجنے سے نبی کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

اخرالبخاری فی: کتاب ۵۱ الھبۃ: باب ۷ قبول الھدیۃ

۱۵۸۳ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی اس بیماری کے دنوں میں جس میں آپؐ نے رحلت فرمائی مسلسل دریافت فرماتے رہتے تھے کہ میں کل کس (زوجہ محترمہ) کے گھر ہوں گا؟ گویا آپؐ حضرت عائشہؓ کی باری کا دن معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس کیفیت کے پیش نظر آپؐ کی تمام ازواجِ مطہرات نے اجازت دے دی تھی کہ آپؐ جہاں چاہیں رہیں لہٰذا بعد ازاں آپؐ اپنے وقتِ وصال تک حضرت عائشہؓ کے گھر میں ہی قیام فرما رہے اور آپؐ نے اسی دن وفات پائی جو دن آپؐ کے میرے ہاں تشریف لانے کا تھا اور آپؐ کا وصال اس حالت میں ہوا کہ آپؐ کا سرِ مبارک میرے سینے اور گردن کے درمیان تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸۳ مرض النبی ﷺ و وفاتہ

۱۵۸۴ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت انتقال سے پہلے جب کہ آپؐ میرے ساتھ اپنی پیٹھ لگائے بیٹھے تھے میں نے اپنا کان قریب لے جا کر سُنا آپؐ فرما رہے تھے:

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، اور مجھے میرے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸۳ مرض النبی ﷺ و وفاتہ

۱۵۸۵ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: میں سنا کرتی تھی کہ "کوئی نبی اس وقت تک دنیا سے رحلت نہیں فرماتا جب تک اسے دنیا اور آخرت میں سے ایک کو انتخاب کرنے کا اختیار نہیں دیا جاتا" چنانچہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کو مرض الموت کے دنوں میں ـــ جب کہ آپ کی آواز بھی بیٹھ چکی تھی ـــ یہ فرماتے سُنا: (مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔ النساء-(۶۹)" ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے"۔ تو میں سمجھ گئی کہ آپؐ کو اختیار دیا گیا ہے[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸۳ مرض النبی ﷺ و وفاتہ

[1] یعنی ان حضرات کو دنیا میں رہنے یا دنیا سے رحلت فرما کر دار الآخرت کو پسند فرمانے کا اختیار دیا جاتا ہے اور اب آپؐ کو بھی یہ اختیار دیا گیا ہے: مترجم

۱۵۸۶ ـــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: امُ المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بحالتِ صحت تھے تو آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کی رُوح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اسے جنّت میں اس کی قیام گاہ نہ دکھا دی جائے، اس کے بعد اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے (کہ وہ چاہے دنیا میں رہے یا دارِ آخرت کو پسند کرے) پھر جب آپؐ بیمار ہوئے اور رحلت کا وقت قریب آگیا تو آپؐ کا سرِ مبارک میرے زانو پر تھا اور آپؐ بے ہوش تھے پھر آپؐ کی اس کیفیت میں افاقہ ہوا تو آپؐ نے اپنی نظریں گھر کی چھت پر گاڑ دیں اور فرمایا: اے میرے آقا و مولیٰ! مجھے میرے رفیقِ اعلےٰ سے ملا۔ لہٰذا میں سمجھ گئی کہ اب آپؐ مزید ہمارے پاس قیام نہ فرمائیں گے۔ اور مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ دراصل آپؐ کے اس ارشاد کی تفسیر ہے جو آپؐ فرمایا کرتے تھے اور اب ظاہر ہو رہی ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٤ المغازي: باب ٨٣ مرض النبي ﷺ و وفاته

۱۵۸۷ ـــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔ ایک موقعہ پر قرعہ میرے اور اُم المومنین حضرت حفصہؓ کے نام کا نکلا اور جب آپؐ رات کو سفر کرتے تو حضرت عائشہؓ کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلا کرتے تھے۔ (اس مرتبہ) حضرت حفصہؓ نے مجھ سے کہا: ایسا کیوں نہ کریں کہ تم میرے اُونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمھارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں؟ ـــــ اور جو کچھ ہوگا تم بھی دیکھنا اور میں بھی دیکھوں گی حضرت عائشہؓ نے کہا: اچھا۔ اور وہ (حضرت حفصہؓ کے اونٹ پر) سوار ہوگئیں۔ اور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی جانب تشریف لائے لیکن اس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں، آپؐ نے انھیں سلام کیا پھر روانہ ہوگئے حتیٰ کہ پھر جب سب لوگ ایک جگہ پڑاؤ کرنے کے لیے اترے، تو حضرت عائشہؓ کو احساس ہُوا کہ نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ نہیں ہیں تو حضرت عائشہؓ اترنے کے بعد اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈالتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں: اے اللہ! کوئی بچھّو یا سانپ بھیج جو مجھے ڈس لے ـــــ اب میں نبی کریم ﷺ کے متعلق کچھ کہنے کی تو جُرأت نہیں کر سکتی ـــــ

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٧ النكاح: باب ٩٧ القرعة بين النساء ان اراد سفرًا

۱۵۸۸ ـــ حدیثِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: عورتوں پر اُم المومنین حضرت عائشہؓ کو جو فضیلت حاصل ہے وہ بعینہٖ اس فضیلت کی مانند ہے جو ثرید کو تمام قسم کے کھانوں پر حاصل ہے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٢ فضائل اصحاب النبي ﷺ باب ٣٠ فضل عائشه رضی اللہ عنہا

۱۵۸۹ ـــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! حضرت جبرئیلؑ آئے ہیں اور تمھیں سلام کہتے ہیں۔ تو میں نے کہا: ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ آپؐ جو کچھ دیکھتے ہیں وہ مَیں نہیں دیکھ سکتی۔ یہ بات حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٥٩ بدء الخلق: باب ٦ ذكر الملائكة

باب۱۴ : اُمّ زرع کی کہاوت

۱۵۹۰ ـــــ حدیث عائشہؓ : ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں اور انھوں نے آپس میں عہد و پیمان کیے کہ اپنے خاوندوں کے بارے میں ایک دوسرے سے کوئی بات نہ چھپائیں گی۔

پہلی عورت نے کہا :

میرے خاوند کی مثال دُبلے اونٹ کے ایسے گوشت کی سی ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ تو اس تک پہنچنے کا راستہ آسان ہے اور نہ وہ گوشت موٹا تازہ ہے کہ کوئی اسے وہاں سے اٹھا کر لائے۔

دوسری عورت نے کہا :

میرا خاوند ایسا ہے کہ میں اس کے متعلق خبر نہیں پھیلا سکتی کیونکہ ڈرتی ہوں (ایسا کرنے کی صورت میں) کہیں اس کو چھوڑنا نہ پڑ جائے (یا دوسرے معنیٰ یہ ہو سکتے ہیں کہ میں ڈرتی ہوں، اگر بیان کروں تو پُورا بیان نہ کر سکوں گی اور اس کے عیبوں کا بیان ادھورا چھوڑنا پڑے گا) اگر میں اس کے بارے میں کچھ بیان کروں گی تو وہ اس کے ظاہری اور باطنی عیوب ہوں گے (اس کے علاوہ اس میں کچھ نہیں ہے)۔

تیسری عورت نے کہا :

میرا خاوند لمبا بے ڈھب احمق اور نامعقول ہے اگر میں اس کے بارے میں باتیں کرتی ہوں تو مجھے طلاق مل جائے گی اور اگر چُپ رہتی ہوں تو معلّق رہتی ہوں (نہ بیوی بنا کر رکھتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے)۔

چوتھی عورت نے کہا :

میرا خاوند تو ایسا ہے جیسے تہامہ (حجاز اور مکہ) کی رات نہ گرم ہے نہ سرد، نہ اس سے کسی طرح کا خوف ہے نہ رنج (یہ اس کی تعریف ہے کہ عمدہ اخلاق کا مالک ہے اور معتدل المزاج ہے)۔

پانچویں عورت نے کہا :

میرا خاوند جب گھر میں ہوتا ہے تو چیتے کی مانند اور جب باہر جاتا ہے تو شیر ہوتا ہے اور جو مال و اسباب گھر میں چھوڑ جاتا ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھتا۔ (یعنی گھر میں ہوتا ہے تو سوتا رہتا ہے اور کسی کو نہیں ستاتا اور باہر شیر کی مانند بہادر رہتا ہے، اور کھلے دل اور کھلے ہاتھ کا مالک ہے)

چھٹی عورت نے کہا :

میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور پیتا ہے تو تلچھٹ تک نہیں چھوڑتا، لیٹتا ہے تو بدن لپیٹ کر لیٹتا ہے اور مجھ پر ہاتھ نہیں ڈالتا کہ میرا دکھ درد پہچانے (یہ بھی مذمّت ہے کہ اسے بیل کی طرح کھانے پینے کے سوا اور کوئی کام نہیں، عورت کی خبر تک نہیں پوچھتا)۔

ساتویں عورت نے کہا :

میرا خاوند نامرد ہے یا شریر ہے اور ایسا احمق ہے کہ کلام کرنا نہیں جانتا۔ دنیا بھر کی بیماریاں اس میں ہیں ظالم ایسا کہ یا تو تیرا سر پھوڑے گا یا ہاتھ توڑے گا یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے گا۔

آٹھویں عورت نے کہا:

میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم اور اس کی بُو زرنب[1] کی خوشبو کی مانند ہے[2]۔

نویں عورت نے کہا:

میرا خاوند اونچے ستونوں (محلات) والا، لمبے پرتلے والا (بہت بہادر)، بہت زیادہ راکھ والا (یعنی سخی کہ اس کا باورچی خانہ ہر وقت گرم رہتا ہے)، اس کا گھر چوپال (مجلس گاہ، سرائے، مسافر خانہ) سے قریب ہے (ہر وقت لوگ آتے اور کھاتے پیتے رہتے ہیں یعنی سردار بہادر اور سخی ہے)۔

دسویں عورت نے کہا:

میرے خاوند کا نام مالک ہے۔ لیکن کیسا مالک! ایسا کہ وہ میری اس تعریف سے بھی بہتر اور افضل ہے۔ اس کے بہت سے شتر خانے ہیں لیکن چراگاہیں کم ہیں (یعنی ضیافتوں میں اونٹ ذبح زیادہ ہوتے ہیں اور چراگاہوں میں چرنے کم جاتے ہیں) اس کے اونٹ جب باجے کی آواز سنتے ہیں، یقین کر لیتے ہیں کہ اب ان کے ہلاک ہونے کا وقت قریب آگیا ہے[3]۔

گیارہویں عورت نے کہا:

میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے اور ابوزرع کے کیا کہنے! اس نے میرے دونوں کانوں کو زیور سے بوجھل کر دیا اور میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا (یعنی خوب زیور پہنایا اور کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کر دیا) اور اس نے مجھے بہت خوش کیا کہ میں خود پر ناز کرنے لگی۔ اس نے مجھے پُر مشقت زندگی بسر کرنے والے چرواہوں کے خاندان میں پایا تھا لیکن اس نے مجھے گھوڑوں، اونٹوں، کھیت اور کھلیانوں کا مالک بنا دیا (یعنی بہت نادار اور غریب تھی اس نے مجھے مالدار اور باعزت کر دیا) میں اس کے سامنے بات کرتی ہوں تو مجھے بُرا نہیں کہتا اور سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں اور پیتی ہوں تو سیراب ہو جاتی ہوں (یعنی کوئی ٹوکا ٹاکی نہیں ہے اور نہ کچھ کام کاج کرنا پڑتا ہے عیش کی زندگی گزار رہی ہوں) اور ابوزرع کی ماں بھی کیا خوب ماں ہے! جس کی گٹھڑیاں بڑی بڑی اور گھر کشادہ — ابوزرع کا بیٹا بھی کیا بیٹا ہے! جس کی خوابگاہ گویا تلوار کی میان (نازنین بدن) اور شکم سیر ہو جاتا ہے بکری کا ایک بازو کھا کر (یعنی کم خور ہے) اور ابوزرع کی بیٹی بھی کیا بیٹی ہے! اپنے ماں باپ کی فرماں بردار اور اپنے لباس کو پورا بھر دینے والی (یعنی موٹی، عرب کے نقطہ نگاہ سے موٹی عورت قابل تعریف ہے) اور اپنی سوکن کے لیے باعث رنج وحسد (یعنی خاوند کی پیاری) اور ابوزرع کی لونڈی بھی کیا لونڈی ہے! جو نہ تو ہماری بات ادھر اُدھر پھیلاتی

---

[1] زرنب ایک خوشبودار گھاس کا نام ہے۔ مرتبؔ

[2] گویا تعریف کر رہی ہے کہ نرم و نازک اور خوشگوار بو کا مالک ہے یعنی اس کا ظاہر و باطن دونوں خوب ہیں۔ مرتبؔ

[3] یعنی اس کے گھر ہر وقت جشن کا سماں رہتا ہے اور مہمانوں کے لیے اونٹ ذبح ہوتے رہتے ہیں۔ مرتبؔ

نہ ہمارے ذخیرۂ خوراک کو کم کرتی اور نہ گھر کو کوڑے کرکٹ سے آلودہ رکھتی ہے۔

اُمِ زرع نے بیان کیا: کہ ایک دن ابوزرع گھر سے ایسے وقت نکلا جب مشکوں میں دودھ بلویا جا رہا تھا (گھی نکالا جا رہا تھا) اور اس کی ملاقات ایک ایسی عورت سے ہوئی جس کے دو لڑکے تھے ایسے گویا چیتے کے دو بچے، جو اس کی گود میں بیٹھے اس کے انار جیسے پستانوں سے کھیل رہے تھے اس عورت کی وجہ سے ابوزرع نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا اس کے بعد میں نے بھی ایک ایسے شخص سے نکاح کر لیا جو ایک منتخب انسان ہے، شہسوار اور نیزہ باز ہے اس نے مجھے بہت سے مویشی اور اُونٹ دیے ہر جانور کا جوڑا جوڑا دیا اور اس نے مجھ سے کہا: اے اُمِ زرع! خود کھا اور اپنے عزیز و اقارب کو کھلا۔

اُمِ زرع بیان کرتی ہے کہ (اتنے اچھے سلوک اور داد و دہش کے باوجود) اس خاوند نے جو کچھ مجھے دیا وہ سب کا سب ابوزرع کے ایک چھوٹے برتن کے برابر بھی نہیں تھا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں تمھارے لیے ویسا ہوں جیسا کہ ابوزرع اُمِ زرع کے لیے تھا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٧ النكاح: باب ٨٢ حسن المعاشرة مع الاهل

باب ۱۵: نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل

۱۵۹۱ ——— (حدیث مسور بن مخرمہ ؓ): ابن شہابؒ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی ابن حسین رحمہ اللہ (حضرت زین العابدینؒ) حضرت امام حسین ؓ کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہؓ کے پاس سے مدینہ آئے تو آپ سے حضرت مسور بن مخرمہؓ نے ملاقات کی اور کہا: کیا میرے لائق کوئی خدمت ہے جو میں بجا لاؤں؟ حضرت زین العابدینؒ نے کہا: نہیں! پھر حضرت مسور بن مخرمہؓ نے کہا: کیا آپ نبی کریم ﷺ کی تلوار میرے سپرد کرنے کو تیار ہیں، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ وہ تلوار آپ سے زبردستی نہ چھین لیں؟ اور خدا کی قسم! اگر آپ مجھے دے دیں تو جب تک میں زندہ ہوں وہ ہرگز ان لوگوں کے ہاتھ میں نہ جائے گی۔ (اور حضرت مسور بن مخرمہؓ نے بیان کیا کہ) حضرت علی ابن ابی طالب ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کی موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا۔ تو میں نے نبی کریم ﷺ کو اس موقع پر اپنے اسی منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے سنا، ——— میں ان دنوں بالغ جوان تھا ——— آپؐ نے فرمایا: فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور (اگر ان پر سوکن آ گئی تو) مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنے دین کے معاملہ میں فتنہ میں پڑ جائیں گی۔ پھر آپؐ نے اپنے ایک داماد[1] کا ذکر فرمایا جو بنی عبد شمس میں سے تھا اور اس کے رویہ کی تعریف کی جو اس نے بطور داماد آپؐ سے روا رکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اس نے جو بات مجھ سے کہی سچ کہی اور جو وعدہ کیا پورا کیا۔ اور میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار نہیں دے رہا لیکن بخدا یہ واقعہ ہے کہ رسول اللہ کی

---

[1] داماد سے مراد عاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینبؓ کے خاوند تھے اور یہ نکاح بعثت سے پہلے ہوا تھا۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ حضرت زینبؓ کو مکہ سے مدینہ بھیج دیں گے اور یہ وعدہ پورا کیا تھا۔ مترجمؒ

بیٹی اور دشمنِ خدا (ابوجہل) کی بیٹی دونوں ایک گھر میں ہرگز جمع نہیں ہوسکتیں[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۵ ماذکر من درع النبی ﷺ وعصاہ وسیفہ

۱۵۹۲ حدیثِ مسور بن مخرمہ ؓ: حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا اور اس بات کی اطلاع حضرت فاطمہ ؓ کو ہوئی تو آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کی بیٹیوں کو تکلیف دے تب بھی آپ غصہ میں نہیں آتے یہی وجہ ہے کہ (حضرت) علی ؓ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے پر آمادہ ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور میں نے سنا کہ پہلے آپ نے حمد وثنا کی، اس کے بعد ارشاد فرمایا: میں نے ابوالعاص بن الربیع کا (اپنی بیٹی حضرت زینب سے) نکاح کیا تو اس نے مجھ سے جو بات کی سچی کی اور یقیناً فاطمہ ؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور ہر وہ بات جو اسے تکلیف دے مجھے ناپسند ہے۔ اور خدا کی قسم! اللہ کے رسول ؐ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک ہی شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر حضرت علی ؓ نے (بنتِ ابوجہل سے) منگنی کا ارادہ ترک کر دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۱۶ ذکر اصھار النبی ﷺ منھم ابوالعاص بن الربیع

۱۵۹۳ حدیث عائشہ ؓ وفاطمہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم سب ازواج النبی ﷺ نبی کریم ﷺ کے پاس جمع تھیں کوئی ایک بھی ایسی نہ تھی جو موجود نہ ہو اس وقت حضرت فاطمہ ؓ تشریف لائیں۔ قسم خدا کی! آپ بعینہٖ نبی کریم ﷺ کے چلنے کے انداز سے چلتی تھیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے آپ کو آتے دیکھا تو انھیں خوش آمدید کہا، اور فرمایا: میری بیٹی کو مرحبا۔ پھر انھیں اپنی دائیں جانب یا بائیں جانب بٹھا لیا اور بعد ازاں آپ نے حضرت فاطمہ ؓ سے چپکے چپکے کچھ ارشاد فرمایا، جسے سن کر حضرت فاطمہ ؓ بہت روئیں جب نبی کریم ﷺ نے انھیں غمگین دیکھا تو دوبارہ آپ نے رازدارانہ انداز میں کچھ فرمایا، جسے سن کر حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں تو تمام ازواج مطہرات میں سے صرف میں نے حضرت فاطمہ ؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سب میں سے صرف آپ کو رازدارانہ انداز میں بات کرنے کا اعزاز بخشا۔ پھر بھی آپ روئیں؟ بعد ازاں جب نبی کریم ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے تو میں نے حضرت فاطمہ ؓ سے پوچھا: وہ کیا بات تھی جو چپکے سے نبی کریم ﷺ نے آپ سے کی تھی؟ حضرت فاطمہ کہنے لگیں: میں ہرگز وہ راز جو نبی کریم ﷺ نے مجھے بتایا ہے افشا نہیں کرسکتی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ رحلت فرما گئے تو میں نے حضرت فاطمہ ؓ سے کہا: اس حق کی قسم جو میرا تم پر ہے، مجھے وہ بات ضرور بتاؤ (جو رسول اللہ ﷺ نے رازدارانہ انداز سے کی تھی) حضرت فاطمہ ؓ نے کہا: ہاں اب میں بتاتی ہوں۔ چنانچہ انھوں نے مجھے

---

[1] امام نووی ؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا خواہ اس کا سبب کچھ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے اگرچہ یہ تکلیف آپ کو کسی ایسی بات سے پہنچے جو فی الاصل مباح ہو اس حدیث میں آپ نے یہ بات واضح کر دی کہ آپ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کر رہے لیکن دو وجہ سے حضرت علی ؓ کا حضرت فاطمہ ؓ کی موجودگی میں بنتِ ابی جہل سے شادی کرنا ناقابلِ جواز ہے ایک یہ کہ ایسا کرنے سے حضرت فاطمہ کو تکلیف ہوگی اور ان کی تکلیف کی وجہ سے نبی کریم ؐ کو تکلیف پہنچے گی، دوسری یہ کہ ابوجہل دشمنِ خدا تھا اس کی بیٹی اور رسولِ خدا کی بیٹی ایک ہی گھر میں جمع ہوں یہ بات کسی طرح قابلِ برداشت نہیں ہے۔ مرتب

بتایا۔ کہنے لگیں: پہلی دفعہ جو بات آپؐ نے چپکے سے مجھے بتائی یہ تھی کہ ہر سال جبرئیلؑ میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ قرآن کا ورد کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب وقت قریب آ گیا ہے (یعنی وقتِ وصال قریب آ گیا ہے) لہٰذا تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا کیوں کہ تمھارے لیے بہترین پیش رَو میں ہی ہوں۔ یہ سن کر میں روئی تھی جو آپ نے دیکھا تھا۔ پھر جب نبی کریمؐ نے میرا رونا دیکھا تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا: اے فاطمہؓ! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم تمام مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو یا آپؐ نے فرمایا: اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۴۳ من ناجی بین ید الناس ولم یخبر بسر صاحبه

باب ۱۶: اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۱۵۹۴ ــــ حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما: حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اس وقت آپؐ کے پاس حضرت ام سلمہؓ بیٹھی تھیں، حضرت جبرئیلؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہے پھر چلے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلمہؓ سے پوچھا: یہ کون تھے؟ اسامہؓ کہتے ہیں: حضرت اُم سلمہؓ نے کہا: حضرت دحیہؓ تھے۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ بخدا! میں ان کو دحیہؓ ہی سمجھتی رہی حتےٰ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خُطبہ سنا جس میں آپؐ نے یہ اطلاع دی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوة فی الاسلام

باب ۱۷: اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل

۱۵۹۵ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض ازواج مطہرات نے دریافت کیا کہ ہم میں سے سب سے پہلے آپؐ سے کون آ کر ملے گی؟ آپؐ نے فرمایا: جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ یہ سن کر ازواج مطہرات ایک لکڑی کے ٹکڑے سے اپنے ہاتھوں کو ناپنے لگیں تو ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے۔ لیکن بعد ازاں ہمیں معلوم ہوا کہ ہاتھوں کی لمبائی سے مُراد زیادہ صدقہ دینا تھا اور ہم میں سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والی حضرت (زینب) تھیں کیونکہ وہ صدقہ دینا محبوب رکھتی تھیں[2]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاة: باب ۱۱ ای الصدقة افضل

---

[1] حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آیا کرتے تھے۔ اس حدیث سے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوئی کہ انھوں نے حضرت جبرئیلؑ کو انسانی صورت میں دیکھا اگرچہ پہچانا نہیں اور انھیں حضرت جبرئیلؑ کے آنے کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے ہُوا۔ مترجم

[2] اس روایت کا بخاری کا متن غیر واضح ہے بخاری کی روایت میں حضرت ام المومنین زینبؓ کا نام کسی مرحلہ میں کتابت کی غلطی سے رہ گیا ہے اس لیے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جو بات کہی جا رہی ہے وہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے متعلق ہے یا حضرت زینبؓ کے بارے میں، جبکہ باب کا عنوان فضائل ام المومنین حضرت زینبؓ ہے لیکن مسلمؒ کی روایت میں واضح طور پر حضرت زینبؓ کا نام موجود ہے لہٰذا ترجمہ میں حضرت زینبؓ کا نام قوسین میں درج کر دیا گیا ہے۔ مترجم

باب ۱۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اُمِ سُلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل

۱۵۹۶ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات کے گھروں کے علاوہ مدینہ کے کسی گھر میں تشریف نہیں لے جایا کرتے تھے سوائے حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے۔ آپ سے ان کے گھر جانے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: مجھے ان پر بہت رحم آتا ہے کیونکہ ان کا بھائی میری حمایت میں (لڑتا ہوا) شہید ہوا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد والسیر: باب ۳۸ فضل من جهز غازیا او خلفه بخیر

باب ۲۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اُن کی والدہ رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل

۱۵۹۷ ـــــ حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ) آئے تو ایک مدت تک ہم یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ ہم ان کو اور ان کی والدہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اکثر جاتے دیکھا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب ۲۷ مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۱۵۹۸ ـــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: بخدا! میں نے ستر سے زیادہ سورتیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سیکھی ہیں اور بخدا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اصحاب النبی میں کتاب اللہ کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اس کے باوجود میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔

اس حدیث کے ایک راوی شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں (کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہ بات کہنے کے بعد) میں لوگوں کے مختلف حلقوں میں بیٹھا تاکہ دیکھوں وہ اس سلسلہ میں کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی کو ردِ عمل کے طور پر کوئی ایسی بات کہتے نہیں سنا جو آپ کی بات سے مختلف ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۸ القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۹۹ ـــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کتاب اللہ میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے کوئی سورت ایسی نہیں جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ وہ کب نازل ہوئی ـــ اور اسی طرح قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے متعلق میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ کوئی شخص کتاب اللہ کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور اس تک اونٹ پہنچا سکتا ہو تو میں ضرور اس کے پاس جاؤں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۸ القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۰۰ ـــــ (حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا: یہ ایک ایسا شخص ہے کہ میں اس سے اس وقت کے

بعد سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں جب سے میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ قرآن کا پڑھنا چار شخصوں سے سیکھو ۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ـــ آپ نے سب سے پہلے ان کا نام لیا ـــ ۲۔ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ۳۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ۴۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ [۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۲۶ مناقب سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ

باب ۲۳: حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے کچھ لوگوں کے فضائل

۱۶۰۱ ـــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں چار شخصوں نے قرآن جمع کیا تھا اور یہ سب کے سب انصار میں سے تھے۔ ۱۔ حضرت ابی بن کعب ۲۔ حضرت معاذ بن جبل ۳۔ حضرت ابوزید اور ۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۱۷ مناقب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

۱۶۰۲ ـــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں (لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۔ البيّنه۔ یعنی سورۃ پڑھ کر تم کو سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے [۲]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۱۶ مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

---

[۱] ان چار بزرگوں کا نام خاص طور پر آپ نے اس لیے لیا تھا کہ یہ چاروں الفاظ قرآن کو حفظ کرنے میں دوسروں سے آگے تھے اگرچہ دوسرے کئی صحابہ کرام تفقہ اور تدبر میں ان سے زیادہ تھے۔ دوسرے ان حضرات نے قرآن مجید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سیکھنے کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا جبکہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوسروں سے سیکھنے پر اکتفا کر لیا تھا۔ اس کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں ہیں کہ ان چاروں کے علاوہ اور کسی نے قرآن مجید جمع یا حفظ ہی نہیں کیا تھا۔　　مرتب علیہ الرحمۃ

[۲] حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ جو دریافت کیا کہ کیا میرا نام اللہ تعالیٰ نے لیا ہے　اس سے ان کا مقصد یہ جاننا تھا کہ کیا واقعی میرا نام لے کر کہا ہے یا صرف یہ حکم دیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی کو سناؤ اور آپ نے مجھے منتخب فرمالیا　اور جواب سن کر رونے کا سبب یا تو فرح و مسرت ہے کہ مجھ بندۂ حقیر کا نام اللہ تعالیٰ نے لیا۔ میرے نصیب! یا رونے کا باعث خشوع اور خوف بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنا انعام و اکرام فرماتا ہے اور ہم اس کے انعام کا شکر بجا نہیں لاتے۔ قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اس بات پر حیرت اس لیے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا ان کا نام لے کر حکم دینا ان کیلیے بہت بڑا اعزاز ہے اور اسی اعزاز و اکرام کی مسرت ان کے رونے کا باعث بنی۔ نیز وہ لکھتے ہیں کہ خاص طور پر سورۂ بیّنہ سنانے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ یہ سورۃ انتہائی مختصر ہونے کے باوجود اس میں توحید و رسالت اور اخلاص دین کا جامع بیان موجود ہے علاوہ ازیں یہ بھی مذکور ہے کہ دوسرے انبیاء پر جو صحف نازل ہوئے وہ بھی نماز زکاۃ عقیدہ آخرت اور اہل جنت و جہنم کے ذکر پر مشتمل تھے۔ علاوہ ازیں اس سورۃ کے سنانے کا حکم دینے کا سبب یہ بھی تھا کہ خود حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے سے پہلے یہودی احبار میں شامل تھے جو ان حقائق سے پوری طرح باخبر تھے جو اس سورۃ میں مذکور ہیں۔　　مرتبؒ و مترجم

باب ۲۴: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۶۰۳ــــ حدیث جابر رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: سعد بن معاذ کی موت سے عرشِ الٰہی تھرا گیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۱۲ مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

۱۶۰۴ــــ حدیث براء رضی اللہ عنہ: حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک جوڑا ہدیۃً آیا تو صحابہ کرام اسے چھُو چھُو کر دیکھتے اور اس کی نرمی دیکھ کر حیران ہوتے تھے یہ کیفیت دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اس جوڑے کی نرمی دیکھ کر حیران ہو رہے ہو؟ حالانکہ (جنّت میں) حضرت سعد بن معاذؓ کے رومال اس سے کہیں زیادہ عمدہ اور نرم و نازک ہوں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۱۲ مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

۱۶۰۵ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس (ریشم) کا ایک جبّہ بطورِ ہدیہ آیا، آپؐ ریشم پہننے سے منع فرمایا کرتے تھے، لوگ اس جبّہ (کی نرمی اور لطافت) دیکھ کر حیران ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں (حضرت) محمدؐ کی جان ہے! جنت میں حضرت سعدؓ بن معاذ کے رومال اس سے کہیں بہتر ہوں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۱ الھبه: باب ۲۸ قبول الھدیة من المشرکین

باب ۲۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۶۰۶ــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن میرے والد حضرت عبداللہ بن عمرو کے جسم کو لا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھا گیا اور ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا ــــ کافروں نے آپ کے جسمانی اعضاء مثلاً کان ناک وغیرہ کاٹ کر آپ کا مثلہ کیا تھا ــــ میں نے آگے بڑھ کر ان پر سے کپڑا اٹھانا چاہا تو میرے قبیلے کے لوگوں نے مجھے منع کر دیا۔ اس کے بعد میں پھر اٹھا اور ان پر سے کپڑا اٹھانا چاہا تو پھر مجھے قبیلہ والوں نے منع کر دیا۔ بعد ازاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور ان کا جسم اٹھا لیا گیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے چیخنے کی آواز سنی تو دریافت فرمایا: یہ کون رو رہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن (یعنی حضرت عبداللہ کی بہن یا پھوپھی) ہے آپؐ نے فرمایا: وہ کیوں روتی ہے؟ یا آپؐ نے فرمایا: وہ نہ روئے! کیونکہ (ان کا مقام و مرتبہ تو اتنا بلند ہے کہ) فرشتے مسلسل ان پر اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے تھے حتیٰ کہ انھیں اٹھایا گیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۳۵ حدثنا علی بن عبد اللہ

باب ۲۸: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۶۰۷ — حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اطلاع پہنچی تو انھوں نے اپنے بھائی سے کہا: اٹھو اور سوار ہو کر وادیٔ مکّہ تک جاؤ، اور مجھے اس شخص کے بارے میں مکمل اطّلاع لا کر دو، جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کے پاس آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور اس کا کلام بھی سنو اور سن کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ان کے بھائی روانہ ہو گئے، حتیٰ کہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور آپؐ سے کچھ باتیں سنیں، پھر لوٹ کر حضرت ابوذرؓ کے پاس واپس پہنچے اور انھیں بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپؐ اچھے اخلاق اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں اور میں نے آپؐ کا کلام بھی سُنا ہے لیکن وہ شعر نہیں ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا: اس کے متعلق میں جو چاہتا تھا اس میں تم نے میری پوری تسلّی نہیں کی۔ پھر حضرت ابوذرؓ نے خود زادِ راہ اور ایک مشک میں اپنے ساتھ پانی لیا اور چل پڑے حتیٰ کہ مکہ پہنچ گئے اور مسجد الحرام میں آ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا شروع کیا۔ حضرت ابوذر نہ آپؐ کو پہچانتے تھے اور نہ کسی سے آپؐ کے متعلق دریافت کرنا پسند کرتے تھے حتٰے کہ اسی تلاش میں رات ہو گئی۔ اس وقت انھیں حضرت علیؓ نے دیکھا اور جان لیا کہ مُسافر ہیں اور ان کے پیچھے چلنے لگے لیکن دونوں میں سے کسی نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں پوچھی حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ پھر حضرت ابوذرؓ اپنی مشک اور سامان خورد و نوش اٹھا کر مسجد الحرام میں ہی لے آئے اور سارا دن گزر گیا لیکن وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ پائے حتیٰ کہ شام ہو گئی تو وہ اسی جگہ واپس لوٹ آئے جہاں گزشتہ رات لیٹے تھے۔ اس وقت پھر آپ کے پاس سے حضرت علیؓ گزرے اور کہا: کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اس شخص کو (یعنی تم کو) اپنا ٹھکانا معلوم ہو؟ تو ان کو حضرت ابوذرؓ نے کھڑا کر لیا اور انھیں اپنے ساتھ لے گئے لیکن دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں پوچھی۔ حتیٰ کہ جب تیسرا دن ہُوا تو حضرت علیؓ پھر ان کے پاس گزشتہ دن کی طرح آئے اور ان کے پاس ٹھہر کر پوچھا: کیا آپ مجھے اپنے آنے کی غرض و غایت نہ بتائیں گے؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا: اگر آپ مجھ سے پکا وعدہ کریں کہ مجھے میری منزل تک پہنچا دیں گے تو میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔ حضرت علیؓ نے وعدہ کر لیا۔ چنانچہ حضرت ابوذرؓ نے ان کو اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ حضرت علیؓ نے کہا وہ (حضرت محمدؐ) برحق ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں، لہٰذا کل صبح آپ میرے پیچھے پیچھے چلیں جب میں کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے آپ کے لیے کچھ خطرہ محسوس ہو گا تو میں اس طرح ٹھہر جاؤں گا جیسے پانی بہا رہا ہوں۔ پھر جب میں چل پڑوں تو آپ میرے پیچھے پیچھے چلتے رہیے گا حتیٰ کہ جہاں میں داخل ہوؤں گا آپ بھی وہیں داخل ہو جائیں، چنانچہ حضرت ابوذرؓ نے ایسا ہی کیا ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان کے ساتھ حضرت ابُوذر بھی آپؐ کی خدمت میں آ گئے۔ پھر حضرت ابوذرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سنی اور اسی جگہ (فوراً) اسلام قبول کر لیا۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: تم واپس اپنے قبیلہ میں جاؤ اور انھیں میرے متعلق بتاؤ اور وہیں ٹھہرو حتیٰ کہ تم تک میرا حکم پہنچے۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں تو ان (مکہ والوں) کے سامنے کلمہ شہادت بلند آواز سے سناؤں گا۔ یہ کہہ کر حضرت ابوذرؓ باہر

آگئے اور مسجد الحرام میں پہنچ کر اپنی بلند ترین آواز میں اعلان کیا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) پھر یہ ہُوا کہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور انھیں مارنے لگے اور مارتے مارتے انھیں زمین پر گرا دیا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہاں آئے اور ان کے اُوپر جھک گئے اور لوگوں سے کہا: تمھارا بُرا ہو! کیا تمھیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور جب تم تجارت کے لیے شام کی طرف جاتے ہو تو اسی قبیلہ کے پاس سے گزر کر جاتے ہو۔ یہ کہہ کر حضرت عباسؓ نے ان کو ان لوگوں سے چھڑایا، لیکن حضرت ابوذرؓ نے دوسرے دن پھر وہی کیا یعنی باآواز بلند کلمہ لا الٰہ کا اعلان کیا اور ان لوگوں نے پھر آپ کو مارا اور آپ پر حملہ آور ہوئے اور حضرت عباسؓ نے پھر ان کے اوپر جھک کر انھیں بچایا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۳۳ اسلام ابی ذر رضی اللہ عنہ

باب ۲۹: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۶۰۸ــــ حدیث جریر رضی اللہ عنہ: حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہُوا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی اندر آنے سے نہیں روکا اور جب بھی آپؐ نے میری طرف دیکھا آپؐ کا چہرہ مسکراتا نظر آیا اور میں نے آپؐ سے شکایت کی کہ مَیں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تو آپؐ نے اپنا دست مُبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو جما دے اور اسے راہ دکھانے والا اور راہ یاب بنا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجھاد: باب ۱۶۲ من لا یثبت علی الخیل

۱۶۰۹ــــ حدیث جریر رضی اللہ عنہ: حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تم مجھے ذوالخلصہ کی طرف سے بے فکر نہیں کر سکتے؟ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بُت خانہ تھا جسے کعبۃ الیمانیہ کہا جاتا تھا حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ میں قبیلۂ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر چل پڑا، وہ سب شہسوار تھے اور میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا تو آپؐ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مارا کہ آپؐ کی انگلیوں کے نشان اپنے سینے پر میں نے خود دیکھے اور آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! اسے جما دے اور اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ الغرض حضرت جریرؓ اس بُت خانہ کی طرف گئے اور اسے توڑا اور جلا دیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی بھیج کر آپؐ کو اطلاع کرائی، اس وقت جریرؓ کے قاصد نے آپؐ سے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق و صداقت دے کر بھیجا ــــ میں آپؐ کی خدمت میں اس وقت چلا ہوں جب وہ گھر خالی پیٹ اونٹ یا خارشتی اونٹ کی مانند ہو چکا تھا۔ یہ سن کر آپؐ نے احمس کے گھوڑ سواروں اور پیدل سپاہیوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دُعا فرمائی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجھاد: باب ۱۵۴ حرق الدور والنخیل

باب ۳۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

۱۶۱۰ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیت الخلا (پاخانہ) میں تشریف لے گئے تو میں نے آپؐ کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ (باہر آکر) آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ بتایا گیا کہ (حضرت) ابن عباسؓ نے رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! اسے دین کا فہم وشعور عطا فرما۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴ الوضوء: باب ۱۰ وضع الماء عند الخلاء

باب ۳۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض فضائل

۱۶۱۱ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے دورِ حیات میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو اسے آپؐ کے سامنے بیان کرتا لہٰذا مجھے بھی یہ آرزو پیدا ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور آپؐ سے بیان کروں، میں اس وقت ایک جوان لڑکا تھا اور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ جیسے دو فرشتوں نے مجھ کو پکڑ لیا ہے اور جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ میں جھک کر اسے دیکھتا ہوں تو وہ کنوئیں کی طرح پیچ در پیچ بنا ہوا ہے اور اس پر دو لکڑیاں لگی ہوئی ہیں جیسے کنوئیں پر لگی ہوتی ہیں اور اس کے اندر کچھ لوگ ہیں جنھیں میں پہچان لیتا ہوں تو میں کہنا شروع کر دیتا ہوں کہ میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جہنم سے ــ پھر ایک اور فرشتہ ہمارے پاس آتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے: تم کو نہیں ڈرنا چاہیے ــ یہ خواب میں نے (اپنی بہن) اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ انھوں نے یہ خواب نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے کاش یہ رات کو نماز (تہجد) پڑھتا۔ آپؐ کے اس ارشاد کے بعد سے حضرت عبداللہؓ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجّد: باب ۲ فضل قیام اللیل

باب ۳۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۶۱۲ ــــ (حدیث انس رضی اللہ عنہ): حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! انسؓ آپؐ کا خدمت گزار ہے اس کے لیے دُعا کیجیے، تو آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! انسؓ کا مال بھی زیادہ کر اور اولاد بھی، اور جو کچھ تو نے انھیں دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۴۷ الدعاء بکثرة المال والبرکة

۱۶۱۳ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک راز کی بات بتائی جس کے متعلق میں نے آپؐ کے بعد کسی کو کچھ نہیں بتایا بلکہ مجھ سے اس کے بارے میں (میری والدہ) حضرت اُم سلیمؓ نے پوچھا تو میں نے ان کو بھی نہیں بتایا

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۴۶ حفظ السرّ

باب ۳۳ : حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۶۱۴ ـــــ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے کسی زمین پر چلنے والے شخص کے لیے یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ یہ اہل جنت میں سے ہے۔ آپ نے فرمایا : یہ آیۂ کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثۡلِهِۦ فَـَٔامَنَ وَٱسۡتَكۡبَرۡتُمۡ ۖ (الاحقاف - ۱۰) "اور اس جیسے ایک کلام پر تو بنی اسرائیل کا ایک گواہ شہادت بھی دے چکا ہے وہ ایمان لے آیا اور تم اپنے گھمنڈ میں رہے[1]"۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۱۹ مناقب عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

۱۶۱۵ ـــــ (حدیث عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ) : قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس کے چہرے پر خوفِ خدا کے آثار نظر آرہے تھے لوگوں نے اس کے متعلق کہا کہ یہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ اس شخص نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں اور باہر چلا گیا۔ میں ان کے پیچھے ہو لیا اور میں نے ان سے کہا کہ جب آپ مسجد میں آئے تھے تو لوگوں نے کہا تھا کہ یہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ وہ کہنے لگے : بخدا! کسی کو کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو۔ لیکن میں تم کو بتاتا ہوں کہ ان لوگوں نے ایسا کیوں کہا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک خواب دیکھا تھا جس کا ذکر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں (انھوں نے تفصیل سے باغ کی وسعت تروتازگی اور سرسبزی کا ذکر کیا) اس باغ کے وسط میں لوہے کا ایک ستون ہے جس کا نیچے کا حصہ تو زمین میں ہے اور اوپر کا حصہ آسمان تک چلا گیا ہے اس کے اوپر کے حصہ میں ایک دستہ یا کنڈا لگا ہوا ہے۔ مجھ سے کہا جاتا ہے : اس پر چڑھ جاؤ۔ میں کہتا ہوں : میں نہیں چڑھ سکتا۔ پھر ایک خادم میرے پاس آتا ہے اور پچھلی طرف سے میرے کپڑے اٹھا لیتا ہے اور میں اس ستون پر چڑھ جاتا ہوں حتیٰ کہ سب سے اوپر کے حصے میں پہنچ کر اس کنڈے کو پکڑ لیتا ہوں۔ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ خوب مضبوطی سے تھامے رہو۔ جاگتے وقت تک وہ کنڈا میرے ہاتھ میں ہی رہتا ہے۔ یہ خواب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا : یہ باغ اسلام ہے اور ستون سے مراد ارکان اسلام ہیں اور وہ کنڈا عروۃ الوثقیٰ ہے (یعنی اللہ کا مضبوط کنڈا) اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم مرنے کے وقت تک اسلام پر قائم رہو گے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام تھے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۳ مناقب الانصار : باب ۱۹ مناقب عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

---

[1] جمہور علماء کے نزدیک اس آیت میں شاہد سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور آیت کا مفہوم یہ ہے : کہ اگر یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ کسی اور کا کلام ہے اور تم اس کے منکر ہو تو اب جبکہ بنی اسرائیل میں سے ہی ایک گواہ (عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ) اس کے اللہ کا کلام ہونے کی گواہی دے چکے ہیں تو اب تم کیا کہتے ہو؟ حالانکہ وہ ایمان لے آئے اور تم اپنے گھمنڈ میں رہے۔ مترجم

باب ۳۴: حضرت حسان بن ثابت ﷛ کے فضائل

۱۶۱۶ ــــ (حدیث حسان بن ثابت ﷛) سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷛ مسجد میں سے گزرے اس وقت حضرت حسان بن ثابت ﷛ شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ نے انھیں ٹوکا تو انھوں نے کہا: میں مسجد میں اس وقت بھی شعر پڑھا کرتا تھا جب اس مسجد میں وہ ہستی موجود تھی جو آپ سے بہت بہتر تھی (یعنی نبی کریم ﷺ) اور آپ نے مجھے منع نہیں فرمایا) پھر حضرت حسانؓ حضرت ابوہریرہ ﷛ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں آپ کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ بتائیں، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے ؟: (اے حسان!) میری طرف سے (ان کافروں کو) جواب دو۔ اے اللہ! ان کی روح القدس (حضرت جبریلؑ) سے مدد فرما۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: ہاں میں نے یہ سنا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۶ ذکر الملائکۃ

۱۶۱۷ ــــ حدیث براء ﷛: حضرت براء بن العازبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا تھا: ان کافروں کی ہجو (مذمت) کرو حضرت جبریلؑ تمھارے مددگار رہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۶ ذکر الملائکۃ

۱۶۱۸ ــــ (حدیث عائشہ ﷛): حضرت عروہ بن الزبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت حسانؓ کو کچھ سخت سست کہنا چاہا تو حضرت ام المومنینؓ نے منع فرما دیا[1] کہ انھیں کچھ نہ کہو کیونکہ یہ (حضرت حسانؓ) نبی کریم ﷺ کی طرف سے کافروں کو جواب دیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۱۶ من احب ان لا یسب نسبہ

۱۶۱۹ ــــ (حدیث عائشہ ﷛): مسروقؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کے پاس حضرت حسان بن ثابتؓ بیٹھے اپنی غزل کا ایک شعر سنا رہے تھے اور وہ یہ تھا:

ترجمہ: "پاک دامن اور نہایت عقل مند ہیں آپ پر کسی قسم کا الزام نہیں۔ اور صبح کے وقت اٹھتی ہیں تو غافل عورتوں کے گوشت سے ان کا پیٹ خالی ہوتا ہے[2]۔"

یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: لیکن آپ تو ایسے نہیں ہیں۔

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ام المومنین سے عرض کیا: آپ انھیں اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں فرمایا ہے۔ ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْہُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ (۱۱ النور)

---

[1] حضرت عروہؓ حضرت اسما رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور حضرت عائشہ کے بھانجے تھے اور حضرت حسانؓ کو برا اس لیے کہنا چاہتے تھے کہ حضرت حسان نے واقعہ افک (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت) میں حصہ لیا تھا لیکن بعد ازاں جب حضرت ام المومنین کی برأت نازل ہوئی تو حضرت حسانؓ پر حد نافذ کی گئی تھی بعد ازاں حضرت عائشہؓ نے بھی انھیں معاف فرما دیا تھا۔ مترجم

[2] یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں، غیبت کرنے کو قرآن مجید میں اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مرتب

"اور جس شخص نے اس (تہمت) کی ذمہ داری کا بڑا حصّہ اپنے سر لیا اس کے لیے تو عذاب عظیم ہے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نابینا ہو جانے سے بڑھ کر اور سزا کیا ہو گی (حضرت حسان نابینا ہو گئے تھے) پھر آپ نے ان کے بارے میں فرمایا: یہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کافروں کو جواب دیا کرتا تھا یا ان کی ہجو کیا کرتا تھا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٤ المغازي: باب ٣٤ حديث الافك

۱۶۲۰ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ان کی ہجو کرو گے تو میرے نسب کو کیسے بچاؤ گے؟ (جبکہ وہ نسب میں میرے ساتھ شریک ہیں) حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو ان میں سے اس طرح نکال لوں گا جیسے خمیر میں سے بال۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦١ المناقب: باب ١٦ من احب ان لا يسب نسبه

باب ۳۵: حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۶۲۱ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں زیادہ بیان کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ کے حضور پیش ہو کر حساب دینے کا دن مقرر ہے (اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو مجھے سزا ملے گی اور اگر تم غلط گمان کرتے ہو تو تم کو جواب دہی کرنا ہو گی) بات دراصل یہ ہے کہ میں ایک غریب شخص تھا اور میں نے صرف پیٹ بھرنے پر قناعت کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنا خود پر لازم کر لیا تھا جب کہ مہاجرین کو کاروبار بازاروں میں مصروف رکھتا تھا اور انصار اپنے اموال کی حفاظت میں مشغول رہتے تھے۔ چنانچہ میں ایک دن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: کون اپنی چادر پھیلاتا ہے تاکہ جب میں اپنی گفتگو مکمل کر لوں تو وہ اس کو سمیٹ لے۔ جو ایسا کرے گا وہ مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات کبھی نہ بھولے گا۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر جو میں اوڑھے ہوئے تھا، پھیلا دی۔ اور قسم اس ذات کی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا! کوئی بات جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی کبھی نہیں بھولا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٩٦ الاعتصام: باب ٢٢ الحجة على من قال ان احكام النبي صلى الله عليه وسلم كانت ظاهرة

باب ۳۶: اہل بدر رضی اللہ عنہم کے بعض فضائل اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

۱۶۲۲ــــ حدیث علی رضی اللہ عنہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت زبیر اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا: فوراً روانہ ہو جاؤ حتیٰ کہ مقام روضہ خاخ پر جا پہنچو وہاں ایک شتر سوار عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے آؤ۔ چنانچہ ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے چل پڑے اور مقام روضہ خاخ پر پہنچ گئے۔ اچانک ہمیں ایک ہودج سوار عورت نظر آئی۔ ہم نے اس سے کہا: خط نکال کر ہمیں دے دو۔ کہنے لگی: میرے پاس کوئی

خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا: یا تو خط دے دو ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار کر تلاشی لیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے جوڑے میں سے خط نکالا اور ہم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس خط میں لکھا تھا: حاطبؓ بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکّہ کے مشرکوں کے نام۔ اور اس میں ان کو نبی کریم ﷺ کے بعض معاملات کی اطلاع مہیا کی گئی تھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حاطبؓ! یہ کیا ہے؟ حضرت حاطبؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اس معاملہ میں جلد بازی سے کوئی فیصلہ نہ فرمایئے گا۔ (پہلے میری عرضداشت سُن لیجئے) میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش میں سے نہیں تھا بلکہ ان کے زیرِ سایہ رہتا تھا (یعنی ان کا حلیف تھا) اور آپؐ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان سب کی مکہ میں رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے ان کے مال اور اہل و عیال محفوظ ہیں۔ لہٰذا میں نے چاہا تھا کہ چونکہ مجھے نسب کی بنا پر تحفظ حاصل نہیں ہے اس لیے ان پر میرا کوئی احسان ہو جائے جس کے نتیجہ میں میرے رشتہ داروں کو تحفظ حاصل ہو جائے۔ میں نے نہ کفر کا ارتکاب کیا ہے اور نہ میں مُرتد ہوا ہوں اور نہ اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کو پسند کرتا ہوں۔ ان کی یہ گفتگو سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسولؐ اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ شخص غزوہ بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ اور تم کو کیا معلوم، کہ اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کی کارکردگی کا خود جائزہ لے رہا ہو۔ اسی لیے تو اس نے ان سے فرما دیا کہ اب جو جی چاہے کرو میں نے تم کو بخش دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۱۴۱ الجاسوس وقول اللہ تعالیٰ (لاتتخذوا عدوّی وعدوّکم اولیاء)

باب ۳۸: حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہما کے بعض فضائل

۱۶۲۳ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا جب آپؐ مقام جعرانہ میں تشریف فرما تھے ــــ یہ جگہ مکّہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے ــــ اور آپؐ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ ایک اعرابی آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپؐ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہ کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: تیرے لیے خوشخبری ہے[1]۔ وہ اعرابی کہنے لگا: آپؐ مجھے بہت زیادہ خوشخبریاں دے چکے ہیں۔ یہ سُن کر نبی کریم ﷺ غصّہ کی حالت میں حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا: اس شخص نے خوشخبری لوٹا دی ہے، تم دونوں قبول کر لو۔ دونوں نے عرض کیا: ہم نے قبول کی۔ پھر آپؐ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اس میں اپنے ہاتھ اور چہرہ مبارک دھوئے اور اس کے اندر ہی کلی کی، پھر فرمایا: اس میں سے پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو اور تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ چنانچہ دونوں نے وہ پیالہ لیا اور آپؐ کے حکم پر عمل کیا اسی وقت اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ اپنی والدہ محترمہ (اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہؓ) کے لیے بھی بچا لینا۔ چنانچہ ان دونوں نے اُمّ المومنینؓ

---

[1]: یعنی عنقریب مال تقسیم ہوگا جو تجھے بھی ملے گا۔ یا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تو نے جو حبہ کیا ہے اس پر تیرے لیے بڑے ثواب کی خوشخبری ہے۔ مرتبؒ

کے لیے بھی اس میں سے کچھ حصّہ بچا دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۵۶ غزوۃ الطائف فی شوال سنۃ ثمان

۱۶۲۴ ــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر اوطاس کی طرف بھیجا اور ان کا مقابلہ درید بن الصمۃ سے ہوا جس میں درید مارا گیا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو پسپا کر دیا۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بھی حضرت ابوعامرؓ کے ساتھ بھیجا۔ حضرت ابوعامرؓ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ یہ تیر بنی جُشم کے کسی شخص نے چلایا تھا جو ان کے گھٹنے میں آ کر گڑ گیا تھا، میں حضرت ابوعامرؓ کے پاس پہنچا اور پوچھا: اے چچا جان! آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ انھوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے ابوموسیٰؓ کو بتایا کہ وہ شخص یہ ہے جس نے مجھ پر تیر چلایا اور مجھے قتل کیا ہے۔ چنانچہ میں اس کی تاک میں چلا اور اسے جا لیا، اس نے جب مجھے دیکھا تو پیٹھ موڑ کر بھاگ اٹھا۔ لیکن میں اس کے پیچھے لگ گیا اور کہتا جاتا تھا: او بے غیرت! تجھے شرم نہیں آتی؟ ٹھہرتا کیوں نہیں؟ یہ سن کر وہ رُک گیا۔ اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیے اور میں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر جا کر حضرت ابوعامرؓ کو بتایا: اللہ نے آپ کے قاتل کو ہلاک کر دیا۔ انھوں نے مجھ سے کہا: اچھا، یہ تیر نکال دو۔ میں نے وہ تیر کھینچا تو اس کے نکلتے ہی (زخم میں سے) پانی بہہ نکلا۔ حضرت ابوعامرؓ نے کہا: اے بھتیجے! نبی کریم ﷺ سے میرا سلام عرض کرنا اور درخواست کرنا کہ میرے لیے دُعائے مغفرت فرمائیں۔ اور انھوں نے اس لشکر پر مجھے اپنا نائب مقرر کر دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر زندہ رہے پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ میں جب واپس پہنچا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپؐ کے گھر حاضر ہوا۔ آپؐ بان سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے جس پر فرش تھا (صحیح یہ ہے کہ فرش نہیں تھا۔ غلطیٔ کتابت کی وجہ سے کسی مرحلہ میں لفظ "ما" نہیں رہ گیا ہے) اور چارپائی کے بان کے نشانات آپؐ کے پہلو اور پُشت پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپؐ سے تمام حالات بیان کیے اور حضرت ابوعامرؓ کی شہادت کا واقعہ بھی عرض کیا اور ان کی دعائے مغفرت کی درخواست بھی پہنچائی تو آپؐ نے پانی طلب کیا، وضو فرمایا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ! عبید یعنی ابوعامرؓ کو بخش دے! (دعا مانگتے وقت آپؐ نے اپنے ہاتھ اتنے بلند کیے کہ) میں نے آپؐ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر فرمایا: اے اللہ! اسے (حضرت ابوعامرؓ کو) قیامت کے دن انسانوں میں سے اکثر پر فضیلت عطا کیجیو۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے بھی دعائے مغفرت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! عبداللہ بن قیسؓ (حضرت ابوموسیٰ کا نام) کے گناہ بخش دے اور روزِ قیامت انھیں عزت کا مقام عطا فرما۔[1] ابوبُردہؒ جو اس حدیث کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ ان دو دُعاؤں میں سے ایک حضرت ابوعامرؓ کے لیے تھی اور دوسری حضرت ابوموسیٰؓ اشعری کے لیے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۵۵ غزاۃ اوطاس

---

[1] حضرت ابوعامرؓ کا نام عبید بن سلیم بن حضار اشعری تھا۔ آپ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے چچا تھے۔ اوطاس۔ ہوازن کے علاقہ میں ایک وادی کا نام ہے۔ اس حدیث سے حضرت ابوعامرؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ اشعری دونوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مرتب

باب ۳۹ : اشعری قبیلہ سے تعلق رکھنے والوں کی فضیلت رضوان اللہ علیہم اجمعین

۱۶۲۵ ـــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں اشعریوں کو ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سے پہچان لیتا ہوں۔ جب وہ رات کو آتے ہیں اور ان کے ٹھہرنے کی جگہ کو بھی ان کے رات کو قرآن پڑھنے کی آوازوں سے جان لیتا ہوں۔ اگرچہ میں نے دن کے وقت وہ جگہ نہیں دیکھی ہوتی جہاں وہ اترے ہوں۔ اور اشعریوں میں ایک شخص حکیم ہے جو سواروں سے مقابلہ کے وقت یا آپ نے فرمایا : دشمن سے مقابلہ کے وقت ان سے کہتا ہے : میرے ساتھی تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔[1]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۴ المغازی : باب ۳۸ غزوة خیبر

۱۶۲۶ ـــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اشعری لوگ جب بحالتِ جنگ ہوں اور ان کا زاد ختم ہو جائے یا شہر میں رہتے ہوئے بھی ان کو بال بچوں کے لیے کھانے پینے کے سامان کی قلت محسوس ہو تو یہ لوگ سب مل کر جو کچھ ان کے پاس موجود ہو ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں ، اور پھر ایک برتن سے اسے آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے ہیں۔ چنانچہ (اس خوبی کی بنا پر) وہ مجھ میں سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۷ الشرکة : باب ۱ الشرکة فی الطعام والنهد والعروض

باب ۴۱ : حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور ان کی کشتی والوں کے فضائل

۱۶۲۷ ـــــ (حدیث ابوموسیٰ و اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما) حضرت ابوموسیٰ رضی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ یمن میں تھے جب ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر کے مکہ سے نکلنے کی اطلاع ملی تو ہم بھی یعنی میں اور میرے بھائی ـــ جن میں سب سے چھوٹا میں تھا ـــ ہجرت کر کے آپ کی طرف چل پڑے۔ میرے ایک بھائی کا نام ابوبُردہ تھا اور دوسرے کا ابورُہم اور ہمارے ساتھ میرے قبیلے کے باون یا ترپن افراد اور تھے۔ ہم سب کشتی میں سوار ہو کر چل پڑے تو ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کی سرزمین (حبشہ) میں جا اتارا۔ وہاں ہماری مُلاقات خلاف توقع حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ہم ان کے پاس ہی ٹھہرے رہے حتیٰ کہ پھر ہم سب کے سب اکٹھے (مدینہ) پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملاقات ہوئی جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے اور ہم سے (یعنی ان لوگوں سے جو کشتی کے ذریعہ پہنچے تھے) کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم ہجرت کے اعتبار سے تم پر سبقت رکھتے ہیں۔ تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی جو ان لوگوں میں شامل تھیں جو ہمارے ساتھ (حبشہ سے) آئے تھے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس مُلاقات کے لیے گئیں اور جس وقت حضرت اسماء رضی حضرت حفصہ رضی کے پاس بیٹھی تھیں اسی وقت وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

[1] حکیم سے مُراد یا تو صاحب حکمت و تدبیر ہے یا پھر کسی اشعری کا نام بھی ہو سکتا ہے۔ "انتظار کرو" کے معنی یہ ہیں کہ جب دشمن بھاگنے لگتا ہے تو ان کو بھاگنے نہیں دیتا اور مقابلہ پر مجبور کر کے میدان میں ہی شکست دے دیتا ہے۔ مرتب

آئے اور حضرت اسماءؓ کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت حفصہؓ نے کہا: اسماءؓ بنتِ عمیس ہیں۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ وہی حبشہ سے ہجرت کر کے آنے والی؟ سمندری راہ سے آنے والی؟ حضرت اسماء نے کہا: ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اس بنا پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت اسماء غصہ میں آگئیں اور کہنے لگیں: بخدا، ہرگز نہیں! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تم میں سے اگر کوئی بھوکا ہوتا تو آپؐ اسے کھانا کھلاتے تھے اور اگر کوئی کسی مسئلہ سے لاعلم ہوتا تو آپؐ اسے نصیحت فرماتے۔ اور ہم ایسے ملک میں یا آپ نے فرمایا: ہم سرزمین حبشہ میں ایسے علاقہ میں تھے جو نہ صرف دور تھا بلکہ دینِ اسلام سے نفرت رکھتا تھا اور یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خاطر برداشت کیا تھا۔ اور خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک نبی کریم ﷺ سے ان باتوں کا ذکر نہ کرلوں جو آپؐ نے کہی ہیں۔ ہم کو وہاں تکلیفیں پہنچیں اور ہم وہاں ہر وقت خوف میں مبتلا رہتے تھے۔ میں یہ سب کچھ نبی کریمؐ سے بیان کروں گی اور آپؐ سے دریافت کروں گی (کہ کیا جو کچھ حضرت عمرؓ نے کہا ہے وہ درست ہے؟) اور بخدا! میں نہ جھوٹ بولوں گی نہ گفتگو میں کجی اختیار کروں گی اور نہ جو صحیح واقعہ ہے اس میں کوئی اضافہ کروں گی۔ چنانچہ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس نے عرض کیا: یا نبیؐ اللہ! (حضرت) عمرؓ نے یہ اور یہ باتیں کہی ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: تو تم نے ان کو کیا جواب دیا؟ انھوں نے عرض کیا: میں نے یہ اور یہ کہا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ میرے ساتھ حق نہیں رکھتے۔ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور تم اہلِ سفینہ کی دو ہجرتیں ہیں۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں: بعد ازاں میں نے دیکھا کہ حضرت ابوموسیٰؓ اور کشتی والے لوگ میرے پاس گروہ در گروہ آتے تھے اور اس حدیث کے بارے میں دریافت کرتے تھے اور ان لوگوں کے لیے دنیا میں نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے زیادہ خوش کُن اور زیادہ عظیم کوئی اور چیز نہ تھی۔ ابوبردہؒ جو اس حدیث کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ نے یہ بھی کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوموسیٰؓ اشعری یہ حدیث مجھ سے بار بار دُہرا کر سنتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوۃ خیبر

باب ۴۳: انصار النبی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعض فضائل

۱۶۲۸ ـــــ حدیث جابر ؓ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آیۂ کریمہ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا۔ (آلِ عمران ۱۲۲) "یاد کرو جب تم میں سے دو گروہ بُزدلی دکھانے پر آمادہ ہوگئے تھے"۔ ہمارے بارے میں یعنی بنی سلمہ اور بنی حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ یہ آیت نہ اُتری ہوتی کیونکہ اس میں فرمایا گیا ہے:

وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا۔ (آلِ عمران ۱۲۲) "حالانکہ اللہ ان کی مدد پر موجود تھا"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۱۸ اِذْ همت طائفتان منکم ان تفشلا

۱۶۲۹ ـــــ حدیث زید بن ارقم ؓ: حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ واقعہ حرّہ میں جو لوگ

شہید ہوئے تھے ان کی وجہ سے مجھے بہت رنج پہنچا تھا اور میرے رنج وغم کی شدّت کی اطلاع جب زید بن ارقمؓ کو پہنچی تو انھوں نے مجھے خط لکھا جس میں انھوں نے ذکر کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: اے اللہ! انصار اور انصار کی اولاد کو بخش دے۔[1]

اخرجه البخاری فی: كتاب ٦٥ التفسير: ٦٣- سورة اذا جاءك المنافقون: باب ٦ قوله تعالیٰ (هم الذين يقولون لا تنفقوا علیٰ من عند رسول الله حتی ينفضوا)

۱۶۳۰ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو کسی شادی سے آتے دیکھا تو آپؐ اٹھ کر سامنے کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اللہ اللہ! تم لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی۔

اخرجه البخاری فی: كتاب ٦٣ المناقب الانصار: باب ٥ قول النبی ﷺ للانصار: انتم احب الناس الیّ

۱۶۳۱ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچّہ بھی تھا۔ اس عورت سے نبی کریم ﷺ نے باتیں کیں اور فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم لوگ مجھے سب انسانوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ بات آپؐ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔

اخرجه البخاری فی: كتاب ٦٣ مناقب الانصار: باب ٥ قول النبی ﷺ للانصار: انتم احب الناس الیّ

۱۶۳۲ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انصار میری جماعت ہے اور میرے معتمد لوگ ہیں۔ اور عنقریب دوسرے لوگ تعداد میں زیادہ ہوجائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے لہٰذا ان میں سے جو لوگ نیکوکار ہیں ان کی اچھی باتوں کو قبول کرو، اور جو غلط کار ہیں ان سے درگزر کرو۔

اخرجه البخاری فی: كتاب ٦٣ مناقب الانصار: باب ١١ قول النبی ﷺ اقبلوا من محسنهم

باب ۴۴: انصار رضی اللہ عنہم کے سب سے بہتر خاندانوں کا بیان

۱۶۳۳ ـــــ حدیث ابو اسید رضی اللہ عنہ: حضرت ابو اسیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انصار کے

---

[1] حرّہ۔ مدینہ منورہ کے باہر کی طرف ایک مقام کا نام ہے واقعہ حرّہ سے مراد وہ واقعہ ہے جب ۶۳ھ میں اہل مدینہ نے یزید کی بیعت کا جُوا اتار پھینکا تھا اور یزید نے ایک بہت بڑا لشکر بھیج کر مدینہ کی حرمت کو پامال کر ڈالا تھا اور اہلِ مدینہ کا قتل عام کیا تھا جس میں بہت زیادہ انصار بھی شہید ہوئے تھے حضرت انسؓ ان دنوں بصرہ میں مقیم تھے انھیں جب مدینہ کے حالات کا علم ہُوا تو آپ کو بہت رنج پہنچا تھا۔ مترجم

گھروں میں سب سے اچھا گھر بنی نجار کا ہے پھر بنی عبد الاشہل کا اس کے بعد بنی الحارث بن خزرج کا پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے سب گھروں میں بھلائی اور بہتری ہے۔

یہ سن کر حضرت سعدؓ[1] نے کہا: مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دوسرے لوگوں کو ہم پر فضیلت دی ہے تو جواباً آپ سے کہا گیا: تم کو بھی تو آپؐ نے دوسرے بہت سے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۷ فضل دور الانصار

باب ۴۵: انصار کے حُسنِ سلوک کا بیان

۱۶۳۴ ـــ حدیث جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت جریرؓ بن عبد اللہ کے ساتھ تھا تو وہ میری خدمت کیا کرتے تھے حالانکہ وہ مجھ (انسؓ) سے عمر میں بڑے تھے۔ اس کی وجہ حضرت جریرؓ نے یہ بیان کی کہ میں نے انصار کو ایسا کام کرتے دیکھا ہے (یعنی نبی کریم ﷺ کی خدمت اور نصرت کرتے دیکھا ہے) کہ مجھے جو بھی انصاری ملتا ہے میں اس کا احترام اور خدمت کرتا ہوں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۷۱ فضل الخدمة فی الغزو

باب ۴۶: نبی کریم ﷺ کا قبائل بنی غفار و بنی اسلم کے لیے دُعا فرمانا

۱۶۳۵ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اسلم! اللہ تعالیٰ اسے سلامت رکھے۔ اور قبیلہ غفار! اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمائے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۶ ذکر اسلم وغفار ومزینه وجهینه واشجع

۱۶۳۶ ـــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر فرمایا: قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ اور قبیلہ عصیہ نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۶ ذکر اسلم وغفار ومزینه وجهینه واشجع

باب ۴۷: قبائلِ غفار، اسلم، جہینہ، اشجع، مزینہ، تمیم، دوس اور طے کے فضائل

۱۶۳۷ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریش و انصار اور قبائل جہینہ ومزینہ واسلم واشجع وغفار سب میرے دوست اور مددگار ہیں اور ان کے آقا و سرپرست اللہ اور

---

[1] سعدؓ سے مراد حضرت سعد بن عبادہ ہیں جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ مترجم

رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی اور نہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲ مناقب قریش

۱۶۳۸ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبائل اسلم وغفار (پورے کے پورے) اور قبائل مزینہ وجہینہ میں سے کچھ لوگ (یا آپؐ نے فرمایا): جہینہ ومزینہ میں سے کچھ لوگ اللہ کے نزدیک بہتر ہیں (یا آپؐ نے فرمایا): قیامت کے دن بہتر ہوں گے قبائل اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۱۱ قصۃ زمزم

۱۶۳۹ ـــــ حدیث ابوبکرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ قبائل اسلم وغفار ومزینہ وجہینہ میں سے آپؐ کی بیعت ان لوگوں نے کی ہے جو (زمانہ جاہلیت میں) حاجیوں کی چوریاں کیا کرتے تھے ـــ آپؐ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر قبائل اسلم وغفار اور مزینہ وجہینہ ـــ بہتر ہوں بنی تمیم، بنی عامر، بنی اسد اور بنی غطفان سے تو یہ لوگ (یعنی بنی تمیم وغیرہ) تو تباہ و برباد ہو گئے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو آپؐ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! وہ (یعنی اسلم وغفار وغیرہ) یقیناً ان سے (یعنی بنی تمیم وغیرہ سے) بہتر ہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۶ ذکر اسلم وغفار ومزینہ وجہینہ

۱۶۴۰ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! قبیلۂ دوس نے نافرمانی کی ہے اور مسلمان ہونے سے انکار کر دیا ہے تو آپؐ ان کے لیے بددعا کیجیے۔ کسی نے کہا: قبیلۂ دوس ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! دوس والوں کو ہدایت دے اور انھیں مسلمان کر دے[1]۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۰۰ الدعاء للمشرکین

۱۶۴۱ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بنی تمیم سے اس وقت سے محبت رکھتا ہوں جب سے یہ تین باتیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہیں:

۱۔ میں نے آپؐ کو فرماتے سنا ہے کہ بنی تمیم دجال کے لیے میری امت میں سے سب سے زیادہ سخت ثابت ہوں گے۔

۲۔ جب بنی تمیم کے صدقات آئے تو آپؐ نے فرمایا تھا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔

۳۔ بنی تمیم کی ایک قیدی عورت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ

---

[1] امام قسطلانیؒ نے لکھا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق عظیم تھا اور اپنی امت سے محبت اور شفقت کی ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ مرتبؒ

سے فرمایا: اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۱۳ من ملك من العرب رقیقاً فوھب وباع

باب ۴۸: بہترین لوگوں کا بیان

۱۶۴۲ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کو تم کانوں کی مانند پاؤ گے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہی لوگ مسلمان ہونے کے بعد بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین کا شعور اور فہم حاصل کر لیں۔"

"اور تم صاحب اقتدار لوگوں میں سب سے اچھا اسے پاؤ گے جو اقتدار و حکومت کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے۔ اور سب سے بُرا انسان دو چہروں والے شخص کو پاؤ گے جو کچھ لوگوں سے ایک چہرے سے ملتا ہو اور دوسرے لوگوں کے لیے اس کا چہرہ دوسرا ہو[1]۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۱ قول اللہ تعالیٰ (یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ)

---

[1] اس حدیث میں جس بہت بڑی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح دُنیا میں پائی جانے والی مختلف اشیاء کی اصلیں اور بنیادیں مختلف ہیں اسی طرح مختلف انسانوں کے خصائص و اوصاف بھی قبائل اور نسلوں کے اعتبار سے مختلف ہیں جس طرح سونا چاندی تانبہ اور سیسہ وغیرہ مختلف معادن سے نکلتا ہے اور سونے کی معدن سے سونا ہی برآمد ہوتا ہے، چاندی کی معدن سے چاندی ہی نکلے گی علیٰ ہٰذا القیاس اسی طرح انسانی معادن کا حال ہے کہ جو زمانۂ جاہلیت میں بہتر تھے وہی مسلمان ہونے کے بعد بہتر ثابت ہوں گے لیکن ان کے خیر و بہتر ہونے کے سلسلے میں شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کا فہم و شعور حاصل کر لیں ورنہ وہ شخص اس سے بہتر ہوگا جو زمانۂ جاہلیت میں تو خیر و بہتر نہ تھا لیکن مسلمان ہونے کے بعد اس نے دین میں تفقہ حاصل کر لیا۔ گویا اس اعتبار سے لوگوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ وہ شخص جو زمانہ جاہلیت میں بھی شریف و خیر تھا پھر مسلمان ہُوا اور اس نے دین میں تفقہ حاصل کیا۔
۲۔ وہ شخص جو زمانۂ جاہلیت میں شریف و خیر تھا لیکن مسلمان تو ہوا مگر اس نے دین میں تفقہ حاصل نہ کیا۔
۳۔ وہ شخص جو زمانۂ جاہلیت میں تو خیر و شریف تھا لیکن نہ مسلمان ہوا اور نہ اس نے تفقہ حاصل کیا۔
۴۔ وہ شخص جو زمانۂ جاہلیت میں شریف و خیر تھا لیکن مسلمان نہ ہوا البتہ ذہین و فقیہہ تھا۔

ان میں سب سے بہتر قسم پہلی ہے ـــ دوسرے درجہ پر وہ شخص ہے جو زمانۂ جاہلیت میں تو خیر و شریف نہ تھا لیکن مسلمان ہوا اور اس نے دین میں تفقہ حاصل کر لیا۔ تیسرے درجہ پر وہ ہے جو زمانہ جاہلیت میں خیر و شریف تھا پھر مسلمان تو ہو گیا لیکن اس نے دین میں تفقہ حاصل نہیں کیا۔ اور چوتھے درجہ پر وہ ہے جو زمانہ جاہلیت میں شریف و خیر نہ تھا لیکن مسلمان ہو گیا اور تفقہ حاصل نہیں کیا۔ باقی وہ اقسام جنھوں نے اسلام قبول ہی نہیں کیا ان کی شرافت اور بہتری کا کوئی اعتبار نہیں۔

ذوالوجہین دو مُنھ والا سے مُراد یہ ہے کہ ایک شخص کے ساتھ ایک طریقہ سے پیش آئے اور دوسرے کے ساتھ دوسری طرح، حالاں کہ اللہ کے سب بندے یکساں ہیں، تو ایسا شخص منافق کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ ہر ایک کو یہ یقین دلاتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہے حالانکہ وہ کسی کے ساتھ مخلص اور کسی کا دوست نہیں ہوتا اس کے سامنے صرف اپنی ذات کا فائدہ اور اپنے اغراض ہوتے ہیں۔ مرتب

باب ۴۹ : قریش کی عورتوں کے بعض فضائل

۱۶۴۳ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا : قریش کی عورتیں ان سب عورتوں میں بہتر ہیں جو اونٹ کی سواری کرتی ہیں (یعنی پورے عرب کی عورتوں میں بہتر ہیں) یہ اپنے بچے پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والی اور اپنے خاوند کے مال کی بہت زیادہ حفاظت کرنے والی ہوتی ہے۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے : حضرت مریمؑ بنت عمران کبھی اُونٹ پر سوار نہیں ہوئیں[1]۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۰ الانبیاء : باب ۴۶ قولہ تعالیٰ (اذ قالت الملائکۃ یا مریم)

باب ۵۰ : نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرامؓ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دینے کا بیان

۱۶۴۴ ــــ حدیث انس ؓ : عاصم احولؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا : کیا آپ کو یہ اطلاع ملی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام میں معاہدۂ حلف[2] نہیں ہے ؟ حضرت انسؓ نے جواب دیا : نبی کریم ﷺ نے "محالفت" یعنی انصار اور مہاجرین کے درمیان معاہدۂ مواخات میرے گھر بیٹھ کر خود کرایا تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۳۹ الکفالہ : باب ۲ قول اللہ تعالیٰ (والذین عاقدت ایمانکم فاتوا نصیبھم)

باب ۵۲ : صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کی فضیلت

۱۶۴۵ ــــ حدیث ابوسعید خدری ؓ : حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ایک زمانہ آئے گا کہ جب لوگوں کے گروہ جہاد کے لیے جائیں گے تو پوچھا جائے گا : کیا آپ میں سے کوئی شخص نبی کریم ﷺ کا

---

[1] حضرت ابوہریرہؓ کا مقصد یہ ہے کہ اس حدیث سے قریش کی عورتوں کی حضرت مریمؑ بنت عمران پر فضیلت لازم نہیں آتی اور اس کہنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ حضرت مریمؑ کی فضیلت قرآن سے ثابت ہے لہٰذا وہ تو بہرحال سب عورتوں سے افضل ہیں۔ مترجم

[2] امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ امام طبریؒ کہتے ہیں کہ معاہدۂ حلف فی زمانہ ناجائز ہے۔ کیونکہ حدیث میں جس حلف کا ذکر ہے وہ حلف ومواخاۃ کا میراث میں تسلسل ہے جو اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد منسوخ ہوگیا : (واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمھاجرین۔ الاحزاب) "قرآن کی رو سے عام مومنین اور مہاجرین کی نسبت رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں"

حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ حلف کے ذریعہ توارث احکام میراث کے نزول کے بعد منسوخ ہوگیا۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں توارث بالحلف کے متعلق جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ یہ واقعی احکام میراث کے نزول کے بعد منسوخ ہوگیا اس لیے اگر کوئی ایسا تحالف کرے تب بھی اس کی مخالفت کرنا مستحب ہے۔ البتہ اسلامی مواخاۃ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت دین کی مدد، نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر تعاون اور حق کو قائم کرنے پر حلف لینا باقی ہے، یہ منسوخ نہیں ہوا اور نبی کریمؐ کا جو ارشاد ہے کہ زمانہ جاہلیت کے تحالف کو اسلام نے مزید مستحکم کیا ہے اس سے نیکی کے کاموں پر یہی تحالف وتعاہد مراد ہے۔ اور آپؐ کا یہ ارشاد کہ اسلام میں حلف نہیں ہے اس سے مراد حلف توارث اور ان کاموں پر حلف لینا یا دینا ہے جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ مترجم

صحابی ہے؟ جواب ملے گا: ہاں ہے۔ اور پھر اس کی برکت سے اس جنگ میں فتح حاصل ہو جائے گی۔ اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں پوچھا جائے گا: کیا آپ میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے اصحاب النبی ﷺ کا فیضِ صحبت حاصل کیا ہو۔ کہا جائے گا: ہاں ہے۔ اور پھر اس کی برکت سے فتح حاصل ہو جائے گی۔ اس کے بعد ایک وقت آئے گا جب پوچھا جائے گا: کیا آپ میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے اصحاب النبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے کسی کا فیضِ صحبت میسّر آیا ہو؟ کہا جائے گا: ہاں ہے۔ اور پھر اس کی برکت سے فتح حاصل ہو جائے گی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد والسیر: باب ۷۶ من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب

۱۶۴۶ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے دور میں ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جن کا زمانہ میرے زمانہ کے لوگوں سے متصل اور فوراً بعد ہوگا۔ پھر وہ لوگ ہیں جن کا زمانہ ان لوگوں کے فوراً بعد اور متصل ہوگا۔ ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جن کی گواہی ان کی قسم پر اور قسم گواہی پر سبقت لے جایا کرے گی[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۲ الشہادات: باب ۹ لا یشہد علی شہادۃ جورٍ اذا اُشہد

۱۶۴۷ ــــ حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہما: حضرت عمرانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے دور میں موجود ہیں، پھر وہ لوگ (سب سے بہتر ہیں) جو میرے دور کے لوگوں کے متصل بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ (خیر و بہتر ہیں) جو ان لوگوں کے متصل بعد ہوں گے ــــ حضرت عمرانؓ کہتے ہیں کہ مجھے صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آپؐ نے اپنے دور کے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا تھا یا تین زمانوں کا ــــ نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے بعد ایسے لوگ ہوں گے، جو خیانت کریں گے لہٰذا ان کے پاس امانت نہیں رکھی جائے گی (ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا) اور یہ لوگ طلب کیے بغیر شہادت دینگے اور اگر نذر مانیں گے تو پوری نہیں کریں گے نیز ان میں موٹاپا عام ہوگا[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۲ الشہادات: باب ۹ لا یشہد علی شہادۃ جورٍ اذا اشہد

باب ۵۳: نبی کریم ﷺ کا ارشاد: "اس صدی کے آخر تک آج کے لوگوں میں سے کوئی باقی نہ ہوگا"

۱۶۴۸ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں

---

[1] حدیث میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو گواہی دیتے وقت قسم کھاتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ یہ لوگ شہادت اور قسم کو یکجا کریں گے اور کبھی تو گواہی پہلے ہو گی اور کبھی قسم پہلے ــــ قاضی بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ ان سے مُراد وہ لوگ ہیں جو گواہی دینے کے حریص اور خواہش مند ہوں گے اور اس کام میں بہت دلچسپی لیتے ہوں گے اور گواہی دیتے وقت قسم بھی کھائیں گے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ گواہی دینے اور قسم کھانے میں بہت تیز اور جلد باز ہونگے۔ مرتبؒ

[2] یعنی عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کی وجہ سے اور زیادہ کھانے کی بنا پر موٹاپا عام ہوگا اور خوفِ خدا کم ہو جائیگا اس میں ان لوگوں کی مذمت نہیں ہے جو پیدائشی موٹے ہوں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو بے فکرے پن کی وجہ سے موٹاپا کمائیں گے۔ مرتبؒ

نبی کریم ﷺ نے ایک رات عشا کی نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرنے کے بعد آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا: کیا تم لوگوں نے آج کی یہ رات دیکھی ہے؟ یاد رکھو آج سے پورے ایک سو سال بعد ان لوگوں میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ ہو گا جو آج زمین پر موجود ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۴۲ السمر فی العلم

باب ۵۸: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا کہنا حرام ہے

۱۶۴۹ ـــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو اس لیے کہ تم میں سے کوئی شخص اگر کوہِ احد کے برابر سونا بھی خرچ کرے تب بھی صحابہ کرامؓ کے ایک مُد بلکہ نصف مُد غلہ خرچ کرنے کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ۵ قول النبی ﷺ لو کنت متخذاً خلیلاً

باب ۵۹: اہل فارس کی فضیلت کا بیان

۱۶۵۰ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی جس میں یہ آیۂ کریمہ ہے (وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۔ الجمعہ (۳)) اور (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لیے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے"۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ لوگ کون ہیں؟ لیکن نبی کریم ﷺ نے اس بات کا جواب نہیں دیا حتیٰ کہ حضرت ابوہریرہؓ نے یہی بات تین بار پوچھی ــــ اس وقت ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ــــ آپؐ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمانؓ پر رکھا اور فرمایا: ایمان اگر ثریا ستارے میں بھی ہو گا تو ان لوگوں میں سے (حضرت سلمانؓ فارسی کے لوگوں میں سے) کچھ لوگ اسے ضرور حاصل کرلیں گے یا آپؐ نے فرمایا: (ان لوگوں میں سے) ایک شخص اسے ضرور حاصل کرے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۶۲ سورۂ جمعہ: باب ۱ قوله تعالیٰ (وَآخَرِينَ مِنْهُمْ)

باب ۶۰: نبی کریم ﷺ کا ارشاد: لوگ اونٹوں کی مانند ہیں کہ سو میں بھی کوئی ایک اچھا مشکل سے ملتا ہے

۱۶۵۱ ـــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد

---

[1] اس لیے کہ ان حضرات نے جو خدمات اور کارنامے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور جاں نثاری میں سرانجام دیے ہیں وہ انھیں کی قسمت میں تھے یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ دوسرے چونکہ دنیا میں مسلمان کا وجود انہی کی برکت سے ہے اس لیے سب مسلمانوں کی نیکیوں میں سے انھیں قیامت تک حصہ ملتا رہے گا۔ مرتب:

فرماتے سُنا : لوگوں کی مثال بھی اونٹوں کی سی ہے کہ سَو ہوں تو بھی ان میں سے کوئی ایک آدھ ہی سواری کے قابل نکلتا ہے .
(اسی طرح انسانوں میں بھی سو میں سے بمشکل کوئی ایک مہذّب ، عاقل ، نیک ، نیک بخت ، خوش اخلاق یا صالح اور پرہیز گار وغیرہ ہوتا ہے) ۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۳۵ رفع الامانۃ

کتاب البرّ والصلة والآداب

حُسنِ سلوک صلۂ رحمی و دیگر آداب معاشرت کا بیان

باب ۱: والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا بیان اور یہ کہ ماں اور باپ حسنِ سُلوک کے سب سے زیادہ حق دار ہیں

۱۶۵۲ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد کون؟ آپؐ نے پھر فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پھر دریافت کیا: اس کے بعد کون زیادہ حق دار ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کے بعد تیرا باپ۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۲ من احق الناس بحسن الصحبہ

۱۶۵۳ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اس نے آپؐ سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر ان دونوں (کی خدمت) میں ہی جدّ و جہد کرو (یہی تمھارا جہاد ہے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۳۸ الجہاد باذن الابوین

باب ۲: والدین کی خدمت نفلی نماز اور اسی قسم کی دُوسری عبادات پر مقدم ہے

۱۶۵۴ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گہوارے میں صرف تین اشخاص نے باتیں کی ہیں (۱) حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اور (۲) بنی اسرائیل کا ایک شخص جریج نامی نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اس نے اسے آواز دی جریج سوچتا رہ گیا کہ اسے جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں۔ اس کی ماں نے اسے بد دعا دی کہ اے اللہ! اسے موت نہ آئے جب تک اسے زانیہ عورتوں سے واسطہ نہ پڑے (پھر ایسا ہوا کہ)

جُریج اپنے عبادت خانہ میں تھا کہ ایک عورت نے خود کو اس کے آگے پیش کیا (اور بدکاری کی) خواہش کا اظہار کیا۔ جریج نے انکار کر دیا پھر وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی اور چرواہے کو اپنے ساتھ زنا کرنے دیا۔ پھر اس نے ایک بچے کو جنم دیا اور الزام لگایا کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ یہ سن کر لوگ اس پر چڑھ دوڑے اور اس کے عبادت خانہ کو منہدم کر دیا، اور اسے نیچے اتار لائے اور بُرا بھلا کہا۔ جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر اس بچے کے پاس گیا اور پوچھا: اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا: وہ چرواہا۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا: ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں۔ اس نے کہا: نہیں صرف مٹی کا بنا دو۔

۳۔ ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی تو اس کے قریب سے ایک سوار گزرا جس نے بہت اچھی پوشاک پہن رکھی تھی۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس شخص کی مانند کر دے تو بچہ ماں کی چھاتی چھوڑ کر اس سوار کی طرف متوجہ ہُوا اور کہنے لگا: اے اللہ! تو مجھے اس جیسا نہ بنایو! پھر مڑ کر ماں کی چھاتی سے دودھ پینے لگا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میری نظروں میں اس وقت بھی وہ منظر پھر رہا ہے کہ کس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلی چوس کر دکھائی تھی۔

اس کے بعد اس کے پاس سے لوگ ایک لونڈی کو لے کر گزرے تو اس عورت نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس لونڈی جیسا نہ بنایو۔ یہ سن کر پھر بچے نے اپنی ماں کی چھاتی چھوڑ دی اور کہنے لگا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔ اس کی ماں نے پوچھا: کیوں، تو ایسا کیوں بننا چاہتا ہے؟ بچہ کہنے لگا کہ وہ سوار ایک ظالم شخص تھا جبکہ اس لونڈی کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ اس نے چوری کی ہے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے ایسا نہیں کیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۸ (واذکر فی الکتاب مریم)

باب ۶: صلہ رحمی کا ثواب اور رشتہ توڑنے کی حُرمت

۱۶۵۵ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا فرمائی، پھر جب سب کچھ پیدا فرما چکا تو رِحم اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے رحمٰن کا دامن تھام لیا۔ پوچھا: کیا بات ہے؟ کہنے لگا: قطع رحمی یعنی رشتہ داری کا ناتا توڑنے سے مَیں تیری پناہ طلب کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو صلہ رحمی کرے میں بھی اس کے ساتھ اچھا سلوک کروں اور مہربانی سے پیش آؤں۔ اور جو قطع رحمی کرے میں بھی اس پر رحم نہ کروں۔ رِحم نے کہا: کیوں نہیں اے میرے رب۔ فرمایا: تو یہ حق تجھے مل گیا۔

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: اگر تم کو ثبوت چاہیے تو یہ آیۂ کریمہ پڑھ لو (فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ محمد) "اب اگر تم الٹے مُنہ پھر گئے تو تم سے اس کے سوا اور کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ زمین میں فساد مچاؤ اور ایک دوسرے سے قطع قرابت کرو"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب التفسیر: ۴۷ سورہ محمد ﷺ: باب ۱ وتقطعوا ارحامکم

۱۶۵۶ — حدیث جبیر بن مطعم ﷛: حضرت جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: قطع رحمی کرنے والا (رشتہ داری منقطع کرنے والا) جنّت میں نہیں جائے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۱ اثم القاطع

۱۶۵۷ — حدیث انس بن مالک ﷛: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا: جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (یعنی رشتے جوڑے اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۱۳ من احب البسط فی الرزق

باب ۷: حسد اور بغض رکھنے اور بول چال بند کرنے کی ممانعت

۱۶۵۸ — حدیث انس بن مالک ﷛: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو، کسی سے حسد نہ کرو اور نہ آپس میں بول چال بند کرو اور سب اللہ کے بندے ایک دُوسرے کے بھائی بن کر زندگی گزارو اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلقات یا بول چال ترک کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۵۷ ما ینہی عن التحاسد والتدابر

باب ۸: شرعی عذر کے بغیر تین دن سے زیادہ ترکِ تعلقات حرام ہے

۱۶۵۹ — حدیث ابو ایوب انصاری ﷛: حضرت ابو ایوبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ تین رات سے زیادہ اپنے بھائی سے ترکِ تعلقات کرے یعنی یہ کہ جب ایک دُوسرے سے سامنا ہو تو ایک مُنھ پھیر کر اِدھر ہو جائے اور دوسرا منھ موڑ کر اُدھر ہو جائے۔ اور دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۶۲ الھجرۃ وقول النبی ﷺ
لایحل لرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلاث

باب ۹: بدگمانی کرنا، ٹوہ لگانا، حسد کرنا اور دھوکہ دینے کے لیے دُوسرے سے بڑھ کر قیمت لگانا حرام ہے

۱۶۶۰ — حدیث ابو ہریرہ ﷛: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو، کیوں کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، اور نہ چھپ کر دوسروں کی باتیں سنو، نہ ٹوہ لگاؤ، نہ دوسرے کے سودے پر محض دھوکہ دینے کے لیے بڑھا کر قیمت لگاؤ، نہ آپس میں ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ باہم بُغض رکھو، اور نہ آپس میں

بول چال بند کر دو اور سب اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن جاؤ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۵۸ (یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیر من الظن)

باب ۱۴: مومن کو جو بیماری یا رنج و غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی چبھتا ہے تو اسے اس کا ثواب ملتا ہے

۱۶۶۱ ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی پر بیماری کی شدت نہیں دیکھی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۵ المرضیٰ: باب ۲ شدة المرض

۱۶۶۲ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بخار کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو تو سخت بخار ہے۔ فرمایا: ہاں۔ مجھے جو بخار چڑھتا ہے وہ تم لوگوں کے دو آدمیوں کے بخار کے برابر ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ کے لیے اجر بھی دوگنا ہے۔ فرمایا: ہاں۔ بات یہی ہے۔ (ویسے بھی) کسی مسلمان کو جو تکلیف پہنچتی ہے خواہ کانٹا چبھنے کی ہو یا اس سے بڑی، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس مسلمان کے گناہ معاف فرماتا ہے اور (اس حالت میں) گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑا کرتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۵ المرضیٰ: باب ۳ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاول فالاول

۱۶۶۳ ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو جو تکلیف یا مصیبت پہنچتی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی اس کے کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۵ المرضیٰ: باب ۱ ما جاء فی کفارة المرض

۱۶۶۴ ــــ حدیث ابوسعید خدری و ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوسعید ؓ اور حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو جو پریشانی، درد، غم، رنج، تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے حتیٰ کہ اگر اس کے کوئی کانٹا بھی چبھایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۵ المرضیٰ: باب ۱ ما جاء فی کفارة المرض

۱۶۶۵ ــــ (حدیث ابن عباس ؓ) عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ کیا میں تم کو ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: ضرور۔ کہنے لگے: یہ کالی عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور اس نے عرض کیا تھا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس حالت میں میرا ستر کھل جاتا ہے، لہٰذا آپ اللہ سے میرے لیے دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا: تم چاہو تو (اس تکلیف پر) صبر کرو، اس کے بدلے میں تم کو جنت ملے گی اور اگر تم چاہو تو میں

تمہارے لیے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تم کو اس تکلیف سے نجات دے۔ وہ کہنے لگی: میں صبر کروں گی۔ پھر کہنے لگی کہ میرا ستر کھل جاتا ہے اس کے لیے اللہ سے دُعا کیجیے کہ یہ نہ کھلا کرے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دُعا فرمائی[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۵ المرضٰی: باب ۶ فضل من یصرع من الریح

باب ۱۵: ظلم کرنا حرام ہے

۱۶۶۶ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا[2]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۸ الظلم ظلمات یوم القیامة

۱۶۶۷ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اور بھائی نہ تو اپنے بھائی پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو ظلم یا تکلیف میں مبتلا دیکھ سکتا ہے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں مصروف رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی ایک تکلیف دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکالیف میں سے ایک تکلیف دُور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۳ لایظلم المسلم المسلم ولایسلمه

۱۶۶۸ ـــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یقیناً ظالم کو ڈھیل دیتا ہے (اور وہ اپنے ظلم میں مگن رہتا ہے) یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر اس کو (سزا دیے بغیر) نہیں چھوڑتا۔ حضرت ابوموسیٰؓ کہتے ہیں، یہ ارشاد فرما کر آپؐ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی: (وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۚ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ ہود) "اور نیز رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: سورة هود: باب ۵ (وکذالك اخذ ربك اذا اخذ القریٰ ـــــ)

باب ۱۶: "اپنے بھائی کی مدد ہر حال میں کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم" (زمانۂ جاہلیت کا نعرہ)

۱۶۶۹ ـــــ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں شریک تھے کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے سرین پر ہاتھ سے یا تلوار سے ضرب لگائی تو انصاری نے انصار کو پکارا: کہاں ہیں

---

[1] بعض صحیح روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپؐ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے بعد پھر اس کا بدن کبھی نہ کھلا۔ مترجم

[2] یعنی ظالم کو اللہ کے نور کی طرف رہنمائی حاصل نہ ہوگی اور ظلم کی تاریکیاں اسے اپنی لپیٹ میں لے لیں گی جبکہ متقی لوگوں کو ان کا نور راستہ دکھائے گا۔ مترجم

انصار، مدد کو آئیں ! اور مہاجرین نے مہاجروں کو پکارا : کہاں ہیں مہاجرین، مدد کو پہنچیں ! یہ ہنگامہ نبی کریم ﷺ نے سُنا تو فرمایا : یہ کیا ہے، یہ تو زمانۂ جاہلیت کا نعرہ ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا : یارسول اللہ ! مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار کے ایک آدمی کے سرین پر ضرب لگائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا : اس پکار کو چھوڑ دو، یہ سخت گندی اور بدبودار ہے۔ اس بات کی اطلاع جب عبداللہ بن اُبی (منافق) کو ہوئی تو اس نے کہا : اچھا، ان لوگوں نے ایسا کیا ہے ! ذرا ہمیں مدینے پہنچ لینے دو، وہاں پہنچ کر عزت والے ذلیل لوگوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے۔ (یعنی ہم جو مدینہ کے اصل باشندے ہیں اور عزت والے ہیں ان باہر سے آئے ہوئے مہاجرین کو نکال دیں گے)۔

اس (منافق) کی یہ بات جب نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا : یارسُول اللہ ! مجھے اجازت دیجیے ! میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ نبی کریم نے فرمایا : اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ (حضرت) محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۶۳ ۔ سورة منافقون : باب ۵ قوله (سواء علیهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم)

باب ۲۱ : مومن آپس میں رحیم و شفیق اور ایک دوسرے کے دست و بازو ہوتے ہیں

۱۶۷۰ ۔۔۔ حدیث ابوموسی رضی اللہ عنہ : حضرت ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : مومن باہم ایک دوسرے کے لیے ایسے ہیں جیسے عمارت میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیے ہوئے اس کی پختگی کا باعث بنتی ہے۔ یہ ارشاد فرماتے ہوئے آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ اس طرح مومن ایک دوسرے کا سہارا اور باہم مل کر قوت حاصل کرتے ہیں)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸ الصلاة : باب ۸۸ تشبیك الاصابع فی المسجد وغیره

۱۶۷۱ ۔۔۔ حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ : حضرت نعمانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : مومن آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی، محبت اور شفقت کرنے کی بنا پر جسمِ واحد کی طرح ہیں کہ اگر جسم کے ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم اس کی تکلیف میں شریک ہو کر بے خوابی اور بخار میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۷۸ الادب : باب ۲۷ رحمة الناس و البهائم

باب ۲۲ : اگر کسی سے فحش گوئی اور بدکلامی کا خطرہ ہو تو اس کے ساتھ ظاہر داری اور نرمی جائز ہے

۱۶۷۲ ۔۔۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا : اجازت دے دو اس شخص کو جو خاندان کا بدترین بھائی یا آپؐ نے فرمایا : بیٹا ہے۔ بعد ازاں

جب وہ اندر آگیا تو آپؐ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ نے اس شخص کے بارے میں یہ کچھ فرمایا تھا۔ لیکن پھر آپؐ نے اس سے بڑی نرم گفتگو کی۔ فرمایا: اے عائشہ! بدترین انسان وہ ہے جس کی بدکلامی سے بچنے کے لیے لوگ اس سے ترک تعلقات کرلیں ــــ یا آپؐ نے فرمایا: لوگ اسے چھوڑ دیں[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۴۸ مایجوز من اغتیاب اهل الفساد

باب ۲۵ : اگر کسی شخص پر نبی کریم ﷺ نے کبھی لعنت بھیجی یا سخت سُست کہا یا بددُعا دی جبکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا تو یہ اس کے لیے کفارۂ گناہ بن جائے گا اور اسے اجر ملے گا اور رحمت نازل ہوگی،

۱۶۷۳ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اے اللہ! میں نے اگر کبھی کسی مومن کو سخت سُست کہا ہو تو یہ چیز اس کے لیے قیامت کے دن اپنے (یعنی اللہ کے) قرب کا ذریعہ بنا دے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۳۴ قول النبی ﷺ من آذیته فاجعله له زکاة ورحمة

باب ۲۷ : جھوٹ بولنا حرام ہے نیز کس قسم کی غلط بیانی مباح ہے

۱۶۷۴ ـــ حدیث اُم کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا: حضرت اُم کلثومؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے ایک کی بھلائی دوسرے کے سامنے بیان کرتا ہے یا اس کے بارے میں کوئی اچھی بات کہتا ہے (کہ دو شخصوں کے دلوں کی کدورت دور ہو جائے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۳ الصلح: باب ۲ لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس

باب ۲۹ : جھوٹ بُرا ہے اور سچ اچھا اور افضل ہے

۱۶۷۵ ـــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سچ

---

[1] نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ شخص عیینہ بن حصن تھا اگرچہ اسلام کا دعویٰ کرتا تھا لیکن فی الواقع مسلمان نہ تھا۔ آپؐ نے اس کی حقیقت ظاہر کردی تاکہ مسلمان دھوکہ نہ کھائیں بعدازاں آپؐ کے ارشاد کی تصدیق اس طرح ہوئی کہ یہ شخص آپؐ کے بعد مرتد ہوگیا اور قید ہو کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا اور آپ نے بھی تالیف قلب کے لیے اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس شخص سے بُرائی کا ڈر ہو اس کے ساتھ ظاہرداری برتنے میں کوئی حرج نہیں، اور جو شخص برملا فسق کا ارتکاب کرتا ہو اس کی غیبت لوگوں کی اطلاع کے لیے جائز ہے حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپؐ نے اس کی تعریف کی تھی بلکہ آپؐ صرف نرمی سے پیش آئے تھے اور یہی مصلحت کا تقاضا تھا۔ مترجم از نوویؒ

نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے، یقیناً کسی شخص کا سچ بولتے رہنا اسے ایک دن صدیق بنا دیتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچاتا ہے۔ یقیناً کسی شخص کے جھوٹ بولتے رہنے سے نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ایک دن وہ اللہ کے ہاں کذّاب لکھ لیا جاتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۶۹ قول اللہ تعالیٰ (یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین)

باب ۳۱: اس شخص کی فضیلت جو غصّہ کی حالت میں خود پر قابو رکھے اور غصّہ دُور کرنے کی تدبیر

۱۶۷۶۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہادر وہ نہیں ہے جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ فی الواقع بہادر وہ ہے جو غصّہ کے وقت خود پر قابو رکھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۷۶ الحذر من الغضب

۱۶۷۷۔ حدیث سلیمان بن صُرد رضی اللہ عنہ: حضرت سلیمانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دو شخص باہم جھگڑ پڑے، ہم بھی اس وقت آپؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے کو غصّہ میں گالیاں دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سُرخ تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص پڑھ لے یعنی اگر یہ شخص اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لے تو اس کی یہ کیفیت دُور ہو جائے۔ یہ ارشاد سن کر لوگوں نے اس شخص سے کہا: کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سُنا؟ کہنے لگا: میں دیوانہ نہیں ہوں۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۷۶ الحذر من الغضب

باب ۳۲: چہرے پر مارنے کی ممانعت

۱۶۷۸۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کسی سے لڑائی کرے تو اسے چاہیے کہ مُنہ پر مارنے سے اجتناب کرے۔[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۹ العتق: باب ۲۰ اذا ضرب العبد فلیجتنب الوجہ

---

[1] جب کسی شخص کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ اعوذ باللہ پڑھے کیونکہ وہ غصہ جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ کے سوا کسی اور بات پر آتا ہے وہ شیطان کی اکساہٹ کی وجہ سے ہوتا ہے اور تعوذ سے شیطان دفع ہو جاتا ہے لہٰذا غصہ بھی فرو ہو جاتا ہے۔ اس شخص نے یہ جو کہا کہ میں دیوانہ نہیں ہوں یہ اس کی جہالت کا ثبوت ہے یعنی وہ یہ سمجھا کہ اعوذ باللہ اس وقت پڑھی جائے جب کسی پر جنون کا دورہ پڑا ہو۔ حالانکہ غصہ بھی جنون ہی کی ایک صورت ہے غصہ کی حالت میں انسان غیر معتدل ہو جاتا ہے۔ مرتبؒ

[2] اس حدیث میں واضح حکم ہے کہ چہرے پر مارنا نہیں چاہیئے کیوں کہ چہرے پر ضرب لگانے سے بسا اوقات چہرہ بگڑ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان کے اعصاب بھی مختل ہو سکتے ہیں۔ از نوویؒ مرتبؒ

باب ۳۴ : اگر کوئی شخص مسجد، بازار یا ایسے مقام پر جہاں لوگوں کا اجتماع ہو ہتھیار لیکر چلے تو اسے حکم دیا جائے کہ ہتھیار کے پیکان کو سنبھال کر چلے

۱۶۷۹ــــ حدیث جابر بن عبد اللہ ﷺ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تیر لے کر مسجد میں سے گزرا تو نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا: ان تیروں کے پیکانوں کو سنبھال کر چلو۔

أخرجه البخاري في: كتاب ٨ الصلاة: باب ٦٦ يأخذ بنصول النبل اذا مر في المسجد

۱۶۸۰ــــ حدیث ابو موسیٰ ﷺ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص مسجد یا بازار میں سے تیر لے کر گزرے تو اسے چاہیے کہ ان کے پھلوں (پیکانوں) کو مضبوطی سے تھام کر اور محفوظ طریقہ سے سنبھال کر لے جائے۔ یا آپؐ نے فرمایا: تیروں کے پھل کو ہاتھ سے پکڑ کر گزرے کہ کہیں کسی مسلمان کے نہ لگ جائے۔

أخرجه البخاري في: كتاب ٩٢ الفتن: باب ٧ قول النبي ﷺ من حمل علينا السلاح فليس منا

باب ۳۵ : مسلمان کو ہتھیار دکھا کر دھمکانا منع ہے

۱۶۸۱ــــ حدیث ابو ہریرہ ﷺ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو ہتھیار دکھا کر نہ دھمکائے کیونکہ ہوسکتا ہے شیطان اس کا ہاتھ ڈگمگا دے اور (وہ شخص ہلاک یا زخمی ہو جائے اور نتیجۃً) یہ حرکت کرنے والا جہنم میں جا گرے۔

أخرجه البخاري في: كتاب ٩٢ الفتن: باب ٧ قول النبي ﷺ من حمل علينا السلاح فليس منا

باب ۳۶ : راستے سے ضرر رساں چیز کو ہٹانے کا ثواب

۱۶۸۲ــــ حدیث ابو ہریرہ ﷺ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اس نے سرِ راہ ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی دیکھی اور اسے پرے ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو قبول فرما لیا اور اسے بخش دیا۔

أخرجه البخاري في: كتاب ١٠ الاذان: باب ٣٢ فضل التهجير الى الظهر

باب ۳۷ : بے ضرر جانور مثلاً بلی وغیرہ کو تکلیف دینا حرام ہے

۱۶۸۳ــــ حدیث عبد اللہ بن عمر ﷺ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اس عورت نے بلی کو قید میں رکھا حتیٰ کہ وہ مر گئی اور جب سے قید کیا نہ

اسے کچھ کھلایا نہ پلایا اور نہ اسے کہیں جانے دیا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا سکتی اور وہ عورت اس گناہ کی وجہ سے جہنم میں گئی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۴ حدثنا ابوالیمان

باب ۴۲: حقِ ہمسائیگی ادا کرنے اور ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید

۱۶۸۴ — حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیلؑ مجھے ہمسایہ کے سلسلہ میں بار بار اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے گمان گزرا کہ اسے میراث میں سے حصّہ دلوائیں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۲۸ الوصاة بالجار

۱۶۸۵ — حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابنِ عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل مجھے مسلسل ہمسایہ کے بارے میں تاکید کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ عنقریب اسے میراث میں حصّہ دلوائیں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۲۸ الوصاة بالجار

باب ۴۴: جائز کام کے لیے سفارش کرنا مستحب ہے

۱۶۸۶ — حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی سائل آتا یا آپؐ سے کوئی ضرورت پوری کرنے کو کہا جاتا تو آپؐ فرماتے: سفارش کرو تم کو اجر ملے گا اور اپنے نبیؐ کی زبان سے تو اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ کرائے گا جو وہ چاہے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاة: باب ۲۱ التحریض علی الصدقة والشفاعة فیها

باب ۴۵: نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا اور بُرے ہمجولیوں سے دُور رہنا مستحب ہے

۱۶۸۷ — حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک مصاحب اور بُرے ہمنشین کی مثال مُشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک بیچنے والا یا تو تجھے تحفۃً مشک دے گا یا تو اُس سے خریدے گا ورنہ تجھے کم ازکم اس سے اچھی خوشبو تو پہنچے گی لیکن بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے اس سے بُوئے بد پہنچے گی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۲ الذبائح والصید: باب ۳۱ المسك

باب ۴۶: بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا ثواب

۱۶۸۸ — حدیث عائشہ ؓ: اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں، اور اس نے مجھ سے سوال کیا۔ اس وقت مجھے ایک کھجور کے سوا دینے کو کچھ نہ ملا، میں نے کھجور اسے دے دی تو اس نے وہ کھجور اپنی دونوں بیٹیوں میں بانٹ دی اور خود کچھ نہ کھایا اور اٹھ کر چلی گئی۔ پھر نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے آپؐ سے اس کا واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: جس کے گھر بیٹیاں ہوں جن کو عام طور پر مصیبت سمجھا جاتا ہے[1] اس کے لیے یہ بیٹیاں روزِ قیامت آگ کے آگے پردہ بن جائیں گی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ: باب ۱۰ اتقوا النار ولو بشق تمرۃ

باب ۴۷: اس شخص کا ثواب جس کا بیٹا مر جائے اور وہ اس پر اللہ کی خاطر صبر کرے

۱۶۸۹ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں (اور وہ ان کی موت پر صبر کرے) تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا مگر اتنا جس سے قسم پوری ہو جائے[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۶ فضل من مات له ولد فاحتسبه

۱۶۹۰ — حدیث ابوسعید خدری ؓ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مرد تو آپؐ کے ارشادات سے پوری طرح مستفید ہوتے ہیں آپؐ ہمارے لیے بھی ایک دن مقرر فرما دیجیے تاکہ اس دن ہم عورتیں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپؐ ہم کو وہ باتیں تلقین فرمائیں جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمائی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم عورتیں فلاں دن فلاں مکان میں جمع ہو جایا کرو۔ چنانچہ وہ سب جمع ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لائے اور ان کو دین کی وہ باتیں تعلیم فرمائیں جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمائی تھیں۔ بعد ازاں آپؐ نے فرمایا: ہر وہ عورت جس کے تین بچے وفات پا جائیں (اور وہ اس پر صابر رہے) یہ بچے اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گے۔ یہ سن کر ایک عورت نے کہا: یارسولؐ اللہ! اور اگر دو ہوں؟ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس عورت نے یہ بات دو مرتبہ دہرائی تو آپؐ نے فرمایا: ہاں: دو بھی، دو بھی، دو بھی (تین بار)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۶ الاعتصام: باب ۹ تعلیم النبی ﷺ امته من الرجال والنساء

---

[1] مسلمؒ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ ان بچیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے ان کی تعلیم و تربیت کرے تو وہ بچیاں اس کے لیے آگ کے آگے پردہ بن جائیں گی۔ مترجم

[2] قسم پوری ہونے سے مراد یا تو یہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وان منکم الا واردھا کان علیٰ ربك حتماً مقضیا ۵ (مریم) تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو جہنم میں سے نہ گزرے۔ یہ ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کے ذمے ہے۔" گزر تو اس کا بھی دوزخ پر سے ہوگا مگر صرف اسی قدر کہ اس آیت کا مصداق پورا ہو جائے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے محاورۃً کہا جاتا ہے کہ صرف اسی قدر جس سے قسم کھائی جا سکے یعنی بہت تھوڑا یا بہت تھوڑی دیر کے لیے جہنم میں داخل ہوگا جس سے قسم پوری ہو جائے سزا کے لیے نہیں جائیگا۔ مترجم و مرتبؒ

۱۶۹۱ـــــ (حدیث ابوہریرہ ﷜): عبدالرحمٰنؒ اصفہانی نے ذکوانؒ کے حوالے سے یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری ﷜ سے روایت کی ہے اور عبدالرحمٰن اصفہانیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحازم کو حضرت ابوہریرہ ﷜ سے یہی حدیث بیان کرتے سنا (جس میں یہ وضاحت بھی ہے) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین بچے جو بالغ نہ ہوئے ہوں (اگر کسی عورت کے وفات پا جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۳۶ ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم

باب ۴۸: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے اپنے بندوں کا محبوب بنا دیتا ہے

۱۶۹۲ـــــ حدیث ابوہریرہ ﷜: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیلؑ کو یاد فرما کر مطلع کرتا ہے: کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اسے محبوب رکھو۔ چنانچہ حضرت جبرئیل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبرئیلؑ آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم سب بھی اس سے محبت کرو۔ پھر اہلِ آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین والوں میں بھی اس کے لیے مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۳۳ کلام الرب مع جبرئیل

باب ۵۰: آدمی اُسی کا ساتھی ہے جس سے محبت کرتا ہے

۱۶۹۳ـــــ حدیث انس بن مالک ﷜: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ کہنے لگا: میں نے اس کی تیاری کے سلسلہ میں نہ تو زیادہ نمازیں پڑھی ہیں نہ بہت روزے رکھے ہیں نہ بہت زیادہ صدقہ دیا ہے البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۹۶ علامۃ حب اللہ عزوجل

۱۶۹۴ـــــ حدیث ابوموسیٰ ﷜: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن اعمال میں انکی برابری نہیں کر پاتا؟ آپؐ نے فرمایا: انسان انہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۹۶ علامۃ حُبّ اللہ عزوجل

کتاب القدر

تقدیر کا بیان

باب۱: ماں کے پیٹ میں تخلیق انسان کی کیفیت اور اس کے رزق، عمر، اعمال، بدبختی اور خوش بختی کا لکھا جانا

۱۶۹۵ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم سے نبی کریم ﷺ نے حدیث بیان فرمائی ــــ آپ صادق ہیں اور آپ کا صادق ہونا مسلم ہے ــــ فرمایا: تم میں سے ہر شخص کی پیدائش ماں کے پیٹ میں اس طرح تشکیل پاتی ہے کہ پہلے چالیس دن تک (بصورت نطفہ) رہتا ہے پھر اتنے ہی دن خون بستہ کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دن مضغۂ گوشت کی صورت میں رہتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے اعمال، اس کا رزق اور اس کی عمر لکھو اور یہ بھی لکھو کہ یہ بدبخت ہوگا یا خوش بخت۔ پھر اس میں رُوح پھونکی جاتی ہے۔ اور پھر ہوتا یہ ہے کہ تم میں سے ایک شخص (نیک) کام کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب اس کے اور جنّت کے درمیان ایک گز کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتۂ تقدیر غالب آجاتا ہے اور وہ کوئی کام جہنمیوں کا سا کر گزرتا ہے (اور جہنّم میں چلا جاتا ہے) اسی طرح ایک شخص (بُرے) کام کرتا رہتا ہے اتنے زیادہ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس کا نوشتۂ تقدیر غالب آجاتا ہے اور کوئی کام جنتیوں کا سا کرگزرتا ہے (اور جنّت میں چلا جاتا ہے)۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۶ ذكر الملائكة

۱۶۹۶ ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو کہتا ہے: یارب! ابھی نطفہ ہے۔ یارب! اب خون کی پھٹکی ہے۔ یارب! اب گوشت کا لوتھڑا ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کا فیصلہ صادر فرما دیتا ہے تو وہ فرشتہ پوچھتا ہے، یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ بدبخت ہے یا نیک بخت؟ اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کی عمر کتنی ہے؟ اور پھر یہ سب باتیں ماں کے پیٹ میں ہی لکھ دی جاتی ہیں۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۶ الحيض: باب ۱۷ (مخلقة وغير مخلقة)

۱۶۹۷ــــ حدیث علی رضی اللہ عنہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع غرقد (مدینہ کا قبرستان) میں تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے اور ہم سب بھی آپؐ کے ارد گرد بیٹھ گئے آپؐ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی، آپ نے اپنا سر جھکا لیا اور چھڑی سے زمین کریدنے لگے۔ پھر فرمایا: تم میں سے ایک بھی (یعنی ایک بھی ذی رُوح) ایسا نہیں کہ جنّت میں یا دوزخ میں اس کا مقام لکھا ہُوا نہ ہو۔ گویا یہ بات پہلے سے تحریر شدہ ہے کہ یہ رُوح بدبخت ہے یا خوش بخت۔ ایک شخص نے عرض کیا: اگر یہ بات ہے یا رسولؐ اللہ! تو پھر ہم نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ کر کے کیوں نہ بیٹھے رہیں اور عمل کیوں نہ چھوڑ دیں؟ کیونکہ ہم میں سے جو شخص خوش نصیبوں میں سے ہوگا وہ از خود خوش بختوں کے سے عمل کرے گا اور جو بدبختوں میں سے ہوگا وہ از خود بدبختوں کے سے عمل کریگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ اہلِ سعادت کو اچھے اور نیک کام کرنے کی توفیق میسر آتی ہے اور بدنصیبوں کو بُرے کاموں کی توفیق میسّر آتی ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی: (فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ⑧ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ⑨ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ⑩) اللیل

"توجس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور (خدا کی نافرمانی سے) پرہیز کیا اور بھلائی کو سچ مانا اس کو ہم آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور (اپنے خدا سے) بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا اس کو ہم سخت راستے کیلیے سہولت دیں گے۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸۳ موعظة المحدث عند القبر وقعود اصحابه حوله

۱۶۹۸ــــ حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ: حضرت عمرانؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! کیا اہلِ جنت اور اہلِ نار (پہلے سے) ایک دوسرے سے ممتاز اور معروف ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کیا: اگر یہ بات ہے تو پھر لوگ عمل کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، یا آپؐ نے فرمایا: جس کی اسے توفیق دی گئی[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۲ القدر: باب ۲ جف القلم علی علم اللہ

۱۶۹۹ــــ حدیث سهل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص لوگوں کے دیکھنے میں اہلِ جنت کے سے عمل کرتا ہے لیکن وہ جہنمی ہوتا ہے اسی طرح ایک شخص لوگوں کے دیکھنے میں دوزخیوں

---

[1] حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص سے اگر اچھے کام ہو رہے ہیں تو یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس کی تقدیر میں جنتی ہونا لکھا ہے اور اگر بُرے کام سرزد ہو رہے ہیں تو اس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کی تقدیر میں دوزخی ہونا لکھا ہے لیکن چونکہ ہم کو تقدیر کا علم نہیں ہے اس لیے ہم کسی پر حکم نہیں لگا سکتے۔ پھر ہمارا عمل بھی تقدیر میں داخل ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے یا ہم جو کچھ کر رہے ہیں سب تقدیر الٰہی ہے لیکن عذاب وثواب اس اختیار پر مرتب ہوتا ہے جو اس عالم اسباب میں کرنے یا نہ کرنے کا ہم کو دیا گیا ہے اور چونکہ ہمیں تقدیر کا علم نہیں ہے اس لیے ہم جو کچھ کرتے ہیں اس کی ذمہ داری ہم پر ہے اور اسی بات کی جزا یا سزا ملتی ہے مترجم۔ از نوویؒ

کے سے عمل کرتا ہے لیکن وہ جنتی ہوتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۷۷ لا یقول فلان شهید

باب ۲: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ

۱۷۰۰ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نے ایک دوسرے سے مناظرہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: اے آدمؑ! آپ ہمارے باپ ہیں لیکن آپ نے ہمیں نامراد کیا! ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ جواباً حضرت آدمؑ نے کہا: اے موسیٰؑ! اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی ہم کلامی سے برگزیدہ کیا اور تم کو اپنے ہاتھ سے (الواح تورات) لکھ کر دیں (اتنے بلند مرتبہ پر فائز ہوتے ہوئے) کیا تم مجھے ایک ایسی بات پر ملامت کرنا چاہتے ہو جو خود اللہ تعالےٰ نے میری تخلیق سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دی تھی؟ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تو اس دلیل کے زور سے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے' یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۲ القدر: باب ۱۱ تحاج آدم وموسیٰ عند الله

باب ۵: ابن آدم کے لیے زنا وغیرہ کا کچھ نہ کچھ حصہ مقدر ہے

۱۷۰۱ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالےٰ نے ابن آدم کی تقدیر میں (کم وبیش) زنا کا حصّہ لکھ دیا ہے جو بہر حال اسے ملتا ہے۔ لہٰذا (غیر عورت کو بنظرِ شہوت دیکھنا) آنکھوں کا زنا ہے اور (غیر عورت سے ناجائز گفتگو کرنا) زبان کا زنا ہے اور نفسِ انسانی آرزوئیں کرتا اور شہوات میں مبتلا رہتا ہے (یہ فکر کا زنا ہے) لیکن شرمگاہ اس عمل کو سچّا ثابت کر دیتی یا جھوٹا ثابت کر دیتی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۹ الاستیذان: باب ۱۲ زنا الجوارح دون الفرج

باب ۶: اس بات کا بیان کہ ہر بچّہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور یہ سوال کہ کافروں اور مسلمانوں کی جو اولاد بچپن میں مر جاتی ہے وہ جنتی ہے یا دوزخی۔

۱۷۰۲ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ (کافر کا ہو یا مسلمان کا) دینِ فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے بعدازاں اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے چوپایہ جانور ہمیشہ سالم الاعضاء بچہ جنتا ہے۔ کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ کسی جانور کا بچہ کان کٹا پیدا ہوا ہو؟

---

[1] امام نوویؒ نے لکھا ہے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم میں سے بھی کوئی گناہ گار شخص ارتکاب گناہ کے بعد یہی جواب دے کر جو حضرت آدمؑ نے دیا تھا سزا اور ملامت سے خلاصی پا سکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ نہیں۔ کیونکہ وہ ابھی اس دنیا میں موجود ہے جو دار التکلیف اور دار العمل ہے اور حضرت آدمؑ نے یہ جواب دار العمل سے جانے کے بعد دیا تھا اور پھر ان کا گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا تھا اس لیے ان پر ملامت باقی نہ رہی۔ مترجم از نوویؒ

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہؓ یہ آیۂ کریمہ تلاوت کیا کرتے تھے: (فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ـ الروم (۳۰))

"اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی، یہی بالکل راست اور درست دین ہے۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸۰ اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه

۱۷۰۳ــــ حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ وہ جنت میں جائے گی یا دوزخ میں؟) تو آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ بڑے ہو کر وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۹۳ ما قیل فی اولاد المشرکین

۱۷۰۴ــــ حدیث ابن عباسؓ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے مشرکوں کی اولاد (جو نابالغ مر جائے) کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ وہ جنت میں جائیں گی یا دوزخ میں؟) تو آپؐ نے فرمایا: انھیں چونکہ پیدا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس لیے وہی بہتر جانتا ہے کہ وہ بڑے ہو کر کیا کرنے والی تھیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۹۳ ما قیل فی اولاد المشرکین

کتابُ العلم

باب۱: قرآن مجید کی متشابہ آیات کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے اور جو شخص ایسا کرے اس سے بچنا ضروری ہے

۱۷۰۵ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی:

(هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷ آل عمران)

"اسی خدا نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں۔ ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔"

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن مجید کی متشابہ آیات کا کھوج لگانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے اصحاب زیغ وفتنہ رکھا ہے ایسے لوگوں سے بچ کر رہو۔

اخرجہ البخاری فی: ۶۵ کتاب التفسیر: ۳۔ سورہ آل عمران: باب۱ (منہ آیات محکمات)

۱۷۰۶ــــ حدیث جندب رضی اللہ عنہ: حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کو پڑھو اس وقت تک جب تک تمہارا دل اور زبان ایک دوسرے کے مطابق ہو اور جب دل وزبان میں اختلاف

ہو جائے پڑھنا چھوڑ دو۔[2]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۶ فضائل القرآن: باب ۳۷ اقرؤا القرآن ما ائتلفت علیه قلوبکم

باب ۲: سخت جھگڑالو لوگوں کا بیان

۱۷۰۷ —— حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔ (یعنی حق کے خلاف اور باطل کی حمایت میں لڑتا ہو)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم: باب ۱۵ قول اللہ تعالیٰ (وھو الدّ الخصام)

باب ۳: یہود و نصاریٰ کے طور طریقوں کو اختیار کرنے کا بیان

۱۷۰۸ —— حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طور طریقوں کی بالشت بہ بالشت اور گز بہ گز پیروی کرو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی پیروی کرو گے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ کی؟ آپؐ نے فرمایا: تو اور کس کی؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۶ الاعتصام: باب ۱۴ قول النبی ﷺ لتتبعن سنن من کان قبلکم

باب ۵: قربِ قیامت میں علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت اور فتنہ عام ہوگا

۱۷۰۹ —— حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت برپا ہونے کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت کا دور دورہ ہوگا، شراب کثرت سے پی جائے گی اور زنا عام ہوگا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۲۱ رفع العلم وظہور الجہل

۱۷۱۰ —— حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علم اٹھا لیا جائے گا، جہل نازل ہوگا اور ہرج کی کثرت ہوگی۔ ہرج

---

[1] اس کے ایک معنیٰ یہ ہیں کہ جب تک دل لگے اور مزا آئے اس وقت تک پڑھو اور جب دل نہ لگے تو محض زبان سے رٹنا لاحاصل ہے بلکہ خوف ہے کہ غلط نہ پڑھ جائے دوسرے معنیٰ یہ ہیں کہ اختلاف سے مراد غلط قسم کا اختلاف ہے جو فتنہ پیدا کرنے یا لڑنے جھگڑنے کے لیے پیدا کیا جائے، رہ گیا وہ اختلاف جو علماء باہم استنباط مسائل کے لیے کرتے ہیں وہ اس میں داخل نہیں ہے بلکہ اس کا تو حکم دیا گیا ہے اور اس اختلاف پر کامیابی اور ناکامی دونوں صورتوں میں اجر ملتا ہے۔ مرتب

سے مراد قتل ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۵ ظہور الفتن

۱۷۱۱ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب زمانہ قیامت سے قریب ہو جائے گا تو (نیک) عمل گھٹ جائیں گے، لوگوں کے دلوں میں بخل اور لالچ ڈال دیا جائے گا۔ ہر طرف فتنہ و فساد عام ہو جائے گا اور ہرج کی کثرت ہو گی۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: قتل۔ (آپؐ نے یہ لفظ دو مرتبہ فرمایا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۵ ظہور الفتن

۱۷۱۲ــــ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے دلوں میں سے محو کر دے گا بلکہ علم اس طرح ختم ہو گا کہ علماء ختم ہو جائیں گے حتیٰ کہ جب ایک بھی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے استفسارات کیے جائیں گے اور وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے جو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۳۴ کیف یقبض العلم

کتابُ الذکر والدّعاو التّوبہ والاستغفار

ذکر الٰہی، دعا، توبہ اور استغفار کا بیان

باب ۱: ذکر اللہ کرنے کے فوائد

۱۷۱۳ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے لیے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے اور جب بندہ میرا ذکر کرتا ہے (مجھے یاد کرتا ہے) اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور بندہ اگر میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑتا ہُوا آتا ہوں[۱]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۱۵ قول اللہ تعالیٰ (ویحذرکم اللہ نفسه)

باب ۲: اسماء باری تعالیٰ کا بیان اور ان کو یاد کرنے والے کی فضیلت

۱۷۱۴ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ جو شخص ان ناموں کو یاد کرے گا وہ جنّت میں جائے گا اور ایک دُوسری روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر (واحد الاحد، بے نظیر و بے مثال) ہے اس لیے وہ عملوں میں وتر (طاق) پسند فرماتا ہے[۲]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۴ الشروط: باب ۱۸ ما یجوز من الاشتراط

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۶۸ للہ مائة اسم غیر واحد

---

[۱] فتح الباری میں ہے: قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ گمان رکھنے سے مراد یہ ہے کہ بندہ دعا کے وقت قبولیت کا یقین رکھے اور توبہ و استغفار کے وقت بھی اسے یقین ہو کہ اس کی توبہ قبول ہوگئی اور اسے معاف کر دیا گیا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہدایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، اس طرح کہ تم کو قبولیت کا پورا یقین ہو۔ دوڑ کر آنے کے معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ میں ثواب فوراً عطا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم۔ مرتبؒ

[۲] علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہا گیا کہ اسماء باری تعالیٰ ننانوے میں منحصر ہیں اور نہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ان ننانوے ناموں کے علاوہ اور کوئی نام ہی نہیں ہے۔ حدیث کا مقصد محض یہ بتانا ہے کہ جو شخص ان ننانوے ناموں کو حفظ کرلے گا وہ جنّت میں جائے گا۔ امام قسطلانیؒ نے لکھا ہے کہ چونکہ اسماء باری تعالیٰ توقیفی ہیں اور محض وحی یا حدیث نبوی کے ذریعہ سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں لہٰذا ہمارے لیے (باقی اگلے صفحہ پر)

باب۳ : دُعا پورے وثوق و اعتماد سے مانگنا چاہیے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو ایسا کر دے وغیرہ

۱۷۱۵ ۔۔۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب دعا مانگے تو بڑے عزم و اعتماد سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے یہ ہرگز نہ کہے : اے اللہ ! اگر تو چاہے تو مجھے دے دے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے[۱]

اخرجہ البخاری فی: کتاب۸۰ الدعوات : باب۲۱ لیعزم المسألة فانه لامکره له

۱۷۱۶ ۔۔۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کو دُعا میں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اے اللہ ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے اے اللہ ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ پُرزور طریقہ سے اور پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ سوال کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب۸۰ الدعوات : باب۲۱ لیعزم المسألة فانه لامکره له

باب۴ : تکلیف یا مصیبت کے وقت موت کی آرزو کرنا مکروہ ہے

۱۷۱۷ ۔۔۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ : حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی پر اگر کوئی تکلیف یا مصیبت نازل ہو جائے تو وہ (اس سے گھبرا کر) موت کی آرزو ہرگز نہ کرے۔ اگر موت کی تمنا کرنا بہت ضروری ہو تو پھر اس طرح دعا مانگے : اے اللہ ! مجھے زندہ رکھ اس وقت تک جب تک زندہ رہنا میرے لیے خیر اور بہتر ہو اور اگر موت میرے لیے خیر و بہتر ہے تو مجھے موت دے دے[۲]

اخرجہ البخاری فی: کتاب۸۰ الدعوات : باب۳۰ الدعاء بالموت والحیاة

یہ جائز نہیں ہے کہ ہم اسماء باری تعالیٰ کے سلسلہ میں از خود کوئی ایسا تصرّف کریں جس کی رہنمائی ہمیں وحی یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل نہ ہوئی ہو خواہ اسے عقل جائز تصور کرے اور قیاساً وہ صحیح ہو۔ وتر کے معنیٰ ہیں طاق (جفت کے برعکس) لیکن جب اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا تو اس کے معنیٰ ہوں گے وہ واحد و اَحد جس کا کوئی شریک نہیں، کوئی نظیر نہیں کوئی مثال نہیں۔ وتر کو پسند فرماتا ہے کے معنی یہ ہیں کہ اعمال میں اسے طاق عمل پسند ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر عبادات طاق ہیں مثلاً نمازیں پانچ ہیں۔ طہارت میں تین تین بار دھونا سنت ہے طواف کے سات چکر ہیں سعی کے سات شوط ہیں رمیٔ جمار سات بار ہے۔ ایام تشریق تین ہیں۔ استنجا تین ڈھیلے سے سنت ہے وغیرہ وغیرہ۔ مترجم

[۱] یعنی اللہ تعالیٰ جو کام کرتا ہے اپنی خوشی اور مرضی سے کرتا ہے اس لیے بندے کو یہ شرط لگانا کہ اگر تو چاہے تو ایسا کر دے مناسب نہیں۔ اس میں ایک طرح کی لاپروائی جھلکتی ہے غلام کو چاہیے کہ اپنے آقا سے بہ اصرار اور گڑگڑا کر مانگے۔ اور اس حقیقت کا علم کہ دینا مناسب ہے یا نہ دینا اس کے لیے چھوڑ دے وہ بہتر جانتا ہے۔ مترجم از نوویؒ

[۲] امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ ممانعت دنیاوی مصیبت اور تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنے کے بارے میں ہے اگر دین کا ابتلا ہو اور دین کے فتنہ میں پڑنے کا ڈر ہو تو موت کی آرزو کرنا جائز ہے اور بعض سلف صالحین نے دین کے فتنہ میں پڑنے کے خوف سے ایسا کیا ہے لیکن افضل یہی ہے کہ صبر کرے اور قضا و رضاء الٰہی پر راضی رہے۔

۱۷۱۸ ــــ (حدیث خبّاب ﷺ) : قیس بن ابی حازمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت خبابؓ کے پاس گیا، انھوں نے (کسی بیماری کی وجہ سے) اپنے پیٹ پر سات داغ لگوائے تھے. اس حالت میں مَیں نے ان کو کہتے سُنا : اگر نبی کریم ﷺ نے موت کی دعا مانگنے سے منع نہ فرمادیا ہوتا تو میں اس وقت موت کی دُعا ضرور مانگتا۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات : باب ۳۰ الدعاء بالموت والحیاة

باب ۵ : جو اللہ تعالیٰ سے مُلاقات کا خواہشمند ہو اللہ بھی اس سے ملنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہو اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے

۱۷۱۹ ــــ حدیث عبادة بن الصامت ﷺ : حضرت عبادہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہشمند ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالےٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے ۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۴۱ من احب لقاء الله احب الله لقاءه

۱۷۲۰ ــــ حدیث ابوموسیٰ ﷺ : حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۴۱ من احب لقاء الله احب الله لقاءه

باب ۶ : ذکرِ الٰہیٰ دعا اور اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرنے کی فضیلت

۱۷۲۱ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے لیے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے. اور جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے (مجھے یاد کرتا ہے) اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں اس کا ذکر کرتا ہوں ۔ اور بندہ اگر میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑتا ہُوا آتا ہوں ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید : باب ۱۵ قول الله تعالیٰ (ویحذرکم الله نفسه)

---

[1] اس حدیث میں موت کی دعا مانگنے کی ممانعت کا ذکر ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں آرزو کرنے کی ممانعت آئی ہے. آرزو (تمنا) اور دعا میں فرق ہے ۔ دعا، خاص ہے اور تمنا عام ہے یعنی ہر دعا تمنا ہے لیکن ہر تمنا دعا نہیں ہے ۔ مرتبؒ

باب ۸: ذکرِ الٰہی کی مجالس منعقد کرنے کا ثواب

۱۷۲۲ ـــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے اور اہلِ ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں پھر اگر انھیں کہیں کچھ لوگ اللہ کا ذکر کرتے مل جاتے ہیں تو وہ اپنے ساتھیوں کو پکارتے ہیں کہ آجاؤ! جس چیز کی تمھیں تلاش تھی مل گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتے اہلِ ذکر کو اپنے پروں سے آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر ان سے اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے ـــ حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ جانتا ہے ـــ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری بڑائی بیان کرتے ہیں، تیری حمد کرتے ہیں اور تیری بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں بخدا! انھوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: رب کریم ارشاد فرماتا ہے: اگر انھوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو پھر ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر انھوں نے تجھے دیکھ لیا ہوتا تو یہ تیری عبادت کرنے میں اور تیری بزرگی بیان کرنے میں اور زیادہ شدّت اختیار کرتے اور تیری تسبیح اور زیادہ کرتے۔ باری تعالیٰ پوچھتا ہے: یہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: یہ تجھ سے جنّت کے طلب گار ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے: کیا ان لوگوں نے جنّت کو دیکھا ہے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: نہیں بخدا! اے رب کریم انھوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ ربِ کریم فرماتا ہے: اگر ان لوگوں نے جنت کو دیکھ لیا ہوتا تو ان کی کیفیت کیا ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر کہیں انھوں نے جنّت کو دیکھ لیا ہوتا تو یقیناً انھیں اس کی خواہش کہیں زیادہ ہوتی، زیادہ شدّت سے اس کے طلب گار ہوتے اور ان کو اس کی رغبت اور زیادہ ہوتی۔ باری تعالیٰ دریافت فرماتا ہے: اچھا یہ لوگ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ جناب باری تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا انھوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: نہیں بخدا! انھوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ رب کریم دریافت کرتے ہیں: اگر انھوں نے دوزخ کو دیکھا ہوتا تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: اگر کہیں انھوں نے اسے دیکھ لیا ہوتا تو اس سے اور زیادہ دُور بھاگتے اور کہیں زیادہ ڈرتے۔ ربِ کریم ارشاد فرماتا ہے: اچھا تم سب گواہ رہنا میں نے ان کو بخش دیا۔ آپؐ نے فرمایا: اس وقت ایک فرشتہ عرض کرے گا: ان میں فلاں شخص بھی تھا جو ان ذاکرین میں شامل نہیں ہے بلکہ محض اپنے کسی کام سے وہاں آگیا تھا۔ ربِ کریم فرمائے گا: یہ سب ہم نشین تھے اور ان کے ساتھ اس مجلس میں بیٹھنے والا ایک بھی بدنصیب نہ رہے گا۔

اخرجہ البخاری فی کتاب الدعوات: باب ۶۶ فضل ذکر اللہِ عزّوجل

باب ۹: یہ دعا "اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ" مانگنے کا ثواب

۱۷۲۳ ـــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی دُعا اکثر یہ ہُوا کرتی تھی:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (اے ہمارے معبود! اے ہمارے آقا و مولا! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی عطا فرما اور آخرت کی اچھائی بھی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے بچا)[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۵۵ قول النبی ﷺ (رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً)

باب ۱۰　لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور سُبحان اللہ کہنے اور دُعا مانگنے کا ثواب

۱۷۲۴ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر روز سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتا رہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (نہیں کوئی لائق عبادت سوائے اللہ کے، وہ یکتا و بے مثال ہے، کوئی اس کا کسی بات میں شریک نہیں، حکومت بھی اسی کی ہے اور ہر طرح کی حمد و ثنا بھی اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے نامۂ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس میں سے سو گناہ مٹا دیے جائیں گے اور یہ کلمات اُس دن صبح سے شام تک کے لیے شیطان سے اس کی حفاظت کے ضامن ہوں گے۔ اور اس دن اس سے بہتر عمل کسی اور کا نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے یہ کلمات سو مرتبہ سے بھی زیادہ پڑھے ہوں گے[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۱ صفۃ ابلیس وجنودہ

۱۷۲۵ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ (پاک ہے ذات باری تعالیٰ ہر نقص و عیب سے اور میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں) اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کی مانند بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۶۵ فضل التسبیح

۱۷۲۶ — حدیث ابو ایوب انصاری ؓ: حضرت ابو ایوبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دس بار یہ کلمات پڑھے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ

---

[1] فتح الباری میں ہے کہ شیخ عماد الدین ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ دنیا کی اچھائی میں تمام دنیوی مقاصد و مطالب آجاتے ہیں مثلاً صحت و عافیت، کشادہ فراخ اور آرام دہ گھر، خوبصورت بیوی، نیک اولاد، فراواں رزق، علم نافع، عمل صالح، اعلیٰ درجہ خوشگوار سواری، وغیرہ۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہ لوگ آپ کو اچھا سمجھیں اور آپ کو اچھے لفظوں سے یاد کریں، یہ سب باتیں حسنات دنیا میں شامل ہیں اور آخرت کی اچھائی میں اعلیٰ ترین چیز تو جنت کا حصول ہے اور اسی کے ضمن میں باقی امور مثلاً میدان حشر میں فزع اکبر سے محفوظ رہنا، حساب کا آسان ہونا وغیرہ داخل ہیں۔ مرتب

[2] امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ بظاہر حدیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو شخص یہ ورد روزانہ سو مرتبہ کرے خواہ ایک وقت میں مسلسل کرے یا متفرق اوقات میں اور خواہ کچھ تسبیح کچھ شام کے وقت اس کو یہ سب فوائد حاصل ہوں گے لیکن بہتر یہ ہے کہ صبح کے وقت ایک ہی نشست میں کیا جائے تاکہ شیطان سے پورے دن کی حفاظت کا سامان ہو جائے۔ مرتب

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ (نہیں کوئی لائقِ عبادت سوائے اللہ کے' وہ یکتا و بے مثال ہے کوئی اس کا (کسی بات میں) شریک نہیں، حکومت اسی کی ہے اور ہر طرح کی حمد و ثنا بھی اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) اسے اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے اولادِ اسماعیلؑ میں سے ایک غلام آزاد کیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۶۴ فضل التهليل

۱۷۲۷ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو کلمے ہیں جو زبان پر تو ہلکے ہیں لیکن میزانِ حساب میں بھاری اور ربِ رحیم کو بہت پسند ہیں (وہ یہ ہیں)، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ' سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ (پاک ہے ذات اللہ کی جو بہت عظمت والا ہے' اللہ تعالیٰ ہر طرح کے عیوب و نقائص سے منزّہ اور پاک ہے اور میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۶۵ فضل التسبيح

باب ۱۳: ذِکرِ الٰہی پست آواز میں مستحب ہے

۱۷۲۸ — حدیث ابوموسیٰ اشعری ؓ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر پر حملہ کیا — یا آپ نے کہا تھا کہ جب نبی کریم ﷺ خیبر کی طرف روانہ ہوئے — تو لوگ بلندی سے ایک وادی کو دیکھ کر بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے: "اَللّٰہُ اَکْبَرُ! اَللّٰہُ اَکْبَرُ! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اُوپر نرمی کرو اور اس طرح نہ چیخو! تم کسی بہرے یا غیر حاضر کو نہیں پکار رہے۔ تم اس کو پکار رہے ہو جو ہر وقت سنتا ہے' تم سے قریب ہے بلکہ وہ تو تمھارے ساتھ ہے (حضرت ابوموسیٰؓ کہتے ہیں): میں اس وقت نبی کریم ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا، آپؐ نے مجھے کہتے سُنا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (نہ قوت ہے اور نہ طاقت مگر اللہ کے حکم سے) تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ بن قیسؓ[1]! میں نے عرض کیا: لبیک! یا رسول اللہ! (یا رسولؐ اللہ! میں حاضر ہوں) فرمایا: کیا میں تم کو ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! ضرور بتایئے۔ فرمایا: (وہ کلمہ ہے) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۸ غزوة خيبر

۱۷۲۹ — حدیث ابوبکر صدیق ؓ: حضرت صدیقؓ نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی دُعا تلقین کیجیے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (اے میرے معبود! میں نے خود پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور گناہ تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا لہٰذا تو مجھے اپنی مغفرتِ خاص سے نواز

---

[1] حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔ مترجم

اور مجھ پر رحم فرما کیونکہ تو بہت ہی زیادہ معاف فرمانے والا اور بہت ہی رحم فرمانے والا ہے)۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۱۰ الاذان: باب ۱۴۹ الدعا قبل السلام

۱۷۳۰ ـــ حدیث عبداللہ بن عمرو ﷺ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے جناب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیے جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ دعا مانگا کرو: اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (اے میرے معبود! میں نے خود پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا، لہٰذا تو مجھے اپنی مغفرتِ خاص سے نواز، یقیناً تو بہت ہی زیادہ معاف فرمانے والا اور بہت ہی رحم فرمانے والا ہے)۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۹۷ التوحيد: باب ۹ قول الله تعالیٰ (وكان الله سميعًا بصيرًا)

باب ۱۴: فتنوں وغیرہ کے شر سے پناہ مانگنا

۱۷۳۱ ـــ حدیث عائشہ ﷺ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔ اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ قَلْبِيْ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا، كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ۔ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

(اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جہنم کے فتنہ سے اور جہنم کے عذاب سے اور قبر کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے اور دولت مندی کے فتنہ کی بُرائی سے اور محتاجی کے فتنہ کی بُرائی سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ کی شر سے۔ اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو غلطیوں اور گناہوں سے اس طرح پاک و صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک ہوتا ہے۔ اور میرے اور میرے گناہوں کے مابین اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق و مغرب کے درمیان رکھا ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں کاہلی سے اور ایسے اسباب و ذرائع سے جو گناہ اور قرض میں مبتلا کریں۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۸۰ الدعوات: باب ۴۶ التعوذ من فتنة الفقر

باب۱۵: عجز اور سستی وغیرہ سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۳۲ــــ حدیث انس بن مالک ﷺ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ ! اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ والْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔ (اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عاجزی سے سستی سے بزدلی سے اور ایسے بڑھاپے سے جو ناکارہ کردے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ طلب کرتا ہوں زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب۸۰ الدعوات: باب۳۸ التعوذ من فتنة المحیا و الممات

باب۱۶: قضاء بد اور بدبختی وغیرہ میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۳۳ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بلا کی شدت، بدبختی میں مبتلا ہونے، قضاء بد سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب۸۰ الدعوات: باب۲۸ التعوذ من جهد البلاء

باب۱۷: سوتے وقت بستر پر لیٹ کر کیا دعا پڑھے؟

۱۷۳۴ــــ حدیث براء بن عازب ﷺ: حضرت براءؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو جیسے نماز کے لیے کرتے ہو پھر دائیں پہلو کے بل لیٹ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰھُمَّ! اِنِّیۡ اَسْلَمْتُ وَجْھِیۡ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیۡ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیۡ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَھْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ۔ اَللّٰھُمَّ! اٰمَنْتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیۡ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیۡ اَرْسَلْتَ۔ (اے اللہ! میں نے اپنا منہ (یعنی سر اور پورا وجود) جھکا دیا تیرے آگے اور اپنے تمام معاملات تیرے سپرد کر دیے اور تجھ پر بھروسہ کر لیا۔ میں تیرے ثواب کے شوق میں اور تیرے عذاب کے ڈر سے تیرے حضور حاضر ہوں، تیرے سوا میرا کوئی ٹھکانا نہیں اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے اور اگر ہے تو وہ خود تیری ذات ہے اے اللہ! میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے نبی پر جو تو نے مبعوث فرمایا)۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد اگر تم اسی رات مر گئے تو تم دینِ اسلام پر مرو گے اور یہ دعا تمھارا آخری کلام ہونا چاہیے (یعنی اس کو پڑھنے کے بعد کوئی دنیاوی بات نہ کرے) حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو نبی کریم ﷺ کے سامنے دہرایا اور جب میں ان کلمات پر پہنچا: اللھم اٰمنت بکتابك الذی انزلت الخ تو میں نے کہا: "ورسولك الذی ارسلت" تو آپؐ نے کہا: نہیں! کہو: "ونبیك الذی ارسلت"

اخرجه البخاری فی: کتاب۴ الوضوء: باب۷۵ فضل من بات علی الوضوء

۱۷۳۵ـــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بستر پر جائے تو اسے چاہیئے کہ پہلے بستر کو اپنے تہ بند سے جھاڑ لے کیونکہ اسے نہیں معلوم اس کے پیچھے اس پر کیا چیز آئی پھر کہے: بِاسْمِكَ رَبِّ! وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ. إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ.

(اے میرے مالک! میں تیرے ہی نام سے اپنا پہلو بستر پر رکھ رہا ہوں اور تیرا ہی نام لے کر اسے بستر سے اٹھاؤں گا. اگر (آج) تو میری روح قبض کرلے تو اس پر رحم فرمائیو اور اگر تو اسے آزاد کردے تو اس کی اس طرح حفاظت فرمائیو جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے)

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۱۳ حدثنا احمد بن یونس

باب ۱۸: اپنے کردہ اور ناکردہ اعمال کے شر سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۳۶ـــ حدیث ابن عباس ﷠: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ.

(میں پناہ طلب کرتا ہوں تیرے عزت وجلال کی (اے میرے معبود) کہ نہیں ہے کوئی لائق عبادت سوائے تیرے، تو جو کبھی نہیں مرے گا جب کہ جن والنس سب کو موت آئے گی)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب قول اللہ تعالیٰ ـــ وھو العزیز الحکیم

۱۷۳۷ـــ حدیث ابوموسیٰ ﷛: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي. اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي، وَجَهْلِي وَهَزْلِي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي. اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

(اے میرے مالک! بخش دے میری چوک، میری نادانی اور میری وہ زیادتی جو میں نے خود اپنے تمام معاملات میں کی ہے جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! میری غلطیاں میرا قصد گناہ اور میری نادانی اور میری حماقت سب معاف فرما دے، یہ سب باتیں مجھ میں ہیں۔ اے اللہ! میرے تمام اگلے اور پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما دے۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۶۰ قول النبی ﷺ اللھم اغفرلی ماقدمت وما اخرت

۱۷۳۸ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَعَزَّ جُنْدَہٗ، وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ۔
(نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، جو یکتا و بے مثال ہے جس نے اپنے لشکر کو عزّت دی، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس نے تنہا ہی (دشمن کے) لشکروں کو مغلوب کر دیا اس کے بعد کوئی چیز نہیں[1]۔

أخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۲۹ غزوة الخندق وهی الاحزاب

باب ۱۹ : صبح کے وقت اور سوتے وقت تسبیح کرنے کا بیان

۱۷۳۹ــــ حدیث علی ﷺ : حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ علیہا السّلام چکی کی مشقّت کی وجہ سے بیمار ہوگئیں اور جب نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہؓ آپؐ کے پاس گئیں لیکن آپؐ کو موجود نہ پایا ــــ حضرت عائشہ ﷺ موجود تھیں ــــ لہٰذا حضرت فاطمہؓ نے اُم المومنینؓ سے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ بعد ازاں جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ام المومنین حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے حضرت فاطمہؓ کے آنے کا ذکر کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں ایسے وقت تشریف لائے کہ ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: لیٹے رہو! پھر آپؐ ہمارے درمیان اس طرح بیٹھ گئے کہ میں نے آپؐ کے مُبارک قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی اور آپؐ نے فرمایا: کیا تم کو اس سے بہتر چیز نہ سکھا دوں جو تم نے مجھ سے مانگی ہے؟ جب تم سونے کے لیے لیٹو تو چونتیس ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ تینتیس ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس ۳۳ بار ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا کرو یہ تسبیح و تکبیر تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے (جو تم نے مانگا تھا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۲ فضائل اصحاب النبی ﷺ: باب ۹ مناقب علی بن ابی طالب القرشی

باب ۲۰ : مُرغ کی اذان سُن کر دُعا مانگنا مستحب ہے

۱۷۴۰ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم مُرغ کی چیخ (اذان) سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے (تب چیختا ہے) اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو (پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی، شیطان مردُود سے) کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر چیختا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۵ خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال

[1] یعنی ہر چیز فانی ہے اور وہ باقی ہے۔

باب ۲۱ : بے چینی اور پریشانی کے وقت پڑھنے کی دُعا

۱۷۴۱ ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پریشانی اور بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔

(کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو بڑی عظمت والا بُردبار ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو بڑے عرش کا مالک ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور مالک ہے عرش کریم کا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۲۷ الدعا عند الکرب

باب ۲۵: ہر دُعا قبول ہوتی ہے اگر بے صبرا نہ ہو جائے یعنی اگر یہ نہ کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی مگر قبول نہیں ہوئی

۱۷۴۲ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کی دعا قبول ہوتی ہے مگر اس شخص کی جو جلد باز اور بے صبرا ہو کر یہ کہے: "میں نے دعا مانگی تھی لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۲۲ یستجاب للعبد مالم یعجل

باب ۲۶ : اہلِ جنّت کی اکثریت فقراء پر مشتمل ہوگی اور دوزخ میں جانے والوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہوگی

۱۷۴۳ ــــ حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ: حضرت اسامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ جنت میں جانے والے بالعموم وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) مسکین اور غریب تھے اور جاہ و مرتبہ والے لوگ روک لیے گئے (حساب کتاب کے لیے دروازے پر روک لیے گئے) البتہ دوزخیوں کو دوزخ میں لے جانے جانے کا حکم صادر کر دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا (تو میں نے دیکھا کہ) دوزخ میں عام طور پر عورتیں داخل ہو رہی ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۸۷ حدثنا مسدد

۱۷۴۴ ــــ حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما: حضرت اسامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری بعثت کے بعد دنیا میں جو فتنے باقی رہ گئے ہیں ان میں مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ

نقصان رساں فتنہ اور کوئی نہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۸ ما یتقی من شئوم المرأۃ

باب ۲۷: غار والے تین آدمیوں کا قصّہ اور نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا مانگنے کا بیان

۱۷۴۵ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا: تین شخص گھر سے نکل کر چلے، راستے میں انھیں بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہوگئے (اسی اثناء میں) غار پر ایک پتھر آگرا (جس سے غار کا دہانا بند ہوگیا) تو انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: "زندگی میں جو بہترین عمل تم نے کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا مانگو"۔ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے ضعیف تھے اور میں بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا جب میں واپس آتا تو دودھ دوہتا اور دودھ کا پیالہ لے کر اپنے ماں باپ کے پاس جاتا اور جب وہ دونوں پی لیتے تو اس کے بعد میں اپنے بچوں، گھر والوں اور بیوی کو پلاتا۔ ایک رات مجھے دیر ہوگئی اور جس وقت (دودھ لے کر) میں اپنے والدین کے پاس پہنچا تو وہ سو چکے تھے۔ میں نے ان کو جگانا پسند نہ کیا جبکہ بچے میرے قدموں میں بلک بلک کر شور مچا رہے تھے۔ پھر ہوا یہ کہ وہ سوتے رہے اور میں اسی حالت میں کھڑا رہا حتیٰ کہ سورج طلوع ہوگیا۔ اے اللہ! جیسا کہ تو جانتا ہے اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کی خاطر کیا تھا تو ہماری غار میں اتنا روزن بنا دے کہ ہم اُس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں۔ آپؐ نے فرمایا: اس کی دعا کے اثر سے ان کے غار میں روزن بن گیا۔ پھر دوسرے شخص نے دعا مانگی: اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں اپنی چچا زاد بہنوں میں سے ایک لڑکی سے شدید محبت کرتا تھا اتنی شدید محبت جتنی مرد عورت سے کر سکتا ہے۔ اس لڑکی نے کہا، تو مجھے اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک سو دینار ادا نہ کرے۔ لہٰذا میں نے سو دینار حاصل کرنے کے لیے کوشش کی اور وہ جمع کر لیے لیکن جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھا (یعنی زنا کا ارادہ کیا) تو اس نے کہا: خدا سے ڈر اور ناجائز طریقہ سے مُہر نہ توڑ۔ یہ سن کر میں اٹھ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ اے اللہ! جیسا کہ تو جانتا ہے یہ کام میں نے اگر تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمارا راستہ کھول دے۔ چنانچہ ان کا دو تہائی راستہ کُھل گیا۔ تیسرے نے کہا: اے اللہ! جیسا کہ تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور کو ایک فرق[1] جوار کے عوض ملازم رکھا تھا اور جب (کام کے بعد) اسے اُجرت دی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور میں نے وہ جوار زمین میں بو دی اور (اس کی آمدنی اتنی ہوئی کہ) میں نے اس سے گائیں اور چرواہا خرید لیا بعد ازاں وہ مزدور آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے بندے مجھے میرا حق ادا کر دے۔ میں نے اس سے کہا: جاؤ وہ گائیں اور چرواہا لے لو، وہ سب تمہارا ہے۔ وہ کہنے لگا: کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟ میں نے کہا: میں تم سے مذاق نہیں کر رہا بلکہ وہ سب ہے ہی تمہارا۔ اے اللہ جیسا کہ تو جانتا ہے اگر یہ سب میں نے تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمارا راستہ کھول دے اور ہماری مشکل آسان کر دے۔ چنانچہ ان کا راستہ کُھل گیا اور ان کی مصیبت ٹل گئی ہے[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۹۸ اذا اشتری شیئًا بغیرہ بغیر اذنہ فرضی

---

[1] "فرق" ایک پیمانہ ہے جس میں تین صاع کے برابر غلہ آتا ہے۔ مرتب [2] اس حدیث میں کئی مفید نکات ہیں مثلاً یہ (باقی اگلے صفحہ پر)

کتاب التوبة

توبہ کے مسائل

باب ۱: توبہ کی تحریک و ترغیب اور یہ کہ توبہ سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے

۱۷۴۶ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے لیے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے اور جس وقت میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں اور بندہ اگر میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی جانب ہاتھ بھر بڑھتا ہوں اور وہ اگر ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی جانب دو ہاتھ آتا ہوں اور بندہ اگر چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۱۵ قول اللہ تعالیٰ (ویحذرکم اللہ نفسہ)

۱۷۴۷ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ﷺ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ایسے مقام پر آکر اترے جہاں جان کا خطرہ ہو اور اس شخص کے پاس اپنی سواری ہو جس پر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو اور وہ اس مقام پر اتر کر تھوڑی دیر کے لیے سو جائے لیکن جب بیدار ہو تو دیکھے کہ اس کی سواری کہیں چلی گئی ہے (وہ اسے تلاش کرے لیکن نہ ملے) حتیٰ کہ گرمی اپنی انتہا کو پہنچ جائے، پیاس کے مارے بُرا حال ہو اور ہر وہ کیفیت جو ایسی حالت میں طاری ہوا کرتی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۔ سختی اور بلا کے موقع پر جب کوئی اور تدبیر کارگر نہ رہے تو انسان اپنے ان اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا مانگے جو اس نے خالصتاً رضائے الٰہی کی خاطر کیے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان پُرخلوص اعمال کی برکت سے دعا قبول فرمائے گا اور اس کی مصیبت ٹال دے گا ۲۔ یہ کہ ماں باپ کا حق بال بچوں اور بیوی پر مقدم ہے اور اس حق کی ادائیگی اعلیٰ درجہ کی نیکیوں میں داخل ہے ۳۔ کسی گناہ کے ارتکاب پر مکمل قدرت حاصل ہو جانے کے بعد محض رضائے الٰہی کی خاطر اس کو ترک کرنا بالخصوص شہوت نفسانی کو دبا کر بدکاری سے باز آجانا بہت بڑی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے ۴۔ حق داروں کا حق ادا کرنا حصول رضائے الٰہی کا بہترین وسیلہ ہے۔ ۵۔ یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر اگر اس کی املاک میں ایسا تصرف کیا جائے جو اس کے لیے مفید ہو تو ایسا کرنا جائز ہے اور اس کا حاصل اور نفع اصل مالک کا حق ہے۔ (از تحفۃ الاخیار)

سب اس پر وارد ہو (تھک ہار کر) وہ دل میں فیصلہ کرے کہ مجھے اپنی قیام گاہ پر واپس جانا چاہیئے چنانچہ وہ واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچے اور تھوڑی دیر کے لیے سو جائے اور بیدار ہونے کے بعد جب سر اُٹھا کر دیکھے تو اس کی سواری اس کے پاس موجود ہو (ظاہر ہے اس وقت اسے کس قدر مسرت ہوگی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے (لوٹ آنے سے) اس سے بھی زیادہ مسرت ہوتی ہے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۴ التوبہ

۱۷۴۸ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ مسرور ہوتا ہے جس کو اچانک اس کا وہ اونٹ مل جائے جسے وہ کسی بے آب وگیاہ اور دشوار گزار صحرا میں گم کر چکا ہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۰ الدعوات: باب ۴ التوبہ

باب ۴: رحمتِ باری تعالیٰ کی وُسعت کا بیان اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی

۱۷۴۹ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب اس کائنات کو پیدا فرمایا تو اپنی اس کتاب میں جو اس کے پاس اور عرش کے اوپر ہے، یہ تحریر فرما دیا" یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱ ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ (وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعیدہٗ)

۱۷۵۰ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سَو حصے کیے جس میں سے ننانوے حصے اپنے پاس روک لیے اور زمین پر صرف ایک حصّہ نازل فرمایا اسی ایک حصّہ کی وجہ سے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت وشفقت سے پیش آتے ہیں حتیٰ کہ گھوڑا جو اپنے بچّے کے اُوپر سے اپنا کھُر اُٹھا لیتا ہے اس ڈر سے کہ کہیں اسے نقصان نہ پہنچ جائے (یہ بھی رحمت کے اسی ایک حصّے کا اثر ہے)

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۹ جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزء

۱۷۵۱ــــ حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: حضرت فاروق اعظمؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے، ان قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کی چھاتی سے دُودھ اُبل رہا تھا اور جب اسے کوئی بچّہ مل جاتا تو وہ اسے پکڑ کر اپنے پیٹ کے ساتھ چمٹا لیتی اور دودھ پلاتی۔ اس کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا: تم لوگوں کا کیا خیال ہے، کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، اگر وہ اس بات پر

قادر ہو کہ نہ پھینکے تو کبھی آگ میں نہ پھینکے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان و رحیم ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے کے لیے مہربان ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۸ رحمة الولد وتقبيله ومعانقته

۱۷۵۲ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی مرتے وقت کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ آدھی خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی سمندر میں ڈال دینا، اس لیے کہ اگر میں کہیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ آگیا تو وہ مجھے ایسی سزا دے گا جو اس نے دنیا والوں میں سے کسی کو نہ دی ہوگی (اس کے وارثوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا) پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا اور اس نے اس کی تمام راکھ یکجا کر دی، اسی طرح خشکی کو حکم دیا، اس نے بھی جو راکھ اس پر بکھری ہوئی تھی جمع کر دی اور (اسے زندہ فرما کر) اس سے دریافت فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا: تیرے ڈر سے ـــ اور تو یہ بات اچھی طرح جانتا ہے ـــ یہ جواب سن کر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحيد: باب ۳۵ قول الله تعالى (يُرِيدُونَ اَنْ يُّبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ)

۱۷۵۳ ـــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے (جو امتیں تھیں ان میں) ایک شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت سے نوازا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بچوں سے پوچھا: میں تمھارے لیے کیسا باپ تھا؟ انھوں نے کہا: بہترین باپ۔ کہنے لگا: لیکن میں نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا لہٰذا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا اور پیس کر جس دن تیز ہوا چل رہی ہو مجھے ہوا میں اُڑا دینا۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے اجزا جمع کیے اور (دوبارہ زندہ کر کے) اس سے پوچھا: تم نے جو حرکت کی اس کا باعث کیا تھا؟ کہنے لگا: میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا تھا۔ یہ جواب سُن کر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے نوازا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبياء: باب ۵۴ حدثنا ابواليمان

باب ۵: توبہ بہرحال قبول ہوتی ہے خواہ بندہ بار بار گناہ کرے اور بار بار توبہ کرے

۱۷۵۴ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: یقیناً جب بندے سے گناہ ہو جاتا ہے یا شاید آپؐ نے فرمایا تھا کہ جب بندہ گناہ کر بیٹھتا ہے اور پھر کہتا ہے: اے میرے مولا! میں نے گناہ کیا ہے (یا شاید آپؐ نے فرمایا تھا) اے میرے مولا! مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے تو مجھے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میرے بندے کو یہ معلوم ہے کہ اس کا کوئی ربّ ہے

جو گناہ معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے؟ اچھا اسی بات پر میں نے اُسے معاف کیا۔ پھر کچھ مدّت جتنی اللہ چاہتا ہے وہ رُکا رہتا ہے اور بعد ازاں پھر اس سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے یا آپؐ نے فرمایا گناہ کر بیٹھتا ہے۔ پھر کہتا ہے: اے میرے آقا! میں نے پھر گناہ کر لیا یا مجھ سے پھر گناہ ہو گیا تو تُو مجھے پھر معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میرا بندہ یہ بات جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ معاف فرماتا ہے اور اس پر گرفت بھی فرماتا ہے؟ میں نے اس کو معاف کیا۔ پھر وہ بندہ کچھ مدّت جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے رُکا رہتا ہے اور اس کے بعد پھر گناہ کر گزرتا ہے یا آپؐ نے فرمایا: اس سے گناہ ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا یا کہتا ہے کہ میں نے ایک اور گناہ کر لیا تو تُو مجھے بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف فرماتا اور گناہوں پر گرفت فرماتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ (یہ کلمات اللہ تعالیٰ تین بار فرماتا ہے) اب وہ جو چاہے کرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۳۵ قول اللہ تعالیٰ (یریدون ان یبدّلوا کلام اللہ)

باب ۶: اللہ تعالیٰ کی غیرت کا بیان

۱۷۵۵ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود ؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت والا اور کوئی نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے تمام بے حیائیاں کھُلی ہوں یا چھُپی حرام کر دی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے خود اپنی حمد فرمائی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۶- سورة الانعام: باب (ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن)

۱۷۵۶ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ مومن ایسے امور کا ارتکاب کرے جو اللہ نے حرام کیے ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۰۷ الغیرة

۱۷۵۷ــــ حدیث اسماء ؓ: حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۷ النکاح: باب ۱۰۷ الغیرة

باب: ارشادِ باری تعالیٰ: اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ کا بیان

۱۷۵۸ــــ حدیث ابنِ مسعود ؓ: حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا، بعدازاں وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے اپنے گناہ کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: (اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ، اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ ؕ ہود ۱۱۴)
"نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر۔ درحقیقت نیکیاں برائیوں کو دُور کر دیتی ہیں"
تو اس شخص نے دریافت کیا: یارسولؐ اللہ! یہ حکم کیا صرف میرے لیے ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "میرے تمام اُمتیوں کے لیے ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹ مواقیت الصلاة: باب ۴ الصلاة كفارة

۱۷۵۹ــــ حدیث انس بن مالک ؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں ایک ایسا گناہ کر بیٹھا ہوں جس پر حد لازم آتی ہے لہٰذا آپؐ مجھ پر حد نافذ کیجئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے اس سے اس کے بارے میں کوئی سوال نہ کیا۔ پھر نماز کا وقت ہو گیا اور اس شخص نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نبی کریم ﷺ نماز پڑھا چکے تو وہ پھر آپؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: یارسولؐ اللہ! میں نے ایک ایسا گناہ کیا ہے جس پر حد لازم آتی ہے تو آپؐ مجھ پر حکم خدا کے مطابق حد نافذ کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی؟ اس نے عرض کیا: ہاں، پڑھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ معاف فرما دیا (یا آپؐ نے فرمایا) تیری حد معاف فرما دی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۶ الحدود: باب ۲۷ اذا اقر بالحد ولم يبين هل للامام ان يستر عليه۔

باب ۸: توبہ قاتل کی بھی قبول ہو جاتی ہے خواہ اس نے بہت زیادہ قتل کیے ہوں

۱۷۶۰ــــ حدیث ابوسعید ؓ: حضرت ابوسعیدؓ خدری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے ۹۹ انسانوں کو قتل کیا تھا۔ وہ پوچھتے پوچھتے ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے دریافت کیا: کیا میری بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے جواب دیا: نہیں۔ اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس نے پھر (کسی ایسے شخص کے بارے میں جو اسے توبہ کے متعلق بتائے) پوچھنا شروع کر دیا تو ایک شخص نے اس سے کہا کہ فلاں بستی میں جاؤ (وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں ان کے ساتھ مل کر عبادت کرو تمہاری توبہ قبول ہو جائے گی) لیکن اسے راستے ہی میں موت نے آلیا تو اس نے

مرتے وقت اپنے سینے کو اس بستی کے رُخ کر دیا۔ اس (کی رُوح کو لے جانے کے) سلسلہ میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو (جہاں جا کر وہ توبہ کرنا چاہتا تھا) حکم دیا کہ تو اس کے قریب ہو جا اور اس بستی کو (جہاں سے وہ چلا تھا) حکم دیا کہ تو اس سے دُور ہو جا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ دونوں بستیوں سے اس کا فاصلہ ناپو، چنانچہ جب پیمائش کی گئی تو وہ شخص (دوسری بستی کے مقابلہ میں) توبہ والی بستی سے ایک بالشت قریب تھا لہٰذا اس کی بخشش ہو گئی۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦٠ الانبياء: باب ٥٤ حدثنا ابو اليمان

۱۷۶۱ — حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: صفوانؒ بن محرز مازنی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑے چلا جا رہا تھا کہ راستے میں ایک شخص ملا اور اس نے حضرت عبداللہؓ سے پوچھا: آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے بارے میں کیا سُنا ہے[1]؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ (روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ مومن کے قریب ہو کر اس پر اپنی رحمت کا دامن ڈالے گا اور اس میں اسے چھپا لے گا پھر اس سے پوچھے گا: کیا تو اپنے فلاں گناہ کا اعتراف کرتا ہے؟ بندہ کہے گا: ہاں اے میرے رب۔ (اسی طرح ایک ایک گناہ کے بارے میں دریافت فرمائے گا) حتیٰ کہ جب اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار و اعتراف کرا لے گا اور بندہ اپنے دل میں یہ سمجھ رہا ہو گا کہ بس میں تو اب ہلاک ہوا (یعنی جہنم میں جانا پڑے گا) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تیرے گناہوں کو دنیا میں بھی پوشیدہ رہنے دیا تھا اور آج بھی میں تیرے گناہوں کو بخش رہا ہوں۔ چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ تھما دیا جائے گا (اور گناہ حذف کر دیے جائیں گے) لیکن کافروں اور منافقوں سے معاملہ مختلف ہو گا (ان کے سلسلہ میں گواہ طلب کیے جائیں گے) اور گواہ کہیں گے: یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں جھوٹ بولا۔ (اور انبیاء کو جھٹلا کر اپنے اوپر ظلم کیا) لہٰذا ظالموں پر خدا کی لعنت۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٤٦ المظالم: باب ٢ قول الله تعالىٰ (الا لعنة الله على الظالمين)

باب ۹: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کی توبہ کا قصہ

۱۷۶۲ — حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک کے سوا کسی ایسے غزوے میں شرکت کے شرف سے محروم نہیں رہا جس میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے البتہ میں غزوۂ بدر میں بھی شریک نہیں تھا لیکن آپؐ کسی ایسے شخص پر ناراض نہیں ہوئے جو غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ دراصل بدر کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلہ پر حملہ کرنے نکلے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وقت طے کیے بغیر مسلمانوں کا سامنا دشمن سے کرا دیا تھا میں عقبہ کے موقع پر بھی نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا یعنی جب ہم نے مسلمان ہونے کا عہد کیا تھا اور میں

[1] یعنی وہ سرگوشی جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے قیامت کے دن کریگا۔ یہ بھی اس کا کرم ہے کہ وہ گنہگار بندے کو رسوائی سے بچانے کے لیے اس سے علیحدگی میں سرگوشی فرمائے گا اور دوسرے پر اس کے گناہ ظاہر نہ ہونے دے گا۔ مرتب

یہ بات پسند نہیں کرتا کہ مجھے بیعتِ عقبہ کے بدلے میں غزوۂ بدر میں شرکت کا موقع ملا ہوتا اگرچہ بدر لوگوں میں عقبہ سے زیادہ مشہور ہے۔

میرا (غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کا) قصہ یہ ہے کہ میں جس زمانے میں تبوک سے پیچھے رہا اتنا تنومند اور خوش حال تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اس سے پہلے میرے پاس دو اونٹنیاں کبھی جمع نہ ہوئی تھیں جب کہ اس موقع پر میرے پاس دو اونٹنیاں موجود تھیں۔ نبی کریمؐ جب بھی کسی جنگ کا ارادہ فرماتے تو آپؐ توریہ[لے] سے کام لیتے ہوئے کسی اور مقام کا نام لیا کرتے تھے لیکن غزوۂ تبوک کی تیاری نبی کریم ﷺ نے سخت گرمی کے موسم میں کی تھی، دور کا سفر درپیش تھا اور راستہ ایسا بے آب و گیاہ اور سنگلاخ تھا جس میں ہلاکت کا خوف تھا، دشمن زیادہ تعداد میں تھے اسلیے آپؐ نے مسلمانوں کو کھول کر یہ بات بتادی تھی تاکہ جنگ کی تیاری پورے اہتمام سے کرلیں اور انھیں وہ سمت بھی بتادی تھی جدھر جانا تھا نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد بھی اتنی کثیر تھی جس کو کسی رجسٹر میں درج نہیں کیا جا سکتا تھا۔

حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ صورت حال ایسی تھی کہ جو شخص لشکر میں سے غائب ہونا چاہتا وہ یہ سوچ سکتا تھا کہ اگر بذریعہ وحی آپؐ کو اطلاع نہ دی گئی تو میری غیر حاضری کا پتہ کسی کو نہ چلے گا۔ نبی کریم ﷺ نے اس غزوے کا ارادہ ایسے وقت کیا تھا جب پھل پک چکے تھے اور ہر طرف سایہ عام تھا، آپؐ نے جہاد کی تیاری کرلی اور مسلمانوں نے بھی آپؐ کے ساتھ خوب تیاری کی اور میری یہ کیفیت تھی کہ میں صبح کے وقت اس ارادے سے نکلتا کہ میں بھی باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر تیاری کروں گا لیکن جب شام کو واپس آتا تو کوئی فیصلہ نہ کرسکا ہوتا، پھر میں اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دے لیتا کہ میں تیاری مکمل کرنے پر پوری طرح قادر ہوں، اسی طرح وقت گزرتا رہا حتیٰ کہ لوگوں نے زور شور سے تیاری کرلی پھر ایک صبح نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے ساتھ مسلمان روانہ ہوگئے اور میں اپنی تیاری کے سلسلہ میں کچھ بھی نہ کرسکا۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آپؐ کی روانگی کے ایک یا دو دن بعد تیاری مکمل کرلوں گا اور ان سے جاملوں گا لیکن ان کے روانہ ہوجانے کے بعد بھی کیفیت یہی رہی کہ میں صبح کے وقت تیاری کے خیال سے نکلتا لیکن جب گھر لوٹتا تو وہی کیفیت ہوتی یعنی کچھ بھی نہ کرسکا ہوتا پھر دوسری صبح کو بھی اسی خیال سے نکلتا لیکن جب واپس آتا تو کچھ نہ کیا ہوتا۔ میری کیفیت مسلسل یہی رہی حتیٰ کہ مسلمان تیز تیز چل کر آگے بڑھ گئے میں نے پھر ارادہ کیا کہ میں بھی چل پڑوں اور ان سے جاملوں — کاش میں نے ایسا کرلیا ہوتا لیکن یہ سعادت میرے مقدر میں ہی نہ تھی — نبی کریم ﷺ کے چلے جانے کے بعد حالت یہ تھی کہ میں جب باہر لوگوں کے پاس جاتا اور ان میں چل پھر کر دیکھتا تو جو بات مجھے غمگین کرتی یہ تھی کہ جو شخص نظر آتا وہ صرف ایسا ہوتا جس پر نفاق کا الزام تھا یا پھر وہ ضعیف اور کمزور لوگ ہوتے جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دے دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کو میرا خیال نہ آیا حتیٰ کہ آپؐ تبوک پہنچ گئے پھر ایک موقع پر آپؐ لوگوں کے ساتھ تشریف فرما

لے توریہ، لفظی معنیٰ مغالطہ پیدا کرنا۔ اصطلاحاً توریہ اسے کہتے ہیں کہ ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس کے دو معنیٰ ہوں ایک عام فہم اور دوسرا قلیل الاستعمال۔ بظاہر عام فہم معنیٰ سمجھے جائیں لیکن مراد وہ معنیٰ ہوں جو کم استعمال ہوتے ہیں۔ مرتب

تھے کہ آپؐ نے دریافت فرمایا: کعبؓ کہاں ہے؟ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کہا: یارسولؐ اللہ! اسے صحت وخوش حالی کی دو چادروں نے روک رکھا ہے وہ اپنی ان چادروں کے کناروں کو دیکھنے میں مشغول ہوگا۔ یہ سن کر حضرت معاذ بن جبل ﷜ نے اس سے کہا: تم نے بہت بُری بات کہی ہے۔ یارسولؐ اللہ! بخدا ہم نے کعب بن مالکؓ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ یہ گفتگو سن کر نبی کریم ﷺ خاموش ہوگئے۔

کعبؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ پھر جب مجھے اطلاع ملی کہ رسول اکرم ﷺ واپس تشریف لارہے ہیں تو مجھے پریشانی نے آگھیرا۔ میں طرح طرح کے جھوٹے بہانے سوچنے اور یاد کرنے لگا۔ میں دل میں کہتا کہ ایسا کون سا حیلہ ہو جس سے میں جناب نبی کریم ﷺ کی ناراضگی سے بچ سکوں اور اس سلسلے میں مَیں نے اپنے خاندان کے ہر صاحب الرائے شخص سے بھی مدد مانگی پھر جب یہ سننے میں آیا کہ نبی کریم ﷺ بس تشریف لایا ہی چاہتے ہیں تو میرے سامنے سے ہر قسم کا جھوٹ چھٹ گیا اور میں نے جان لیا کہ میں آپؐ کی ناراضگی سے کسی ایسی بات سے کبھی چھٹکارا نہیں پاسکوں گا جس میں جھوٹ کی آمیزش ہوگی بالآخر میں نے سچ بات بتانے کا فیصلہ کرلیا۔

نبی کریم ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے ـــــ آپؐ کا دستور تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے تشریف فرما ہوتے ـــــ چنانچہ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوکر ملاقات کے لیے بیٹھے تو پیچھے رہ جانے والوں نے آنا شروع کیا اور قسمیں کھا کھا کر آپؐ کے سامنے طرح طرح کے عذر پیش کرنے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد اسّی۸۰ سے کچھ زیادہ تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے بیان کردہ عذروں کو قبول کرلیا، ان سے بیعت لی اور ان کے لیے مغفرت کی دُعا فرمائی، اور ان کی نیتوں کو اللہ کے سپُرد کردیا، الغرض میں بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا، میں نے جب آپؐ کو سلام کیا تو آپؐ مسکرائے لیکن ایسی مسکراہٹ جس میں غصے کی آمیزش تھی۔ پھر فرمایا: اِدھر آؤ۔ میں آگے بڑھا اور آپؐ کے سامنے جاکر بیٹھ گیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: تم کیوں پیچھے رہ گئے؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا: بجا ارشاد! میں بخدا! اگر آپؐ کے علاوہ کسی اور دنیاوی شخصیّت کے سامنے ہوتا تو میں ضرور یہ خیال کرتا کہ میں کسی عذر بہانے سے اُس کے غضب سے نجات پاسکتا ہوں کیونکہ میں بولنا اور دلائل دینا جانتا ہوں، لیکن بخدا! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپؐ کے سامنے جھوٹ بول کر آپؐ کو راضی بھی کرلوں تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپؐ کو حقیقتِ حال بتادے گا اور آپؐ مجھ سے پھر ناراض ہوجائیں گے لیکن اگر میں آپؐ سے ساری بات سچ سچ بیان کردوں تو آپؐ مجھ سے ناراض تو ہوں گے تاہم مجھے اُمید ہے اس صورت میں اللہ تعالےٰ مجھے معاف فرمادے گا ـــــ واقعہ یہ ہے کہ بخدا! مجھے کوئی معذوری نہ تھی اور یہ حقیقت ہے کہ بخدا! میں اتنا طاقت ور اور خوش حال کبھی نہ تھا جتنا اس موقعہ پر تھا جس میں مَیں آپؐ کے ساتھ جانے سے رہ گیا ـــــ میری یہ گفتگو سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شخص ہے جس نے صحیح بات بتائی ہے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا: اچھا جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمائے۔ چنانچہ میں اُٹھ گیا اور جب میں جانے لگا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ میرے گرد ہوگئے اور ساتھ چلنے لگے۔ انھوں نے کہا: بخدا! ہمارے علم میں نہیں ہے کہ تم نے آج سے پہلے کبھی کوئی

گناہ کیا ہو تو تم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عذر پیش کرنے سے کیوں قاصر رہے ہے جیسا کہ دوسرے پیچھے رہ جانے والوں نے آپؐ کی خدمت میں عذر پیش کیے ہیں تم نے جو گناہ کیا تھا اس کی تلافی کے لیے تو نبی کریم ﷺ کی استغفار تمھارے لیے کافی تھی۔ بخدا! ان لوگوں نے مجھے اتنی ملامت کی کہ ایک دفعہ تو میں نے ارادہ کیا کہ میں واپس جاؤں اور جو کچھ میں نے آپؐ سے کہا تھا اس کے بارے میں کہوں کہ وہ جھوٹ تھا (اور کوئی عذر پیش کروں) پھر میں نے ان لوگوں سے (جو مجھے ملامت کر رہے تھے) پوچھا: کیا یہ معاملہ جو میرے ساتھ پیش آیا ہے میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ بھی ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے ہاں۔ دو اور شخصوں نے بھی وہی کچھ کہا تھا جو تم نے کہا ہے اور ان کو بھی وہی جواب ملا جو تم کو ملا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ دونوں کون ہیں؟ انھوں نے بتایا: ایک حضرت مرارۃ بن الربیع العمری رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ۔ گویا انھوں نے میرے سامنے دو ایسے نیک شخصوں کے نام لیے جو غزوۂ بدر میں شریک ہو چکے تھے اور ان کا طرزِ عمل میرے لیے قابلِ تقلید مثال تھا چنانچہ ان دونوں کا ذکر سُن کر میں (نے اپنا ارادہ بدل دیا اور) آگے چل پڑا۔ اور نبی کریم ﷺ نے باقی تمام پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ہم تینوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے لوگوں کو منع فرما دیا تھا۔ لہٰذا لوگ ہم سے دُور دُور رہنے لگے اور ہمارے لیے اس حد تک بدل گئے کہ میں محسوس کرنے لگا (یہ وہ علاقہ نہیں ہے جہاں میں رہتا تھا) کوئی اجنبی سرزمین ہے ــــ ہم پچاس دن تک اسی حال میں رہے ــــ

میرے دونوں ساتھی تو (اس کیفیت سے) تھک ہار کر گھر میں بیٹھ گئے اور (دن رات) روتے رہے لیکن میں چونکہ سب میں سے جوان اور طاقت ور تھا لہٰذا میں باہر نکلا کرتا تھا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہُوا کرتا تھا اور بازاروں میں پھرا کرتا تھا لیکن مجھ سے کوئی شخص بات نہ کرتا تھا۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا اس وقت جب آپؐ نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ تشریف فرما ہوتے میں جب آپؐ کو سلام کرتا تو اپنے دل میں یہی سوچتا رہتا کہ آیا میرے سلام کے جواب میں نبی کریم ﷺ کے لب مبارک متحرک ہوئے تھے یا نہیں؟ پھر میں آپؐ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور دزدیدہ نظروں سے آپؐ کی طرف دیکھتا رہتا جس وقت میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپؐ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپؐ کی طرف دیکھتا تو آپؐ دوسری طرف دیکھنے لگتے۔

جب لوگوں کی یہ بے اعتنائی بہت طویل اور ناقابلِ برداشت ہو گئی تو ایک دن میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا، یہ صاحب میرے چچازاد بھائی اور میرے محبوب ترین دوست تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا لیکن بخدا! انھوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے ان سے کہا: اے ابوقتادہؓ! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم میرے بارے میں یہ نہیں جانتے کہ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہوں؟ لیکن وہ خاموش رہے۔ میں نے ان سے دوبارہ یہی سوال کیا لیکن وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر یہی بات دہرائی تو کہنے لگے: اللہ اور رسولؐ اللہ بہتر جانتے ہیں۔ یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور منہ موڑ کر واپس چل پڑا اور دیوار پھلانگ کر باہر آ گیا۔

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں: ایک دن میں مدینہ کے بازار میں سے گزر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ علاقہ شام کا

ایک نبطی جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے آیا تھا لوگوں سے پوچھ رہا ہے: کوئی شخص ہے جو مجھے کعبؓ بن مالک کا گھر بتا سکے ؟ لوگ میری طرف اشارہ کرکے اسے بتانے لگے (کہ وہ ہے)۔ جب وہ میرے پاس آیا تو اس نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا جس میں لکھا ہُوا تھا: امّا بعد! مجھے معلوم ہُوا ہے کہ تمھارے صاحب نے تم پر زیادتی کی ہے حالانکہ (تم صاحبِ عزّت و جاہ ہو) تم کو اللہ تعالیٰ نے اسلیے نہیں بنایا کہ تم ذلیل و خوار اور برباد رہو لہٰذا تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تم کو تمھاری حیثیت کے مُطابق عزت و مرتبہ دینگے میں نے جب یہ خط پڑھا تو دل میں کہا: یہ بھی ایک امتحان ہے اور وہ خط لے کر میں تنور کی طرف گیا اور اسے نذرِ آتش کر دیا۔

پھر جب پچاس دنوں میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو میرے پاس نبی کریم ﷺ کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اس نے کہا: نبی کریم ﷺ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا: اسے طلاق دے دوں؟ یا کیا کروں؟ کہنے لگا: نہیں طلاق نہیں، بلکہ اس سے علیٰحدہ ہو جاؤ اور اس کے قریب مت جاؤ۔ میرے دونوں ساتھیوں کو بھی اسی قسم کا حکم دیا گیا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا فیصلہ صادر نہ فرمادے وہیں مقیم رہو۔

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہلال بن اُمیہؓ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہلال بن اُمیہؓ ایک ناتواں بوڑھا شخص ہے اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے تو کیا آپؐ یہ بھی ناپسند فرمائیں گے کہ میں ان کی خدمت کرتی رہوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! لیکن تم ان کے قریب نہ جانا۔ انھوں نے عرض کیا: بخدا! انھیں تو کسی بات کا ہوش ہی نہیں ہے اور خدا کی قسم! جس دن سے یہ معاملہ پیش آیا ہے وہ مسلسل رو رہے ہیں۔ یہ سن کر میرے بعض اہل خانہ نے مجھے مشورہ دیا کہ اگر تم بھی نبی کریم ﷺ سے اپنی بیوی کے سلسلہ میں اجازت لے لو تو کیا حرج ہے۔ جیسے آپؐ نے ہلال بن امیہؓ کی بیوی کو خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے (تم کو بھی اجازت مل جائے گی)، میں نے کہا: بخدا! میں اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے ہرگز اجازت نہ طلب کروں گا، نہ معلوم میرے اجازت طلب کرنے پر آپؐ کیا جواب دیں؟ کیونکہ میں ایک جوان شخص ہوں۔ الغرض اس کے بعد دس دن اور گزر گئے حتیٰ کہ جس دن سے نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ہمارے ساتھ بول چال بند کرنے کا حکم دیا تھا اس دن سے پچاس دن پورے ہو گئے، تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے ایک گھر کی چھت پر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا اور میری حالت اس وقت بعینہٖ وہی تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ میں اپنی جان سے تنگ تھا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود میرے لیے تنگ ہو چکی تھی کہ اچانک میں نے کسی پکارنے والے کی آواز سُنی جو کوہ سلع پر چڑھ کر اپنی بلند ترین آواز میں پکار رہا تھا: اے کعبؓ بن مالک! خوش ہو جاؤ۔ میں یہ سنتے ہی سجدے میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ مصیبت کا وقت ختم ہو گیا ہے دراصل نبی کریم ﷺ نے نمازِ فجر کے بعد اعلان فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی ہے لہٰذا لوگ ہمیں خوشخبری دینے چل پڑے۔ کچھ لوگ خوشخبری دینے میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کی طرف گئے۔ اور ایک شخص گھوڑا دوڑا کر میری طرف چلا اور ایک دوڑنے والا جو قبیلہ اسلم کا فرد تھا دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کی آواز

گھوڑے سے تیز نکلی، لہٰذا جب وہ شخص جس کی آواز میں میں نے خوشخبری سنی تھی میرے پاس پہنچا تو میں نے اپنے کپڑے اتار کر خوشخبری دینے کے انعام میں اسے پہنا دیے اور بخدا! میرے پاس اس دن ان کپڑوں کے علاوہ اور کوئی جوڑا نہ تھا اس لیے میں نے دو کپڑے ادھار مانگ کر پہنے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جانے کے لیے چل پڑا راستے میں لوگ گروہ در گروہ مجھ سے ملتے اور توبہ قبول ہونے کی مبارک باد دیتے ہوئے کہتے: تم کو مبارک ہو کہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرما لی اور تم کو معاف فرما دیا۔

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور لوگ آپؐ کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور انھوں نے مجھے مبارکباد دی۔ بخدا! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور شخص میری طرف اٹھ کر نہیں آیا اور میں حضرت طلحہؓ کے اس سلوک کو کبھی نہیں بھولا۔

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا تو آپؐ نے خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ ارشاد فرمایا: تم کو آج کا دن مبارک ہو، یہ دن ان تمام دنوں میں سب سے بہتر ہے جو تمہاری پیدائش کے بعد سے آج تک تم پر گزرے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! یہ معافی آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالےٰ کی طرف سے؟ فرمایا: نہیں! یہ معافی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نبی کریم ﷺ جس وقت مسرور ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرہ مبارک اس طرح دمک اٹھتا تھا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہو، اور ہم اسی چیز کو دیکھ کر جان لیا کرتے تھے کہ آپؐ خوش ہیں۔ الغرض جب میں آپؐ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! اس توبہ کی خوشی میں میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال اللہ اور رسولؐ اللہ کے لیے بطور صدقہ دے دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب نہیں! کچھ مال اپنے پاس بھی رکھو، کیونکہ ایسا کرنا تمھارے لیے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا: اچھا میں اپنا وہ حصّہ جو خیبر میں ہے روک لیتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محض سچ کی برکت سے نجات دی ہے اس لیے میں اپنی اس توبہ کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ صرف سچ بات کہوں گا۔ چنانچہ خدا کی قسم! میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جس کا سچ بولنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنا عمدہ امتحان لیا ہو جتنا میرا اس دن سے لیا ہے جس دن میں نے نبی کریم ﷺ کے رُوبرُو یہ عہد کیا تھا۔ میں نے جس دن نبی کریم ﷺ سے یہ بات کہی اس دن سے آج تک کبھی قصداً جھوٹ نہیں بولا اور مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی ماندہ زندگی میں بھی مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔

اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ﴿۱۱۹﴾ (التوبہ)

"اللہ نے معاف کر دیا نبیؐ کو اور ان مہاجرین و انصار کو جنھوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبیؐ کا ساتھ دیا۔ اگرچہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی کی طرف مائل ہو چلے تھے (مگر جب انھوں نے اس کجی کا اتباع نہ کیا بلکہ نبیؐ کا ساتھ ہی دیا تو) اللہ نے انھیں معاف فرما دیا۔ بے شک اللہ کا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا ہے۔ اور ان تینوں کو بھی اس نے معاف کیا جن کے معاملے کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی تھی اور ان کی اپنی جانیں بھی ان پر بار ہونے لگیں اور انھوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ خود اللہ ہی کے دامنِ رحمت کے سوا نہیں ہے تو اللہ اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تاکہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں۔ یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔"

خدا کی قسم! جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی طرف رہنمائی عطا فرمائی ہے اس کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سب سے بڑی نعمت میرے نقطۂ نگاہ سے یہ ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ سے سچ بولنے کی توفیق عطا ہوئی اور میں جھوٹ بول کر ہلاک نہ ہوا جیسے دوسرے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنھوں نے جھوٹ بولا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نزولِ وحی کے وقت ان لوگوں کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال فرمائے جس سے زیادہ بُرے الفاظ کسی اور کے لیے نہیں فرمائے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: (سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿۹۶﴾ التوبہ)

"تمھاری واپسی پر یہ تمھارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے صرفِ نظر کرو۔ تو بیشک تم ان سے صرفِ نظر ہی کر لو کیونکہ یہ گندگی ہیں اور ان کا اصلی مقام جہنم ہے جو ان کی کمائی کے بدلے میں انھیں نصیب ہوگی۔ یہ تمھارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، حالاں کہ اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ ہرگز ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا۔"

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں کے معاملہ سے مؤخر کر دیا گیا تھا جن کے عُذر نبی کریم ﷺ نے ان کی قسموں کی بنا پر قبول کر لیے تھے اور ان سے بیعت لے لی تھی اور ان کے گناہ معاف ہونے کی دعا فرمائی تھی اور ہمارے مقدمہ کا فیصلہ مُعلّق کر دیا تھا حتیٰ کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: (وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا) "اور وہ تینوں جن کا فیصلہ مؤخر کر دیا گیا تھا، ان کی بھی توبہ قبول کی گئی۔" اس آیت میں "خُلِّفُوا" سے مراد یہ نہیں ہے کہ انھیں جہاد سے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا بلکہ اس

سے مراد یہی ہے کہ ان کو معلق چھوڑ دیا گیا تھا اور ان کے مقدمے کا فیصلہ موخر کر دیا گیا تھا جبکہ ان لوگوں کے عذر قبول کر لیے گئے تھے جنھوں نے قسم کھا کھا کر عذر پیش کیے تھے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۷۹ حدیث کعب بن مالک و قول اللہ عزوجل (و علی الثلثۃ الذین خلفوا)

باب ۱۰: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کا واقعہ اور تہمت لگانے والوں کی توبہ قبول ہونے کا بیان

۱۷۶۳ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں نے جو کچھ کہا تھا اس کے بارے میں اُم المومنینؓ بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کا نام قرعہ میں نکلتا اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک غزوے[۱] کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمارے مابین قرعہ اندازی کی تو میرا نام نکلا لہٰذا میں آپؐ کے ہمراہ روانہ ہوئی چونکہ یہ واقعہ حکم حجاب نازل ہونے کے بعد کا ہے اس لیے مجھے کجاوے میں سوار کر دیا جاتا تھا اور اسی میں بیٹھے بیٹھے اتارا لیا جاتا تھا۔ الغرض ہم سفر پر روانہ ہو گئے حتیٰ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوے سے فارغ ہو گئے اور واپسی کا سفر شروع ہُوا اور ہم لوگ مدینہ سے دو پڑاؤ کے فاصلے پر پہنچ گئے تو ایک رات کوچ کا اعلان کر دیا گیا۔ میں کوچ کا اعلان سن کر اٹھی اور لشکر سے دُور جا کر اپنے حوائج ضروریہ سے فارغ ہوئی، جب لوٹ کر اپنے کجاوے کے قریب پہنچی اور میں نے اپنے سینے کو چھو کر دیکھا تو میرا ظفار کے نگینوں کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر چکا تھا لہٰذا میں واپس جا کر ہار ڈھونڈنے لگی اور اس کی تلاش میں مجھے دیر ہو گئی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ لوگ جو میرا ہودج اٹھایا کرتے تھے، آئے اور انھوں نے میرا ہودج اٹھا کر میری اونٹنی پر جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی، رکھ دیا، وہ یہی خیال کرتے رہے کہ میں ہودج کے اندر ہوں۔ اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہُوا کرتی تھیں موٹی تازی نہ تھیں اور نہ ان پر گوشت کی تہیں چڑھی ہوتی تھیں کیونکہ کھانا تھوڑا کھاتی تھیں۔ چنانچہ جب ان لوگوں نے میرا ہودج اٹھایا تو اس کا ہلکا پن ان کو کچھ خلافِ معمول محسوس نہ ہُوا کیونکہ میں ویسے بھی ایک نوعمر لڑکی تھی۔ پھر انھوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیے۔ جب لشکر روانہ ہو گیا تو مجھے میرا ہار مل گیا اور میں لشکر کے پڑاؤ کی جگہ واپس آئی۔ اس وقت وہاں نہ کوئی پکارنے والا موجود تھا اور نہ جواب دینے والا۔ (یہ کیفیت دیکھ کر) میں اس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہاں میرا قیام تھا اور مجھے یقین تھا کہ عنقریب جب وہ لوگ مجھے نہ پائیں گے تو میری طرف واپس آئیں گے۔ جس وقت میں اس جگہ بیٹھی تھی جہاں ہم نے قیام کیا تھا مجھ پر نیند کا غلبہ ہُوا اور میں سو گئی۔ حضرت صفوان بن معطل سلمی ثم ذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے چل رہے تھے، وہ صبح کے وقت میرے پڑاؤ کی جگہ پر پہنچے تو انھیں کسی سوئے ہوئے آدمی کا ہیولا نظر آیا اور جب انھوں نے مجھے دیکھا تو

---

[۱] یہ غزوہ، غزوۂ مریسیع تھا۔ مرتب

پہچان لیا، کیونکہ پردے کا حکم آنے سے پہلے انھوں نے مجھے دیکھا تھا۔ مجھے پہچان کر جب انھوں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا تو میں بیدار ہوگئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھک لیا۔ بخدا! ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے ایک بات بھی نہیں کی اور نہ میں نے ان کو سوائے انا للہ الخ کے کچھ اور کہتے سُنا۔ پھر انھوں نے اپنے اُونٹ کو بٹھانے کے لیے اس کے اگلے پاؤں زمین پر بچھا دیے اور میں اس پر سوار ہوگئی اور وہ اُونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگے حتیٰ کہ چلچلاتی دوپہر کے وقت جب لشکر ایک جگہ پڑاؤ کیے ہُوئے تھا ہم بھی اس کے ساتھ جا ملے۔

حضرت اُم المومنینؓ بیان کرتی ہیں کہ (بس واقعہ اتنا ہے جس کی وجہ سے جس جس نے جھوٹا الزام لگایا) وہ تباہ و برباد ہُوا۔ اور اس تہمت کی سب سے زیادہ ذمہ داری جس نے اپنے سر لی وہ شخص عبداللہ بن اُبیّ بن سلولی (منافق) تھا۔

(اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی) عروہؓ کہتے ہیں کہ اس شخص (عبداللہ بن اُبیّ) کی مجلس میں اس تہمت کے موضوع پر کھل کر گفتگو ہوتی تھی، طرح طرح کی باتیں بنائی جاتی تھیں اور یہ ان کی تائید کرتا، ہر بات غور سے سُنتا اور اس انداز سے اس پر گفتگو کرتا جس سے بات مزید بڑھتی اور پھیلتی۔

حضرت عروہ کہتے ہیں کہ ان تہمت لگانے والوں میں سے صرف یہ چند نام معلوم ہیں۔ حسان بن ثابتؓ، مسطح بن اُثاثہؓ اور حمنہ بنت جحشؓ، ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے جن کے بارے میں مجھے علم نہیں البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ لوگ عصبہ[1] (گروہ) تھے جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے کہ: (اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ النور ۱۱) "جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمھارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں۔" اور اس میں سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ عبداللہ بن اُبیّ بن سلولی نے لیا تھا۔

عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ ﵂ اس بات کو ناپسند فرماتی تھیں کہ کوئی شخص ان کے سامنے حضرت حسانؓ بن ثابت کو بُرا بھلا کہے۔ حضرت عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ حضرت حسانؓ ہی نے یہ شعر کہا ہے:

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءٌ

"میرے باپ اور ماں اور میری آبرو تمھارے مقابلے میں حضرت محمد ﷺ کی عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے ہیں"۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد ہم مدینہ میں آگئے اور مدینہ آنے کے بعد مَیں ایک ماہ تک بیمار رہی، لوگ تہمت لگانے والوں کی باتوں پر خوب تبصرے کرتے تھے لیکن مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہ تھا البتہ جس بات سے مجھے کچھ شک پڑتا یہ تھی کہ بیماری کے دنوں میں مَیں نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے وہ شفقت نہیں دیکھی جو آپؐ اس سے پہلے جب میں بیمار ہوتی مجھ پر فرمایا کرتے تھے۔ اس بیماری کے دوران آپؐ میرے پاس تشریف لاتے سلام کرتے اور (دوسروں سے) دریافت فرماتے: تمھاری اس عورت کا کیا حال ہے؟ بس یہی ایک بات تھی جس سے مجھے شک ہوتا تھا لیکن مجھے اصل شرارت کا قطعاً پتہ نہ تھا۔ الغرض جب میرے مرض میں قدرے افاقہ ہُوا تو میں اُم مسطحؓ کے ساتھ مناصع کی طرف گئی، یہ مقام ہمارے بول و براز کی جگہ تھی اور ہم عورتیں قضائے حاجت کے لیے ایک رات

[1] عُصبہ کا اطلاق دس سے چالیس افراد تک کے گروہ پر ہوتا ہے۔ مترجم

کے بعد پھر اگلی رات کو جایا کرتی تھیں (یعنی دن کے وقت نہیں جاتی تھیں) یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب ابھی ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے اور ہم قدیم عربوں کی عادت کے مُطابق قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف جایا کرتے تھے اور گھروں کے قریب لوگ بیت الخلاء بنانے سے نفرت کرتے تھے۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اور ام مسطحؓ جو ابورہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ بنت صخر بن عامر حضرت ابوبکرؓ کی خالہ تھیں اور ان کا بیٹا مسطحؓ بن اثاثہ عباد بن مطلب کا بیٹا تھا۔ ———— (اپنے حوائج ضروریہ سے فارغ ہوکر) اپنے گھر کی طرف واپس آرہی تھیں تو ام مسطحؓ کا پاؤں اپنی چادر میں اُلجھ گیا اور وہ بولیں: ہلاک ہو مسطحؓ۔ میں نے کہا: تم نے بہت بُری بات کہی، کیا تم ایسے شخص کو بُرا کہنا چاہتی ہو جو غزوۂ بدر میں شریک ہوچکا ہے؟۔ وہ کہنے لگیں: بھولی لڑکی! کیا تم نے سُنا نہیں اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے پوچھا: آخر اس نے کیا کہا ہے؟ اس وقت اس نے مجھے بتایا کہ ان تہمت لگانے والوں نے کیا کیا باتیں بنائی ہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں پہلے ہی بیمار تھی، اس کی باتیں سن کر میری بیماری میں مزید اضافہ ہوگیا۔ جب میں اپنے گھر پہنچی تو نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور آپؐ نے سلام کیا، بعدازاں فرمایا: اب اس عورت کا کیا حال ہے؟ میں نے آپؐ سے عرض کیا: کیا آپؐ مجھے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، میرا مقصد یہ تھا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاکر اس خبر کی تحقیق کروں۔ آپؐ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی تو میں نے اپنی ماں سے پوچھا: امی جان! لوگ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: بیٹی اس بات کو دل پر نہ لگاؤ! اس لیے کہ بخدا! ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی شخص کی خوبصورت بیوی ہو اور وہ اسے چاہتا بھی ہو اور اس کی سوکنیں اس میں بہت زیادہ عیب نہ نکالیں۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! (تعجب ہے) کیا اب اور لوگوں نے بھی یہ باتیں بنانا شروع کردی ہیں؟ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: اس رات میں ساری رات روتی رہی حتیٰ کہ صبح ہوگئی، نہ تو میرے آنسو تھمے اور نہ آنکھ لگی حتیٰ کہ صبح ہوئی تو اس وقت بھی میں رو رہی تھی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب وحی آنے میں دیر ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بلوایا اور ان دونوں سے آپؐ نے اپنی زوجہ مطہرہ (حضرت عائشہؓ) سے علیحدگی اختیار کرلینے کے سلسلہ میں مشورہ کیا تو حضرت اسامہؓ نے اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ کی نیکی اور پاکبازی کے بارے میں جانتے تھے اور جو ان کو ازواج مطہرات کے متعلق فی الواقع معلوم تھا۔ چنانچہ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا: یارسولُ اللہ! اپنی زوجہ محترمہؓ کو خود سے جُدا نہ کیجیے اور ہم ان کے متعلق سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتے، لیکن حضرت علیؓ نے کہا: یارسُولُ اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور عائشہؓ کے علاوہ اور عورتیں بہت ہیں نیز آپؐ ان کی لونڈی (حضرت بریرہؓ) سے دریافت کیجیے وہ آپؐ کو سچ بات بتادیں گی۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بریرہؓ کو بلوایا اور ان سے پوچھا: اے بریرہؓ! کیا تم نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی جس کی بنا پر تم کو حضرت عائشہؓ پر کسی قسم کا شک ہُوا ہو؟ حضرت بریرہؓ نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر مبعوث فرمایا

میں نے حضرت عائشہؓ میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس کی بنا پر میں ان پر کسی قسم کا عیب لگاؤں، سوائے اس کے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہیں جو اپنے گھر والوں کا گندھا ہوا آٹا کھلا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر کھا لیتی ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس گفت گو کے بعد اسی دن منبر پر تشریف لائے اور آپؐ نے عبداللہ ابن اُبی (منافق) کو (اس کی اس ایذارسانی پر) سزا دینے کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا آپؐ نے فرمایا: اے مسلمانو! کوئی ہے جو میرا انتقام لے اس شخص سے جس سے ایذا اور تکلیف مجھے میرے اہل بیت کے سلسلہ میں پہنچی ہے؟ قسم بخدا! میں اپنے اہل بیت کے متعلق سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا اور ان لوگوں نے اس سلسلہ میں جس شخص کا نام لیا ہے میں اس کے متعلق بھی سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا اور یہ شخص جب کبھی میرے گھر آیا میرے ساتھ آیا، میری عدم موجودگی میں کبھی نہیں آیا۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ کا یہ ارشاد سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنی عبدالاشہل میں سے تھے اٹھے اور انھوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں آپؐ کا بدلہ لوں گا اگر وہ شخص قبیلہ اوس میں سے ہوگا تو میں خود اس کو قتل کروں گا اور اگر وہ ہمارے برادر قبیلے خزرج میں سے ہوگا تو اس کے بارے میں آپؐ جو حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہ بات سن کر قبیلہ خزرج میں سے ایک شخص جو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی والدہ کے چچازاد بھائی تھے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کا نام سعد بن عبادہؓ تھا اور یہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہ شخص فی الجملہ ایک نیک انسان تھے لیکن اس موقعہ پر ان کو زمانۂ جاہلیت کے تعصب نے انگیخت دی اور حضرت سعد بن معاذؓ سے کہنے لگے: حیات باری تعالےٰ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا: تم اسے قتل نہیں کرو گے اور نہ تم اس کو قتل کرنے پر قادر ہو اگر وہ تمھارے قبیلہ کا فرد ہوگا تو تم یہ بات پسند نہ کرو گے کہ وہ قتل کر دیا جائے۔ یہ سن کر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو حضرت سعد بن معاذؓ کے چچازاد بھائی تھے اُٹھے اور انھوں نے سعد بن عبادہؓ سے کہا: قسم حیات باری تعالیٰ کی: تم نے جھوٹ کہا۔ ہم اسے ضرور قتل کر دیں گے اور تم تو منافق ہو اور منافقوں کے دفاع میں لڑ رہے ہو۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اس گفتگو کی وجہ سے دونوں قبیلے یعنی اوس اور خزرج بھڑک اٹھے اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے، اور یہ جھگڑا ایسی حالت میں ہُوا جب کہ نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے تھے اور مسلسل دونوں قبیلوں کے لوگوں کو جھگڑے سے باز رہنے کے لیے کہہ رہے تھے حتیٰ کہ سب لوگ خاموش ہو گئے اور آپؐ بھی خاموش ہو گئے۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اس روز سارا دن روتی رہی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی۔

اُم المومنینؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے والدین میرے پاس ہی تھے اور مجھے روتے ہُوئے دو راتیں اور ایک دن گزر چکا تھا، نہ آنسو رُکتے تھے اور نہ نیند آتی تھی اور حالت یہ ہو گئی کہ میں محسوس کر رہی تھی کہ رونے کی وجہ سے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ اسی وقت جبکہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روئے جا رہی تھی ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے اسے آنے کی اجازت دے دی اور وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں جس وقت ہم اس حال میں تھے، نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے

آپؐ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے ـــــ اُم المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ اس تمام عرصہ میں جب سے یہ بہتان تراشی شروع ہوئی تھی، آپؐ آج سے پہلے میرے پاس نہیں بیٹھے تھے ـــــ اور ایک مہینہ گزر گیا تھا لیکن میرے اس قضیہ کے بارے میں آپؐ پر کوئی وحی نہیں اُتری تھی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ تشریف فرما ہونے کے بعد پہلے آپؐ نے تشہد پڑھا، پھر فرمایا:

اما بعد، اے عائشہؓ! مجھے تمھارے متعلق یہ یہ بات پہنچی ہے لہٰذا اگر تم بے گناہ ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمھاری بے گناہی ظاہر کر دے گا اور اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو ہی گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ پر توبہ واستغفار کرو۔ کیونکہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اور اس گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جونہی نبی کریم ﷺ نے اپنی بات ختم کی میرے آنسو اس طرح تھم گئے کہ اس کے بعد میں نے اپنے چہرے پر آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ کیا اور میں نے اپنے والد محترم سے کہا: کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے میری طرف سے اس کا جواب آپ دیجیے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کہنے لگے: بخدا! میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ میں اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے کیا عرض کروں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا: آپ نبی کریم ﷺ کی بات کا جواب دیجیے۔ میری والدہ نے بھی یہی کہا کہ بخدا! میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں آپؐ سے کیا عرض کروں۔ اس کے بعد میں نے بات شروع کی حالانکہ میں ایک نوعمر لڑکی تھی اور قرآن بھی زیادہ پڑھی ہوئی نہ تھی میں نے کہا: بخدا! مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگوں نے یہ بات (تہمت و الزام تراشی) سنی اور وہ سب کے دلوں میں بیٹھ گئی اور سب نے اس کو سچ مان لیا ہے لہٰذا اب اگر میں کہتی ہوں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ لوگوں کو میری بات کا یقین نہیں آئے گا اور اگر میں کسی ایسے گناہ کا اعتراف کر لوں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا اور میں قطعاً بے گناہ ہوں تو آپ لوگ میرا یقین کر لیں گے۔ لہٰذا بخدا! میں لوگوں کی اس کیفیت اور اپنی حالت کے لیے سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثال کے اور کوئی مثال نہیں پاتی اور اس موقع پر جو کچھ انھوں نے کہا تھا وہی میں کہتی ہوں کہ (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ⑱ یوسف) "اچھا صبر کروں گا اور بخوبی کروں گا، جو بات تم بنا رہے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے" اس گفتگو کے بعد میں اپنا پہلو بدل کر بستر پر لیٹ گئی، میرا یقین تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں اور یقیناً وہ میری بے گناہی ظاہر کر دے گا۔ لیکن بخدا! یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے اس معاملے میں ایسی وحی نازل فرمائے گا جس کی (تا قیامت) تلاوت ہوتی رہے گی۔ میرے خیال میں میرا مقام و مرتبہ اس سے کہیں کمتر تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں بطور خاص کلام فرمائے، البتہ مجھے یہ توقع ضرور تھی کہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں کوئی ایسی بات نظر آجائے گی جس سے اللہ تعالیٰ میری بے گناہی ثابت کر دے گا۔ لیکن بخدا ہُوا یہ کہ نہ تو نبی کریم ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی اور شخص گھر سے باہر گیا اور آپؐ پر وحی نازل ہو گئی اور آپؐ پر شدید تکلیف کی وُہی کیفیت طاری ہوئی جو نزولِ وحی کے وقت طاری ہوا کرتی تھی حتیٰ کہ سرد موسم میں بھی اس کلام کے بوجھ کی وجہ سے جو آپؐ پر نازل ہوتا تھا، آپؐ کے جسمِ اطہر سے موتیوں کی مانند پسینے کے قطرے ٹپکنے لگتے تھے۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب آپؐ پر سے یہ کیفیت فرو ہوئی تو آپؐ مسکرا رہے تھے اور پہلی بات جو آپؐ نے فرمائی یہ تھی: اے عائشہؓ! اللہ تعالیٰ نے تم کو بے گناہ قرار دے دیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہ بات سن کر میری والدہ نے کہا: اٹھو، اور آپؐ کا شکریہ ادا کرو! میں نے کہا: بخدا! میں نہیں اٹھوں گی اور سوائے اللہ عزّوجل کے کسی کا شکریہ ادا نہ کروں گی۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

(اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾ یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَیُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ۚ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۪ۖ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۶﴾ النور)

"جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں۔ اس واقعے کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لیے خیر ہی ہے۔ جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا اور جس شخص نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا اس کے لیے تو عذاب عظیم ہے جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے

آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے ؟ وہ لوگ (اپنے الزام کے ثبوت میں) چار گواہ کیوں نہ لائے ؟ اب کہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں، اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں ۔ اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم و کرم نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے اُن کی پاداش میں بڑا عذاب تمھیں آلیتا ۔ (ذرا غور تو کرو اس وقت تم کیسی غلطی کر رہے تھے) جبکہ تمھاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جا رہی تھی اور تم اپنے مُنھ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے متعلق تمھیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔ کیوں نہ اسے سُنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا۔ سبحان اللہ! یہ تو ایک بُہتانِ عظیم ہے اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو ۔ اللہ تمھیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے ۔

جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق و رحیم ہے (تو یہ چیز جو ابھی تمھارے اندر پھیلائی گئی تھی بدترین نتائج دکھا دیتی) ۔

اے لوگو، جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، اس کی پیروی کوئی کریگا تو وہ تو اسے فحش اور بدی ہی کا حکم دے گا۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی شخص پاک نہ ہو سکتا مگر اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے ۔

تم میں سے جو لوگ صاحبِ فضل اور صاحبِ مقدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتے دار، مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ لوگوں کی مدد نہ کریں گے۔ انھیں معاف کر دینا چاہیے اور درگزر کرنا چاہیے ۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمھیں معاف کرے ؟ اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے ۔

جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے ۔ وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جبکہ ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے اس دن اللہ وہ بدلہ انھیں بھرپور دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور انھیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے سچ کو سچ کر دکھانے والا ۔

خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ، اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔ ان کا دامن پاک ہے اُن باتوں سے جو بنانے والے بناتے ہیں۔ ان کے لیے مغفرت ہے اور رزق کریم"۔

اس وقت یہ آیاتِ کریمہ اللہ تعالیٰ نے میری بے گناہی کے سلسلہ میں نازل فرمائی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح بن اُثاثہ کی (ان سے اپنی رشتہ داری اور ان کی غربت کی وجہ سے) مالی مدد کیا کرتے تھے لیکن (جب انھوں نے افک میں حصہ لیا تو) حضرت صدیق نے کہا: بخدا! مسطح نے حضرت عائشہ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کے بعد میں ان پر کبھی کوئی رقم خرچ نہ کروں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الخ اس آیت کے نازل ہونے پر حضرت صدیق نے کہا: ہاں خدا کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے چنانچہ انھوں نے مسطح کا نفقہ جو انھیں پہلے دیا کرتے تھے پھر سے جاری کر دیا اور کہا: اب میں یہ نفقہ کبھی بند نہ کروں گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے اس معاملے کے متعلق ام المومنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے بھی دریافت فرمایا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا تھا کہ تم کیا جانتی ہو؟ یا تم نے کیا دیکھا ہے؟ تو حضرت زینب نے کہا تھا: یارسول اللہ! میں اپنے کانوں اور آنکھوں کے معاملہ میں احتیاط برتتی ہوں (بے دیکھے اور بن سُنے کوئی بات نہیں کہتی) خدا کی قسم! میں (حضرت عائشہ کے بارے میں) سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ازواجِ مطہرات میں سے حضرت زینب بنتِ جحش ہی واحد وہ حرم محترم تھیں جو میرے ہم پلہ ہونے کا دعویٰ کرتی تھیں لیکن ان کی پرہیزگاری نے ان کو بچا لیا جب کہ ان کی بہن حمنہ جو ان کی حمایت میں ہمیشہ لڑتی رہتی تھیں دوسرے تہمت لگانے والوں کے ساتھ شریک ہو کر برباد ہو گئیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ خدا کی قسم! وہ شخص[1] جس کو میرے ساتھ تہمت میں ملوث کیا گیا تھا' کہتا تھا: پاک صرف اللہ کی ذات ہے، لیکن قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں نے آج تک کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ اُم المومنین بیان کرتی ہیں کہ بعد ازاں یہ صاحب راہِ خدا میں شہید ہو گئے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۳۴ حدیث الافک

۱۷۶۴ ــــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا: ام المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ جب میرے متعلق الزام تراشی کی گئی حالانکہ میں اس کے بارے میں قطعاً بے خبر تھی تو نبی کریم ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے پہلے آپ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جو اس کے شایانِ شان ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: تم لوگ مجھے مشورہ دو ان اشخاص کے بارے میں جنھوں نے میرے اہلِ بیت پر تہمت لگائی ہے۔ اور خدا کی قسم! اپنے اہل و عیال کے متعلق میرے علم میں کبھی کوئی بُری بات نہیں آئی اور جس کو میرے اہلِ بیت کے ساتھ اس الزام میں ملوث کیا گیا ہے بخدا! میں اس کے متعلق بھی کسی قسم کی کوئی بُری بات قطعاً نہیں جانتا اور وہ شخص کبھی میرے گھر میں میری غیر حاضری میں نہیں آیا اور جب

---

[1] ان صاحب کا نام حضرت صفوان بن المعطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ مرتب

کبھی میں سفر کی وجہ سے خود غیر حاضر ہوا ہوں وہ بھی میرے ساتھ گیا ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے گھر بھی تشریف لائے اور آپؐ نے میری خادمہ سے میرے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے کہا: ہرگز نہیں! بخدا! اس نے حضرت عائشہؓ میں کبھی کسی قسم کا عیب نہیں پایا سوائے اس کے کہ وہ (کبھی کبھی) سو جایا کرتی ہیں اور بکری آ کر ان کا آٹا کھا جاتی ہے۔ اس خادمہ کو نبی کریم ﷺ کے بعض اصحاب نے جھڑکا بھی، بلکہ اسے سخت سست کہا، لیکن اس نے کہا: سبحان اللہ! خدا کی قسم! میں ان کے بارے میں اسی طرح جانتی ہوں جیسے ایک صراف خالص سونے کے ٹکڑے کے بارے میں جانتا ہے (یعنی قطعاً بے عیب اور پاکیزہ) اور جب اس تہمت کی اطلاع اُس شخص[1] کو پہنچی جس کے ساتھ مجھے اس الزام میں ملوث کیا گیا تھا تو انھوں نے کہا: سبحان اللہ! خدا کی قسم! میں نے آج تک کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ یہ صاحب بعدازاں راہ خدا میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

أخرجه البخاري في: كتاب ٦٥ التفسير: ٢٤ - سورة النور: باب ١١ (إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا)

---

[1] ان صاحب کا نام صفوان بن المعطل رضی اللہ عنہ تھا۔ مرتبؒ

کتاب صفات المنافقین واحکامهم

منافقوں کے خصائل اور ان کے بارے میں احکام

۱۷۶۵ ــــ حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ : حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر گئے جس میں لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی تو عبداللہ بن اُبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں کچھ نہ دو تاکہ وہ آپؐ کو چھوڑ جائیں اور اس نے یہ بھی کہا کہ ہم ذرا مدینہ واپس پہنچ لیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ یہ سن کر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور میں نے آپؐ کو سب باتیں بتا دیں، آپؐ نے عبداللہ بن اُبیّ کے پاس آدمی بھیج کر اس سے پچھوایا۔ اُس نے قسم کھا کر مجھے جھٹلانے کی کوشش کی اور کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ تو لوگ کہنے لگے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ کہا ہے۔ ان لوگوں کی اس بات سے مجھے شدید رنج ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون نازل فرما کر مجھے سچا ثابت کر دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلوایا تاکہ ان کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کا قصور معاف فرما دے مگر انھوں نے اپنے سر موڑ لیے (نہ آئے) اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے (كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ المنافقون ۴) "یہ دیکھنے میں ایسے نظر آتے ہیں گویا لکڑی کے کندے ہوں"۔

تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ بظاہر بہت اچھے اور خوبصورت تھے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۶۳ - سورة اذا جاءك المنافقون: باب ۳ قوله (ذٰلك بانهم اٰمنوا ثم كفروا)

۱۷۶۶ ــــ حدیث جابر رضی اللہ عنہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی کو قبر میں اتارا جا چکا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اسے نکلوایا اور اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا اور اپنی قمیص مبارک اسے پہنائی[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۲۳ الکفن فی القمیص الذی یکف اولا یکف

---

[1] عبداللہ بن اُبی منافق کے خاندان والوں نے اس خیال سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لانے میں تکلیف ہو گی جلدی سے اس کی تجہیز و تکفین کر دی تھی اور جس وقت آپؐ تشریف لائے وہ لوگ اسے قبر میں اتار چکے تھے لہٰذا آپؐ نے اسے باہر نکلوایا اور اس پر اپنا مبارک لعاب دہن ڈالا اور اپنی قمیص عطا فرمائی۔ مرتب

۱۷۶۷ ـــــ **حدیث ابن عمر ﷺ** : حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں جب عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہُوا تو اس کا بیٹا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا : یارسولؐ اللہ! آپؐ اپنی قمیص مبارک مجھے عطا فرما دیجیے تاکہ میں اسے (عبداللہ بن اُبی کو) آپؐ کی قمیص کا کفن دوں اور آپؐ اس کیلیے دعائے رحمت ومغفرت کیجئے۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ نے اپنی قمیص اسے عطا فرمادی اور فرمایا : مجھے اطلاع دینا میں اس کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔ لہٰذا ان لوگوں نے آپؐ کو اطلاع دی پھر جب نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ نے آپؐ کا دامن پکڑ کر عرض کیا : یارسولؐ اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع نہیں فرمایا ؟ آپؐ نے فرمایا : مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط التوبہ - ۸۰)

" اے نبیؐ! تم خواہ ایسے لوگوں کے لیے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر تم ستّر مرتبہ بھی انھیں معاف کر دینے کی درخواست کرو گے تو اللہ انھیں ہرگز معاف نہ کرے گا۔"

لہذا آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی : (وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط التوبہ ۸۴)

" اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نماز جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھانا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا"

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲۳ الجنائز : باب ۲۳ الکفن فی القمیص الذی یکف اولا یکف

۱۷۶۸ ـــــ **حدیث عبداللہ بن مسعود ﷺ** : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ بیت اللہ کے قریب (تین شخص)، جن میں سے دو قریشی تھے اور ایک ثقفی ، یا دو ثقفی تھے اور ایک قریشی جمع ہوئے ان کے پیٹوں کی چربی زیادہ اور دلوں میں عقل وشعور کم تھا ان میں سے ایک نے کہا : تمہارا کیا خیال ہے ، کیا اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہے ؟ دوسرا کہنے لگا : سُنتا ہے اگر ہم بلند آواز سے بولیں اور اگر چپکے چپکے باتیں کریں تو نہیں سُنتا۔ تیسرا کہنے لگا : اگر وہ بلند آواز میں کی گئی باتیں سُنتا ہے تو آہستہ آواز میں کی گئی باتیں بھی سنتا ہوگا۔ اس موقعہ پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی : (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَعْلَمُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ حم السجدہ)

" تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمھیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمھارے اپنے کان اور تمھاری آنکھیں اور تمھارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی۔ بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ

لہ صحیح مُسلم کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ آپؐ نے فرمایا : میں ستر بار سے بھی زیادہ مرتبہ استغفار کروں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ کی رائے کے مطابق حکم نازل فرمایا۔ نوویؒ نے لکھا ہے : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ عبداللہ بن اُبی منافق ہے لیکن آپؐ نے اس کے بیٹے کی خاطر جو نہایت مخلص مسلمان تھے یہ سب کچھ کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن اُبی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قمیص دی تھی اس لیے آپؐ نے اسے اپنی قمیص عنایت فرمائی تاکہ منافق کا احسان نہ رہے۔ مرتبؒ

تمھارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۴۱ سورۃ فصلت: باب ۲ قوله (وذلكم ظنكم) الآية

۱۷۶۹ ــــ حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ احد کے لیے نکلے تو آپؐ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ واپس لوٹ گئے (جنگ میں شریک نہ ہوئے) تو مسلمانوں میں سے ایک گروہ نے کہا: کہ ہم ان کو قتل کردیں گے اور دوسرا گروہ کہنے لگا: کہ ہم ان کو قتل نہیں کریں گے۔ اس موقع پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا ط (النساء-۸۸)

"پھر تمھیں یہ کیا ہوگیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں تمھارے درمیان دو رائیں پائی جاتی ہیں حالانکہ انھوں نے جو برائیاں کمائی ہیں ان کی بدولت اللہ انھیں الٹا پھیر چکا ہے"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدینه: باب ۱۰ المدینة تنفی الخبث

۱۷۷۰ ــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں منافقوں میں سے کچھ لوگ ایسا کیا کرتے تھے کہ جب نبی کریم ﷺ کسی غزوے کے لیے نکلتے تو وہ آپؐ کے ساتھ نہ جاتے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرکے گھر بیٹھے رہنے پر خوش ہوتے، پھر جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آتے تو آپؐ کے سامنے قسمیں کھاکر عذر پیش کرتے اور چاہتے کہ ان کے ایسے کارناموں پر ان کی تعریف کی جائے جو انھوں نے انجام نہیں دیے۔ لہٰذا یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: (لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَّيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ ج آل عمران ۱۸۸)

"تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کارناموں کی تعریف انھیں حاصل ہو جو فی الواقع انھوں نے نہیں کیے ہیں"۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۳ سورۃ آل عمران: باب ۱۶ قوله (لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا)

۱۷۷۱ ــــ (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما): علقمہؒ بن وقاص بیان کرتے ہیں کہ مروان نے اپنے دربان رافع سے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ اگر ہر وہ شخص عذاب کا مستحق ہے جو اپنے کیے ہوئے کاموں پر خوش ہوتا ہو، اور چاہتا ہو کہ ایسے کاموں پر بھی اس کی تعریف کی جائے جو اس نے نہیں کیے تو ہم میں سے ہر شخص کو عذاب ہوگا (کیوں کہ ہم سب میں یہ عیب موجود ہے) جواباً حضرت ابن عباسؓ نے کہا: تمھارا اس آیت سے کیا واسطہ؟ یہ آیت تو اس موقع پر نازل ہوئی تھی جب نبی کریم ﷺ نے یہود کو بلوا کر ان سے کسی بات کے بارے میں دریافت فرمایا تھا تو انھوں نے اصل بات چھپائی اور آپؐ کو اس کی بجائے کچھ اور بات بتائی اور آپؐ پر یہ ظاہر کیا کہ چونکہ انھوں نے آپؐ کو وہ بات صحیح صحیح بتادی ہے جو آپؐ نے پوچھی تھی اس لیے وہ تعریف کے مستحق ہیں جب کہ وہ اصل بات چھپانے پر خوش بھی تھے۔ یہ بیان کرکے حضرت ابن عباسؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّ يُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ (آل عمران - ۱۸۸)

" اُن اہلِ کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمھیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا، انھیں پوشیدہ نہیں رکھنا ہوگا۔ مگر انھوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر اسے بیچ ڈالا۔ کتنا بُرا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں۔ تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انھیں حاصل ہو جو فی الواقع انھوں نے نہیں کیے ہیں۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۳- سورۃ آل عمران: باب ۱۶ (لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا)

۱۷۷۲ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو پہلے عیسائی تھا مسلمان ہوگیا اور اس نے سُورۃ بقرہ اور سُورۃ آلِ عمران پڑھ لیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب بن گیا۔ بعد ازاں وہ پھر عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا کہ محمدؐ صرف اتنا ہی جانتے ہیں جو میں نے ان کو لکھ کر دیا ہے۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا لیکن صُبح کے وقت جب انھوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے تو کہنے لگے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کا کام ہے کیونکہ ہمارا یہ ساتھی ان سے بھاگ کر آگیا تھا اس لیے انھوں نے اس کی قبر کھود ڈالی، چنانچہ انھوں نے اس کے لیے پھر گڑھا کھودا اور جتنا زیادہ سے زیادہ گہرا کھود سکتے تھے کھود کر اسے اس گڑھے میں ڈال دیا۔ لیکن صبح کے وقت انھوں نے دیکھا کہ زمین نے پھر اس (کی لاش) کو باہر پھینک دیا ہے تو ان کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ یہ انسانوں کا کام نہیں ہے (بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا مل رہی ہے تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو) لہٰذا انھوں نے اسے پڑا رہنے دیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

باب ۱: قیامت اور جنّت دوزخ کا بیان

۱۷۷۳ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کے حضور) ایک بڑا اور موٹا آدمی پیش ہوگا لیکن اللہ کے نزدیک وہ مچھر کے ایک پَر کے برابر بھی وقعت نہ رکھتا ہوگا۔[۱] (حضرت ابوہریرہؓ نے کہا): یہ آیت پڑھ لو (فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ الکہف)

[۱] اس حدیث میں موٹاپے کی مذمت بھی ہے اور یہ نکتہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظاہری اور جسمانی وجاہت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے وزن اور اعتبار صرف قلبی ایمان کا ہے۔ مرتب

"قیامت کے دن ہم انھیں کوئی وزن نہ دیں گے۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۱۸۔ سورۃ الکھف: باب ۶ (اولئک الذین کفروا بآیات ربھم)

۱۷۷۴ ـــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہنے لگا: اے محمدؐ! ہمیں ہماری کتابوں میں لکھا ہُوا ملتا ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھائے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی ماندہ تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اور فرمائے گا: "بادشاہ میں ہوں"۔ یہ بات سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حد تک مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں نظر آنے لگیں، گویا آپؐ نے اس عالم کی تصدیق فرمائی۔ بعدازاں یہ آیت تلاوت فرمائی: (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۶۷ الزمر)

"ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے (اس کی قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دستِ راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ پاک اور بالاتر ہے وُہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۳۹۔ سورۃ الزمر: باب ۲ (وما قدر اللہ حق قدرہ)

۱۷۷۵ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا: بادشاہ تو میں ہوں، کہاں ہیں وہ جو زمین میں بادشاہی کے دعوے دار تھے؟

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۴ یقبض اللہ الارض

۱۷۷۶ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان اس کے دستِ راست میں ہوں گے، بعدازاں فرمائے گا: بادشاہ میں ہوں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۷ التوحید: باب ۱۹ قول اللہ تعالیٰ (لما خلقت بیدی)

باب ۲: حشر و نشر کا اور قیامت کے دن زمین کی حالت کا بیان

۱۷۷۷ ـــــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: روزِ قیامت انسانوں کو ایسی زمین پر جمع کیا جائے گا جو سفید سُرخی مائل ہوگی جیسے میدے کی روٹی۔ اس

وقت اس پر کسی عمارت، مکان، مینار وغیرہ کا نام ونشان نہ ہوگا۔[1]

اخرجه البخاري في: كتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۴ يقبض الله الارض

باب ۳: اہلِ جنت کی ضیافت کا بیان

۱۷۷۸ — حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت زمین ایک روٹی کی مانند ہوگی جسے اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے اسی طرح اُلٹ پلٹ کرے گا جیسے تم لوگ سفر میں اپنی روٹی (پکاتے وقت) الٹتے پلٹتے ہو اور یہ (روٹی) اہلِ جنت کی ضیافت کے لیے ہوگی۔ اسی وقت ایک یہودی آیا اور اس نے کہا: اے ابوالقاسم! رحمٰن آپؐ پر اپنی برکتیں نازل فرمائے۔ کیا میں آپؐ کو نہ بتاؤں کہ روزِ قیامت اہلِ جنت کی ضیافت کیسے ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: بتاؤ۔ اس نے کہا: زمین ایک روٹی کی طرح ہو گی — یعنی وہی بات جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی اس نے بھی کہی — تو آپؐ نے ہماری طرف دیکھا، پھر آپؐ مسکرائے حتیٰ کہ آپؐ کی کچلیاں نظر آنے لگیں۔ پھر اس یہودی نے کہا: کیا میں اہلِ جنت کے سالن کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہنے لگا: ان کا سالن "بالام" اور "نون" ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: بالام اور نون کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: بیل اور مچھلی جن کی کلیجی کے ایک ٹکڑے سے ستر ہزار افراد سیر ہوں گے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۴ يقبض الله الارض

۱۷۷۹ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر یہودیوں میں سے دس شخص (یعنی ان کے دس بڑے) مجھ پر ایمان لے آتے تو تمام یہودی مسلمان ہوجاتے۔[2]

اخرجه البخاري في: كتاب ۶۳ مناقب الانصار: باب ۵۲ اتيان اليهود النبي صلى الله عليه وسلم حين قدومه المدينة

باب ۴: یہود کا نبی کریم ﷺ سے رُوح کے بارے میں سوال کرنا اور ارشادِ باری تعالیٰ (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ) کی تفسیر

۱۷۸۰ — حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے

---

[1] مراد یہ ہے کہ اس وقت ساری زمین ایک چٹیل میدان کی صورت میں ہوگی جس پر کسی عمارت، مینار، پہاڑ یا سنگ میل وغیرہ کا کوئی نشان نہ ہوگا مقصد یہ ہے کہ یہ زمین جو اس وقت ہم دیکھتے ہیں بدل جائے گی اور میدانِ حشر میں تبدیل ہو جائے گی اور سب ایک ہی حالت اور کیفیت میں ہوں گے گویا مکمل مساوات ہوگی۔ مرتبؒ

[2] یعنی وہ صنادید جو اس وقت ان پر مقتدر تھے اگر مسلمان ہوجاتے تو سب یہودی مسلمان ہوجاتے اس زمانے میں ان کے بڑے بڑے سردار یہ تھے: بنی نضیر میں ابو یاسر بن اخطب اور اس کا بھائی حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابوالحقیق اور بنی قینقاع (باقی اگلے صفحہ پر)

ہمراہ مدینہ کے کھیتوں میں چلا جارہا تھا اور آپؐ کھجور کی لکڑی سے بنے ہوئے ایک عصا پر ٹیک دیتے ہوئے چل رہے تھے۔ اسی حالت میں ہم یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے تو ان میں سے بعض نے ایکدوسرے سے کہا کہ آپؐ سے روح کے بارے میں سوال کرو اور بعض نے کہا کہ نہ پوچھو' کہیں آپؐ کوئی ایسی بات نہ فرمادیں جو تمہیں ناپسند ہو پھر ان میں سے کچھ نے فیصلہ کرلیا کہ وہ آپؐ سے ضرور سوال کریں گے چنانچہ ان میں سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا: اے ابوالقاسمؐ! روح کیا ہے؟ یہ سوال سن کر آپؐ خاموش ہوگئے تو میں سمجھ گیا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے لہٰذا میں کھڑا ہوگیا۔ پھر جب آپؐ پر سے بوقتِ نزول وحی طاری ہونے والی کیفیت فرو ہوئی تو آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۖ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ۔ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾ سورہ بنی اسرائیل) "یہ لوگ تم سے رُوح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہو' یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۴۷ قولہ تعالیٰ (وما اوتیتم من العلم الا قلیلا)

۱۷۸۱ ـــــ حدیث خبّاب رضی اللہ عنہ: حضرت خبابؓ بیان کرتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں میں لوہار تھا' اور عاص بن وائل کے ذمے میرا کچھ قرض تھا لہٰذا میں اس سے اپنے قرض کا تقاضا کرنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں تم کو اس وقت تک کچھ نہیں دوں گا جب تک تم نبی کریم ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کروگے۔ میں نے کہا: میں تو آپؐ کی نبوت کا انکار ہرگز نہیں کروں گا حتیٰ کہ تم مرجاؤ اور پھر زندہ کیے جاؤ۔ وہ کہنے لگا: اچھا تو تم اب مجھ سے تقاضا نہ کرو حتیٰ کہ میں مرکر دوبارہ زندہ نہ ہوجاؤں' جب میں دوبارہ زندہ ہوکر اٹھوں گا تو مجھے مال بھی ملے گا اور اولاد بھی' اور میں تمہارا قرض ادا کردوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ مریم)

"پھر تو نے دیکھا اس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو مال اور اولاد سے نوازا جاتا ہی رہوں گا؟ کیا اسے غیب کا پتہ چل گیا ہے یا اس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے رکھا ہے"؟

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۲۹ ذکر القین والحداد

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ الخ کی تفسیر

۱۷۸۲ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا: اے اللہ!

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ہیں عبد[۵] اللہ بن حنیف اور فنحاص[۶]۔ رفاعہ[۷] بن زید اور بنی قریظہ میں زبیر[۸] بن باطیا اور کعب[۹] بن اسد اور شمویل[۱۰] بن زید' جبکہ سوائے حضرت عبداللہ بن سلام کے کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ مرتب

اگر یہ دین سچا اور تیری طرف سے آیا ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہمیں (نہ ماننے والوں کو) دردناک عذاب دے۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی: (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ الانفال)

"اس وقت تو اللہ ان پر عذاب نازل کرنے والا نہ تھا جبکہ تو ان کے درمیان موجود تھا، اور نہ اللہ کا یہ قاعدہ ہے کہ لوگ استغفار کر رہے ہوں اور وہ ان کو عذاب دے دے لیکن اب کیوں نہ وہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ وہ مسجد حرام کا راستہ روک رہے ہیں حالانکہ وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں ہیں اس کے جائز متولی تو صرف اہلِ تقویٰ ہی ہو سکتے ہیں مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۸- سورۃ الانفال: باب ۴: (وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم)

باب: دخّان (دھویں) کا بیان

۱۷۸۳ ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ (دھویں کا) واقعہ اس طرح پیش آیا کہ جب قریش نے نبی کریم ﷺ کے خلاف سرکشی اختیار کی تو آپ نے انھیں بد دعا دی کہ اے اللہ! ان پر قحط سالی بھیج جیسی قحط سالی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پڑی تھی۔ چنانچہ ان میں کال پڑ گیا اور اس قدر تنگی ہوئی کہ لوگوں نے ہڈیاں تک کھالیں اور حالت یہ ہو گئی کہ کوئی شخص جب آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا نظر آتا تھا اور یہ کیفیت بھوک کی شدت سے پیدا ہوتی تھی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ الدخان)

" اچھا انتظار کرو اس دن کا جب آسمان صریح دھواں لیے ہوئے آئے گا اور وہ لوگوں پر چھا جائے گا، یہ ہے دردناک سزا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی کہ یارسولؐ اللہ! قبیلہ مضر کے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجیے اس لیے کہ وہ (قحط سالی سے) تباہ ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا: مضر کے لیے (دعا کی درخواست کر رہے ہو)؟ یقیناً تم بڑی جرأت سے کام لے رہے ہو![1]

---

[1] یعنی تم بڑی جرأت سے کام لے رہے ہو کہ ایک طرف تو شرک کے مرتکب ہو، رسول اللہ کی مخالفت سے باز نہیں آرہے ہو اور دوسری طرف تم اسی رسول سے درخواست کر رہے ہو کہ وہ تمھارے لیے اللہ سے رحم کی دعا کرے۔ مرتب

چنانچہ آپؐ نے ان کے لیے دُعا فرمائی اور ان پر بارش ہُوئی، پھر یہ آیۂ کریمہ نازل ہُوئی: اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّکُمْ عَائِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ (الدخان)

"ہم ذرا عذاب ہٹائے دیتے ہیں تم لوگ پھر وہی کچھ کرو گے جو پہلے کر رہے تھے"۔

چنانچہ جب ان پر خوش حالی کا دور آیا تو وہ پھر پہلے کی طرح سرکشی کرنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی: (یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ الدخان)

"جس روز ہم بڑی ضرب لگائیں گے وہ دن ہوگا جب ہم تم سے انتقام لیں گے"۔

حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ اس (بڑی ضرب) سے مراد غزوۂ بدر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۴۴- سورة الدخان: باب ۲ (یغشی الناس هذا عذاب الیم)

باب ۸: معجزۂ شق القمر کا بیان

۱۷۸۴ــــ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: گواہ رہو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۷ سؤال المشرکین ان یریھم النبی ﷺ آیة فاراھم انشقاق القمر

۱۷۸۵ــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ مکہ نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ انھیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپؐ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۷ سؤال المشرکین ان یریھم النبی ﷺ آیة فاراھم انشقاق القمر

۱۷۸۶ــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۷ سؤال المشرکین ان یریھم النبی ﷺ آیة فاراھم انشقاق القمر

---

[1] خطابیؒ نے لکھا ہے کہ شق القمر اتنا بڑا معجزہ ہے کہ تمام انبیاء کے معجزات میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس معجزہ سے عالمِ بالا میں ایک ایسی صورت حال پیدا ہوئی جو ان کے مزاج کے خلاف تھی اور سمٰوٰت پر تصرف سوائے نبی آخر الزمان ؐ کے کسی سے ظہور میں نہیں آیا۔ مرتبؒ

باب ۹: ایذا پر صبر و برداشت کرنے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اور نہیں ہے

۱۷۸۷ ـــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایذا دینے والی باتیں سُن کر صبر و برداشت سے کام لینے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی نہیں ہے کیونکہ لوگوں نے تو اس حد تک کہہ دیا کہ اللہ کی اولاد ہے اور وہ ان کو پھر بھی فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ ان کو رزق بھی دیتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۷۱ الصبر علی الاذیٰ

باب ۱۰: کافر آرزو کرے گا کہ اس کے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو وہ (عذاب سے بچنے کے لیے) اسے بھی بطور فدیہ دے دیتا

۱۷۸۸ ـــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دوزخی سے جس کو سب سے کم عذاب دیے جانے کا فیصلہ ہوگا فرمائے گا: اگر تجھے تمام دنیا کی چیزیں مل جائیں تو کیا تو وہ سب کچھ (اس عذاب سے بچنے کے لیے) بطور فدیہ دے گا؟ وہ کہے گا: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جب تُو حضرت آدم ؑ کی پشت میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بہت کم چیز کا مطالبہ کیا تھا اور وہ یہ کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، لیکن تو نے اس (چھوٹی سی بات) کو ماننے سے انکار کر دیا اور شرک کا ارتکاب کرتا رہا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۱ خلق آدم صلوات اللہ علیہ وذریتہ

باب ۱۱: کافر کو (قیامت کے دن) اوندھے مُنہ اٹھایا جائے گا

۱۷۸۹ ـــــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ درست ہے کہ کافر قیامت کے دن مُنہ کے بل اٹھائے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ ذات جس نے ان کو دنیا میں دونوں پاؤں پر چلایا، اس بات پر قادر نہیں کہ قیامت کے دن منہ کے بل چلائے؟ (یہ حدیث بیان کرنے کے بعد راوی حدیث) حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: کیوں نہیں! ہمارے رب کی عزت کی قسم! ضرور قادر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۲۵ ـ سورۃ الفرقان: باب ۱: الذین یحشرون علی وجوھھم الی جھنم۔

باب ۱۴: مومن اور کافر کی مثال

۱۷۹۰ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی مثال

کھیت کے نرم و نازک پودوں کی سی ہے کہ ہوا چلتی ہے تو وہ جھک جاتے ہیں، اسی طرح مومن جب ذرا سیدھا ہوتا ہے تو بلا اور مصیبت اسے جھکا دیتی ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو سخت ہوتا ہے اور سیدھا رہتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۵ المرضیٰ: باب ۱ ماجاء فی کفارة المریض

۱۷۹۱ ــــ حدیث کعب بن مالک ؓ: حضرت کعبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کے نرم پودے کی سی ہے جسے ہوا کبھی جھکاتی ہے اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک سی حالت میں رہتا ہے حتیٰ کہ جب اکھڑتا ہے تو یک لخت اکھڑ کر گر پڑتا ہے (پھر نہیں اٹھتا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۵ المرضیٰ: باب ۱ ماجاء فی کفارة المریض

باب ۱۵: مومن کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے

۱۷۹۲ ــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی مثال اس درخت کی سی ہے۔ تم لوگ بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگ یہ سن کر جنگلی درختوں کے بارے میں سوچنے لگے (حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں) : مجھے خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں شرما گیا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپ ہی فرمائیے! وہ کون سا درخت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۴ قول المحدث: حدثنا و اخبرنا وانبأنا

باب ۱۶: جنت میں کوئی شخص اپنے عملوں کے بل بوتے پر نہیں داخل ہوگا بلکہ محض اللہ کی رحمت کی بنا پر جائے گا

۱۷۹۳ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو اس کے عمل نجات نہیں دلائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ کو بھی نہیں؟ فرمایا: ہاں، مجھے بھی عمل نجات نہ دلائیں گے۔ نجات کا تو بس ایک ہی ذریعہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دامنِ رحمت سے ڈھانپ لے۔ تم بس سیدھے اور درست راستے پر چلتے رہو۔ (بخشش کا معاملہ اس رحیم و کریم پر چھوڑ دو)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۸ القصد والمداومة علی العمل

۱۷۹۴ ــــ حدیث عائشہ ؓ: ام المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: تم سیدھے اور درست راہ پر چلتے رہو اور حتی المقدور درستگی کی کوشش کرتے رہو اور اپنے عملوں پر خود کو (مثبت اندازمیں) ثواب کی بشارت دیتے رہو (دامن اُمید ہاتھ سے نہ جانے دو) اس لیے کہ کسی شخص کو اس کے عمل جنت میں نہیں لے جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپؐ کو بھی نہیں؟ فرمایا: میں بھی عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جاؤں گا جنّت میں جانے کا واحد ذریعہ صرف یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالےٰ اپنے رحمت ومغفرت کے دامن میں ڈھانپ لے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۸ القصد والمداومة علی العمل

باب ۱۸: کثرت سے عمل کرنے اور عبادت کی جدوجہد کرنے کا بیان

۱۷۹۵ — حدیث مغیرہؓ :حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے تھے حتیٰ کہ آپؐ کے پاؤں یا پنڈلیوں پر ورم آجاتا تھا۔ لہٰذا آپؐ سے اس سلسلہ میں عرض کیا گیا (کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپؐ کی اگلی پچھلی سب فروگزاشتیں معاف فرمادی ہیں پھر آپؐ اتنی مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں؟) توآپؐ نے فرمایا: تو کیا میں (اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا) شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۱۹ التہجد: باب ۶ قیام النبی ﷺ حتی ترم قدماه

باب ۱۹: وعظ ونصیحت میں اعتدال سے کام لینے کا بیان

۱۷۹۶ — حدیث عبداللہ بن مسعودؓ :حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کے دن لوگوں میں وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا اچھا ہوتا اگر آپ ہمیں روزانہ وعظ ونصیحت کیا کرتے۔ آپ نے کہا: اس بات سے مجھے صرف یہ خیال روکتا ہے کہ کہیں تم میرے وعظ سے بیزار نہ ہو جاؤ۔ میں تمھارے لیے وعظ کا اسی طرح دن مقرر کرلیتا ہوں جیسے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے لیے دن مقرر فرما لیا کرتے تھے، اس خیال سے کہ کہیں ہم پر گراں نہ گزرے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۱۲ من جعل لاهل العلم ایامًا معلومة

کتابُ الجنة وصفة نعیمها واهلها

جنّت، جنّت کی نعمتوں اور جنّتیوں کے اوصاف کا بیان

۱۷۹۷ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنّم شہواتِ نفسانی سے ڈھانپی گئی ہے اور جنت تکالیف اور مشقتوں سے ڈھانپی گئی ہے۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۲۸ حجبت النار بالشهوات

۱۷۹۸ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز (جنّت) تیار کر رکھی ہے جس کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے اس کے متعلق سنا اور نہ کسی انسان کے خیال و تصوّر کی اس تک رسائی ہوئی۔ (حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ) اگر تم اس کا ثبوت چاہتے ہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو (فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ج السجدہ ۱۷)

"پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزا میں ان کے لیے چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفّس کو خبر نہیں ہے۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۸ ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة

باب ۱: جنّت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں کوئی سوار اگر سو سال تک چلتا رہے تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو۔

۱۷۹۹ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ یہ حدیث بیان کرتے ہیں اور اس کو نبی کریم ﷺ سے

---

[1] یعنی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ مشقتوں اور تکالیف کا برداشت کرنا ہے اور جہنم میں پہنچنے کا طریقہ شہواتِ نفسانی میں ڈوبنا ہے۔ گویا یہ دونوں پردے ہیں ایک جنت کا اور دوسرا جہنم کا، جو ان پردوں کو پھاڑے گا وہ اس میں پہنچ جائے گا۔ نووی ؒ نے لکھا ہے کہ علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم اور فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے اور بات سمجھانے کی بہترین تمثیل ہے۔ مرتبؒ

منسوب کرتے ہیں کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سایہ میں اگر ایک سوار سَو سال تک چلتا رہے تب بھی اس کے سائے کی انتہا تک نہ پہنچ سکے۔

اخرجہ البخاری فی. کتاب ۶۵ التفسیر ـ ۵۶ ـ سورۃ الواقعہ : باب ۱

قولہ تعالیٰ : (وظل ممدود)

۱۸۰۰ ـــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن سعد روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اس کے سائے میں اگر ایک سوار سَو سال تک چلتا رہے تب بھی اس کے سائے کی انتہا تک نہ پہنچ سکے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۱ صفۃ الجنۃ والنار

۱۸۰۱ ـــ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ : حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر تیز رفتار کوتل گھوڑے کا سوار اس کے نیچے سو سال تک چلے تب بھی وہ اس کی انتہا کو نہ پہنچ پائے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۱ صفۃ الجنۃ والنار

باب ۲ : اہلِ جنّت پر رضائے باری تعالیٰ کا نزول کہ اللہ تعالیٰ اب کبھی ان سے ناراض نہ ہوگا !

۱۸۰۲ ـــ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ : حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا: اے اہل جنت! وہ کہیں گے: ہم حاضر ہیں تیرے حضور اے ہمارے رب۔ جناب باری تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے: آخر ہم خوش کیوں نہ ہوں جب کہ تو نے ہم کو وہ کچھ عطا فرما دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا؟ جناب باری تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں تم کو اس سے بھی افضل اور بہتر چیز عطا کروں گا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! اس سے افضل چیز اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں تم کو اپنی رضا سے نوازوں گا اور آج کے بعد تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۵۱ صفۃ الجنۃ والنار

باب ۳ : اہلِ جنّت کا جنّت میں اپنے جھروکوں سے ایک دوسرے کو آسمان کے ستاروں کی مانند دیکھنا

۱۸۰۳ ـــ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ جنت، جنت میں ایک دوسرے کے بالاخانوں کو اسی طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان پر ستاروں کو دیکھتے

ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نعمان بن عیاش سے بیان کی تو انھوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعیدؓ کو یہ حدیث بیان کرتے خود سنا ہے اور اس میں وہ یہ اضافہ کرتے تھے کہ جیسے تم مشرقی اور مغربی افق پر ڈوبتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۱ صفة الجنة والنار

۱۸۰۴ ـــــ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت اپنے اوپر بالاخانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم مشرقی یا مغربی افق پر پیچھے رہ جانے والے چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو، یہ اس وجہ سے ہوگا کہ ان کے درجات میں فرق ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ بالاخانے انبیاءؑ کے گھر ہوں گے جہاں ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پہنچ سکے گا؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہونگے جو اللہ پر ایمان لائے اور جنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۸ ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة

باب ۶: جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت جو چودھویں کے چاند کی مانند ہوگی، کے اوصاف اور ان کی بیویوں کا بیان

۱۸۰۵ ـــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند درخشاں ہوں گے ان کے بعد جو لوگ جنت میں جائیں گے ان کے چہرے اس چمکدار موتی نما ستارے کی طرح ہوں گے جو آسمان پر سب سے زیادہ روشن نظر آتا ہے۔ جنتی نہ پیشاب پاخانہ کریں گے نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سنکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کے پسینے میں سے مشک کی خوشبو آئے گی۔ ان کی انگیٹھیوں میں خوشبودار عود سلگ رہا ہوگا اور ان کی بیویاں بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ سب کی صورتیں ایک جیسی اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مانند اور قد کی بلندی ساٹھ ہاتھ ہوگی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۱ خلق آدم صلوات اللہ علیه و ذریته

باب ۹: جنتیوں کے خیموں اور ان میں موجود مومنوں کی بیویوں کے اوصاف

۱۸۰۶ ـــــ حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (جنتیوں کا) خیمہ ایک موتی ہوگا جسے اندر سے تراشا گیا ہوگا جس کی اونچائی تیس میل ہوگی اور اس کے ہر گوشے میں مومنوں کیلیے بیویاں ہوں گی لیکن انھیں دوسرے نہ دیکھ سکیں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۸ ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة

باب ۱۱: جنّت میں کچھ لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہوں گے

۱۸۰۷ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا — اس وقت ان کے قد کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی — اور کہا: جاؤ ان فرشتوں کو جاکر سلام کرو اور سُنو کہ وہ تمھارے سلام کے جواب میں کیا کہتے ہیں، جو وہ کہیں گے وہی تمھارا اور تمھاری اولاد کا سلام وجوابِ سلام ہوگا۔ چنانچہ حضرت آدمؑ نے جاکر انھیں السّلام علیکم کہا۔ انھوں نے جواب میں کہا: السّلام علیک ورحمۃ اللہ۔ گویا انھوں نے "ورحمۃ اللہ" زیادہ کہا — جنّت میں جو بھی جائے گا اس کی صورت آدمؑ کی مانند ہوگی — اس کے بعد سے اب تک لوگوں کا قد مسلسل کم ہو رہا ہے۔[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۱ خلق آدم صلوات اللہ علیہ و ذرّیتہ

باب ۱۲: نارِ جہنّم کی گرمی کی شدّت اور جہنّم کی تہہ کی گہرائی کا بیان

۱۸۰۸ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمھاری آگ کے مقابلہ میں جہنم کی آگ ستر گنا تیز ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! (جلانے کے لیے تو) یہ آگ بھی کافی تھی۔ فرمایا: جہنم کی آگ کو تمھاری آگ پر اُنہتر گنا برتری حاصل ہے اور اس کے ستر حصّوں میں سے ہر حصّہ تیزی میں تمھاری آگ کی مانند ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۰ صفۃ النار وانہا مخلوقۃ

باب ۱۳: جہنّم میں زور آور لوگ اور جنّت میں کمزور لوگ جائیں گے

۱۸۰۹ — حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے آپس میں مناظرہ کیا، دوزخ نے کہا: مجھے اس لحاظ سے برتری حاصل ہے کہ مجھ میں متکبّر اور زور آور لوگ داخل ہوں گے اور جنت نے کہا: مجھے کیا۔ مجھ میں تو صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جو کمزور، عاجز اور گرے پڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنّت سے کہا: تو میری رحمت ہے تیرے ذریعے سے مَیں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا۔ اور دوزخ سے کہا: تو محض عذاب ہے تیرے ذریعے سے میں اپنے بندوں

---

[1] یہ حدیث عنوانِ باب سے غیر متعلق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عنوان باب صحیح مسلم سے لیا گیا ہے اور صحیح مسلم میں اس باب میں ایک اور حدیث بھی مذکور ہے جس کے الفاظ وہی ہیں جن کا ترجمہ عنوان باب میں درج کیا گیا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے اس لیے متن میں پرندوں کے سے دلوں کا ذکر نہیں ہے۔ مترجم

میں سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا۔ اور دونوں سے وعدہ ہے کہ ان کو بھرا جائے گا۔ لیکن جہنم تو اس وقت تک نہ بھرے گی جب تک اس میں جناب باری تعالیٰ اپنا پاؤں نہ رکھے گا اور (جب جہنم میں اللہ تعالیٰ اپنا پاؤں رکھے گا) تو جہنم کہے گی: بس بس، بس، تو گویا وہ اس وقت بھر جائیگی اور اپنے آپ میں سکڑ سمٹ جائیگی اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہ کرے گا (کہ جہنم کو بھرنے کے لیے اسے اس میں ڈال دے) رہی جنت تو اسے بھرنے کے لیے یقیناً اللہ تعالیٰ کچھ اور مخلوق پیدا فرمائے گا (تب جا کر جنت بھرے گی)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۵۰- سورۂ قٓ: باب ۱ قولہ وتقول ھل من مزید

۱۸۱۰ ــــ حدیث انس بن مالک ﷛: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دوزخ مسلسل کہتی رہے گی: کچھ اور ہے تو لاؤ، حتیٰ کہ رب العزت اپنا پاؤں اس پر رکھے گا تو وہ کہے گی: تیری عزت کی قسم! بس، بس۔ اور وہ خود میں سکڑ سمٹ جائے گی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۳ الایمان والنذور: باب ۱۲ الحلف بعزۃ اللہ وصفاتہ وکلماتہ

۱۸۱۱ ــــ حدیث ابوسعید خدری ﷛: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (روز قیامت) موت کو ایک سفید مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور ایک منادی کرنے والا آواز دے گا: اے اہل جنت! جنتی اپنی گردن اٹھا اٹھا کر اسے دیکھیں گے ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ چونکہ انھوں نے اسے پہلے بھی دیکھا تھا اس لیے کہیں گے: ہاں یہ موت ہے۔ پھر وہ منادی کرنے والا دوزخیوں کو آواز دے گا۔ وہ بھی گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے تو ان سے پوچھے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ بھی چونکہ اسے پہلے دیکھ چکے ہوں گے اس لیے کہیں گے: ہاں یہ موت ہے۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائیگا اور منادی کرنے والا کہے گا: اے اہل جنت! اب زندگی ابدی ہے، اب موت نہ آئے گی۔ اور اے اہل جہنم! اب زندگی ابدی ہے، اب موت نہ آئے گی۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ مریم)

"اے محمد! اس حالت میں جب کہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں انھیں اس دن سے ڈراؤ جبکہ فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔"

غفلت میں یہ اہل دنیا ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۱۹- سورۃ مریم: باب ۱ قولہ (وانذرھم یوم الحسرۃ)

۱۸۱۲ ــــ حدیث ابن عمر ﷛: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو موت کو لا کر جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا، پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا، پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔ اے جنت والو! آج کے بعد موت

نہیں ہے، اور اے دوزخ والو! آج کے بعد موت نہیں ہے۔ اس اعلان سے اہلِ جنت کی خوشی اور مسرّت میں اضافہ ہوگا اور اہلِ دوزخ کے رنج و غم میں اضافہ ہوگا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۱ صفة الجنة والنار

۱۸۱۳ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ ایک تیز رفتار سوار ان پر تین دن تک چل سکے گا۔[۱]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۵۱ صفة الجنة والنار

۱۸۱۴ ــــ حدیث حارثہ بن وہب خزاعی ﷺ: حضرت حارثہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: کیا میں تم کو اہلِ جنت کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر وہ شخص جو کمزور اور عجز و انکسار والا ہو جسے لوگ بھی حقیر اور ذلیل سمجھیں لیکن وہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھالے تو اللہ اس کو سچّا ثابت کر دے۔ اور کیا میں تم کو دوزخیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر جھگڑالو، کنجوس (یا موٹا اور مٹک کر چلنے والا یا ٹھنگنا اور بڑے پیٹ والا) مغرور و متکبّر شخص۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۶۸ ـ سورة القلم ـ باب ۱
(عتل بعد ذٰلك زنیم)

۱۸۱۵ ــــ حدیث عبداللہ بن زمعہ ﷺ: حضرت عبداللہ بن زمعہؓ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سُنا۔ آپؐ نے (حضرت صالح ع کی) اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (اِذِ انۡۢبَعَثَ اَشۡقٰىهَا ⑫ الشمس) "جب اس قوم کا سب سے زیادہ شقی آدمی بپھر کر اٹھا"۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اونٹنی کی کونچیں کاٹ کر اسے ہلاک کرنے اٹھا تھا، وہ بڑا طاقت ور، شریر، فسادی اور اپنے قبیلے میں بڑا مُنہ زور تھا جیسا کہ ابوزمعہ تھا۔ پھر آپؐ نے عورتوں کا ذکر کیا اور فرمایا: تم میں سے بعض لوگ اپنی بیوی کو غلام کی مار مارتے ہیں اور پھر شاید اسی دن کے آخری حصّہ میں وہ اسے اپنے ساتھ لٹاتے ہیں (یہ طرزِ عمل نہایت نامناسب ہے) اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ کسی کے ہوا خارج کرنے (پادنے یعنی گوز کی آواز پیدا کرنے) پر ہنسنا بُری بات ہے کوئی شخص دُوسرے کی ایسی بات پر کیوں ہنسے جو وہ خود بھی کرتا ہے؟

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۹۱ ـ سُورة والشمس: باب ۱
حدثنا موسیٰ بن اسماعیل

---

[۱] مقصد یہ ہے کہ کافروں کے جسم کو اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ ان کو عذاب کی شدت بھی اسی قدر محسوس ہو اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ کافر کی ایک ڈاڑھ کوہ اُحد کے برابر ہوگی۔ یہ سب باتیں ممکن ہیں اور مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم اطلاع دے رہے ہیں اس لیے ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ نوویؒ۔

١٨١٦ ـــــ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عَمرو بن عامر بن لُحَیِّ خزاعی کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے بُتوں کے نام کی منّت مان کر اُونٹنی کو کھُلا چھوڑنے کی مُشرکانہ رسم شروع کی تھی۔

أخرجه البخاري في: كتاب ٦١ المناقب: باب ٩ قصة خزاعة

باب ١٤: دنیا کے فنا ہونے اور قیامت کے دن سب انسانوں کے اکٹھا کیے جانے کا بیان

١٨١٧ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے دن) لوگ جب اٹھائے جائیں گے تو سب ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے اور کسی کا ختنہ نہیں ہُوا ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مرد اور عورتیں (ننگے) سب ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: لوگ اتنی سخت مصیبت میں مبتلا ہوں گے کہ کسی کو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کا خیال ہی نہ آئے گا۔

أخرجه البخاري في: كتاب ٨١ الرقاق: باب ٤٥ كيف الحشر

١٨١٨ ـــــ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا: تم قیامت کے روز اٹھو گے تو ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ کیے ہوئے ہوگے جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے: (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ) "ہم نے شروع میں انسان کو جیسا پیدا فرمایا تھا پھر ویسا ہی کر دیں گے"۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جسے کپڑے پہنائے جائیں گے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ نیز آپ نے فرمایا: اس دن میری اُمّت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا پھر انھیں بائیں بازو والے لوگوں میں شامل کر دیا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا: تم کو معلوم نہیں انھوں نے تمھارے بعد کیا نئی نئی باتیں پیدا کر لی تھیں تو میں وہی بات کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہی (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ المائدہ)

"میں اسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔ جب آپ نے مجھے واپس بُلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔ اب اگر آپ انھیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔"

پھر مجھ سے کہا جائے گا: یہ لوگ (آپؐ کے بعد) مُرتد ہو گئے تھے اور پھر ہمیشہ اسی حالت میں رہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۵ کیف الحشر

۱۸۱۹ ــــ **حدیث ابوہریرہ** ؓ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حشر کے دن لوگوں کے تین گروہ ہوں گے ایک گروہ تو راغبین و راہبین کا ہوگا۔ (دوسرے گروہ میں) کسی اونٹ پر دو سوار ہوں گے کسی اونٹ پر تین، کسی اونٹ پر چار اور کسی اونٹ پر دس سوار ہوں گے۔ باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی یہ آگ دوپہر کو بھی ان کے ساتھ ہی ٹھہرے گی جب یہ دوپہر کے وقت کہیں پڑاؤ کریں گے اور رات کو بھی ان کے ہی ساتھ رہے گی جب یہ کہیں رات گزاریں گے اور صبح کے وقت بھی ان کے ساتھ ہوگی جب یہ صبح کے وقت اٹھیں گے اور شام کو بھی ان کے ساتھ ہوگی جب شام کا وقت ہوگا (یعنی یہ لوگ جہاں اور جس حال میں ہونگے آگ ان کے ساتھ رہے گی اور ان کا پیچھا نہ چھوڑے گی)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۵ کیف الحشر

باب ۱۵: روزِ قیامت کی ہولناکی کا بیان

۱۸۲۰ ــــ **حدیث عبداللہ بن عمر** ؓ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس دن لوگ ربِّ کائنات کے حضور کھڑے ہوں گے۔ اس دن کیفیت یہ ہوگی کہ بعض لوگ اپنے کانوں کے نصف تک اپنے ہی پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۸۳۔ سورۃ (وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ)

۱۸۲۱ ــــ **حدیث ابوہریرہ** ؓ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اس قدر پسینہ آئے گا کہ زمین میں ستر گز تک پسینہ بہہ رہا ہوگا اور مُنہ اور کانوں تک پسینہ ہی پسینہ ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۷ قول اللہ تعالیٰ (الایظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم)

باب ۱۶: میّت کو اس کا جنّت یا دوزخ کا ٹھکانا دکھائے جانے کا بیان نیز عذابِ قبر کا اور عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کا ثبوت

۱۸۲۲ ــــ **حدیث عبداللہ بن عمر** ؓ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کو (روزانہ) صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو اس کو جنتیوں کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اگر وہ دوزخیوں میں سے ہے (تو اسے دوزخیوں کا ٹھکانا دکھایا جاتا

ہے) پھر کہا جاتا ہے: یہ ہے تیرا اصل مقام جہاں تجھے اس کے بعد پہنچنا ہے جب اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۹۰ المیت یعرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی

۱۸۲۳ ـــ حدیث ابوایوب رضی اللہ عنہ: حضرت ابوایوبؓ انصاری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے ایسے وقت جب سورج غروب ہو چکا تھا اور آپؐ نے کوئی آواز سنی تو فرمایا: کسی یہودی کی آواز ہے جسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸۸ التعوذ من عذاب القبر

۱۸۲۴ ـــ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندے کو جب قبر میں اتار کر اس کے ساتھی واپس لوٹتے ہیں اور وہ ابھی ان کی جوتیوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے، اسی وقت اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اور اسے بٹھا لیتے ہیں اس کے بعد اس سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں: تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے؟ چنانچہ اگر وہ مومن ہے تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: دیکھو، یہ تھا تمہارا جہنم کا ٹھکانا جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اب تم کو جنت میں قیام گاہ عطا فرما دی ہے۔ اور وہ اپنے دونوں ٹھکانوں کو دیکھ لیتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸۷ ماجاء فی عذاب القبر

۱۸۲۵ ـــ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ: حضرت براءؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مومن کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس کے پاس (منکر نکیر) آتے ہیں تو پھر وہ گواہی دیتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہی دراصل اس آیۂ کریمہ کے معنی ہیں: "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (ابراہیم - ۲۷)" ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۳ الجنائز: باب ۸۷ ماجاء فی عذاب القبر

۱۸۲۶ ـــ حدیث ابوطلحہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوطلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن قریش کے سرداروں میں سے چوبیس افراد کے متعلق حکم دیا اور ان کو بدر کے ایک گندے اور ناپاک کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔
نبی کریم ﷺ کا دستور تھا کہ آپؐ جب کسی قوم پر فتح حاصل کرتے تو اسی مقام پر تین راتوں تک قیام فرمایا کرتے تھے چنانچہ جب غزوۂ بدر کا تیسرا دن ہوا تو آپؐ نے اپنی سواری لانے کا حکم دیا اور اس پر کاٹھی کسی گئی۔ پھر آپؐ روانہ ہوئے اور صحابہ کرامؓ بھی آپؐ کے ساتھ چل پڑے ـــ صحابہ کرام کا خیال تھا کہ آپؐ کسی کام سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ ـــ حتیٰ کہ آپؐ اس کنوئیں کے کنارے جا کر ٹھہر گئے اور آپؐ نے ان (مقتول سرداروں) کو ان کے اپنے اور

ان کے باپوں کے ناموں سے مخاطب کر کے فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا تم کو اب یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت کی ہوتی؟ یقیناً ہم نے تو اس وعدے کو جو ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا سچا پایا، کیا تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا تم نے بھی اسے سچا پایا؟ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے جن میں رُوح نہیں کیا گفتگو فرمارہے ہیں؟ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: قسم اس کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے! جو میں ان سے کہہ رہا ہوں اس کو یہ مُردے تم سے زیادہ سُن اور سمجھ رہے ہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸ قتل ابی جھل

باب ۱۸: حساب کا بیان

۱۸۲۷ ـــــ حدیث عائشہ (رضی اللہ عنہا): اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں جب بھی کوئی ایسی بات سُنتی تھی جو معلوم نہ ہو تو میں نبی کریم (ﷺ) سے اس کے بارے میں سوال کر لیا کرتی تھی تاکہ میں اس بات کو پوری طرح سمجھ لوں. چنانچہ نبی کریم (ﷺ) نے (ایک مرتبہ) فرمایا: جس سے حساب لیا گیا وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ اُم المؤمنین کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا؟ (سَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿۸﴾ الانشقاق) "اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔"

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم (ﷺ) نے جواباً فرمایا: (اس سے مُراد حساب لیا جانا نہیں بلکہ) یہ تو صرف اعمال نامہ کا دکھایا جانا ہے لیکن جس پر بوقت حساب جرح کی جائے گی۔ وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۳ العلم: باب ۳۵ من سمع شیئًا فراجع حتی یعرفہ

۱۸۲۸ ـــــ حدیث ابن عمر (رضی اللہ عنہما): حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو عذاب ان سب لوگوں کو پہنچتا ہے جو اس وقت ان میں موجود ہوتے ہیں (یعنی نیک و بد سب کو) لیکن قیامت کے دن سب اپنے اپنے عملوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے (اور ہر شخص سے اس کے اپنے عملوں کا حساب لیا جائے گا)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۱۹ اذا انزل اللہ بقوم عذابًا

کتاب الفتن واشراط الساعۃ

فتنوں اور قیامت کی نشانیوں کا بیان

باب ۱: فتنوں کا قریب آنا اور یاجوج ماجوج کے بند کا کھلنا

۱۸۲۹— حدیث زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت زینبؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے ہاں گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ! خرابی ہے عرب کے لیے اس آفت سے جو قریب آگئی۔ آج یاجوج وماجوج کے بند میں اتنا شگاف پڑگیا ہے — یہ فرماتے وقت آپؐ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملاکر حلقہ بنایا (یعنی مقدار بتائی کہ اتنا شگاف پڑگیا ہے) — اُم المومنین حضرت زینبؓ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک ہوجائیں گے کہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! جب فسق وفجور کی کثرت ہوجائے گی (تونیکوں کی موجودگی بھی ہلاکت سے نہ بچاسکے گی)۔

أخرجه البخاري في: كتاب الانبياء: باب قصة ياجوج وماجوج

۱۸۳۰— حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج وماجوج کے بند میں اللہ نے اتنا شگاف ڈال دیا ہے اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے نوّے کا ہندسہ بنایا۔

أخرجه البخاري في: كتاب الانبياء: باب قصة ياجوج وماجوج

باب ۲: اس لشکر کے زمین میں دھنسنے کی پیش گوئی جو کعبہ پر حملے کے ارادے سے آئے گا

۱۸۳۱— حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لشکر کعبہ پر حملے کے ارادے سے آئے گا اور جب وہ ابھی مقام بیداء پر ہوگا تو ابتدا سے آخر تک سارا لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ سب شروع سے آخر تک کیسے دھنس جائیں گے جب کہ ان میں بازار والے بھی ہوں گے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان میں شامل نہ تھے؟ آپ نے فرمایا کہ (اس وقت) شروع سے آخر تک سب دھنسا دیے جائیں گے بعد ازاں جب اٹھیں گے تو اپنی

اپنی نیت کے مطابق اٹھیں گے (مجرموں کو سزا ملے گی اور بے گناہوں کو علحدہ کر دیا جائے گا)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۳۴ البیوع: باب ۴۹ ما ذکر فی الاسواق

باب ۳: فتنے اس طرح نازل ہوں گے جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں

۱۸۳۲ — حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ: حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک اونچے مکان پر چڑھے اور فرمایا: کیا تم کو وہ کچھ نظر آتا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمھارے گھروں کے درمیان میں فتنہ و فساد برپا ہونے کے مقامات کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کا قطرہ گرنے کی جگہ نظر آتی ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدینه: باب ۸ آطام المدینه

۱۸۳۳ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایسے فتنے برپا ہوں گے کہ اس وقت بیٹھا ہوا شخص کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو شخص ان فتنوں کو جھانک کر بھی دیکھے گا فتنہ اسے کھینچ لے گا اس وقت جس کو کوئی پناہ گاہ میسر آ جائے اسے چاہیے کہ اس میں چھُپ کر بیٹھ رہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوّة فی الاسلام

باب ۴: جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا تلوار سے کرتے ہیں؟

۱۸۳۴ — حدیث ابوبکرة رضی اللہ عنہ: احنف بن قیسؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اس ارادے سے نکلا کہ اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی مدد کروں تو مجھے راستے میں حضرت ابوبکرہؓ ملے اور پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے بتایا کہ اس شخص کی مدد کے لیے جا رہا ہوں۔ کہنے لگے: لوٹ جاؤ! کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے: جب دو مسلمان آپس میں تلوار سے لڑتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قاتل کا جہنم میں جانا تو ظاہر ہے لیکن مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ وہ خود بھی تو اپنے مقابل کو قتل کرنے کا خواہشمند تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۲۲ المعاصی من امر الجاهلية

۱۸۳۵ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک کہ (مسلمانوں کے) دو بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں گے ان دونوں گروہوں کے درمیان شدید جنگ ہوگی جبکہ دونوں کا دعوی ایک ہی ہوگا[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوّة فی الاسلام

---

[1] یعنی دونوں گروہ خود کو حق پر سمجھتے ہوں گے اور دونوں کا دعوی یہ ہوگا کہ وہ اسلام کے لیے لڑ رہے ہیں۔ جیسا کہ عصر اول میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی لڑائی کے موقع پر دونوں کا دعوی یہی تھا۔ مترجم

باب ۶ : نبی کریم ﷺ کا قیامت تک ہونے والی تمام باتوں کی خبر دینا

۱۸۳۶ ــــ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ ﷺ نے قیامت برپا ہونے تک وقوع پذیر ہونے والی تمام باتوں کا اس طرح ذکر فرمادیا کہ کوئی بات بیان ہونے سے نہ رہ گئی۔ جان لیا ان باتوں کو اس نے جس نے یاد رکھا اور نہ جانا وہ جس نے ان کو بھلا دیا (یعنی کچھ لوگوں نے اس خطبہ میں بیان کردہ باتوں کو سمجھا اور یاد رکھا اور کچھ نے بھلا دیا) اور اب میری یہ کیفیت ہے کہ اگر میں آپ ﷺ کی بیان کردہ باتوں میں سے کسی فراموش شدہ بات کو وقوع پذیر ہوتے دیکھتا ہوں تو میں اسے اس طرح پہچان لیتا ہوں جیسے کوئی شخص کسی ایسی چیز کو دیکھ کر پہچان لیتا ہے جسے اس نے پہلے دیکھا تھا لیکن نظروں سے اوجھل ہو جانے کی وجہ سے بھول گیا تھا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۸۲ القدر : باب ۴ (وکان امر اللہ قدرًا مقدورًا)

باب : اس فتنہ کا ذکر جو سمندر کی موجوں کی مانند بپھر کر آئے گا

۱۸۳۷ ــــ حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے پوچھا: تم میں سے کس شخص کو نبی کریم ﷺ کا وہ ارشاد یاد ہے جو آپ ﷺ نے فتنے کے بارے میں فرمایا تھا؟ میں نے کہا: مجھے یاد ہے اور بعینہٖ اسی طرح یاد ہے جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اس سلسلہ میں بہت جرأت مند ہو۔ میں نے کہا: انسان کا وہ فتنہ جس میں وہ اپنے گھر، مال، اولاد اور ہمسایہ کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے اس کا کفارہ تو نماز، روزے، صدقہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس فتنہ کے متعلق نہیں پوچھا تھا، میری مراد اس فتنے سے تھی جو سمندر کی موجوں کی مانند بڑھتا چلا آئے گا۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں، آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: وہ دروازہ کھلے گا یا ٹوٹے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹوٹے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ پھر کبھی بند نہ ہو گا ــــ

(حدیث کے ایک راوی کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے کے متعلق جانتے تھے (کہ کون ہے)؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! اسی طرح جانتے تھے جیسے اس بات کو جانتے تھے کہ کل صبح کے آنے سے پہلے رات ضرور آئے گی ــــ میں نے ان سے ایک صحیح حدیث بیان کی تھی جس میں کسی قسم کا شبہ نہیں تھا ــــ (راوی کہتے ہیں) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہیبت کی وجہ سے ہم آپ سے مزید نہ پوچھ سکے تو ہم نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے کہا اور انھوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا: وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹ مواقیت الصلاۃ : باب ۴ الصلاۃ کفارۃ

باب ۸: قیامت نہیں برپا ہوگی جب تک کہ فرات کے نیچے سے سونے کا ایک پہاڑ نہ برآمد ہوگا

۱۸۳۸ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب دریائے فرات خشک ہو جائے گا اور اس کے نیچے سے سونے کا ایک خزانہ برآمد ہوگا۔ لہٰذا جو شخص اس وقت موجود ہو (اور اس خزانے کو دیکھے) اسے چاہیے کہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۲۴ خروج النار

باب ۱۴: قیامت برپا نہ ہوگی جب تک سرزمینِ حجاز سے ایک آگ برآمد نہ ہوگی

۱۸۳۹ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سرزمینِ حجاز سے ایک آگ برآمد نہ ہوگی جس کی روشنی اس قدر زیادہ ہوگی کہ اس کی وجہ سے بصریٰ[1] میں اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۲۴ خروج النار

باب ۱۶: فتنہ مشرق میں اس جگہ ہے جہاں سے شیطان کے دونوں سینگ طلوع ہوتے ہیں

۱۸۴۰ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق کی طرف رُخ کر کے فرماتے سنا: یاد رکھو فتنہ اس طرف ہے جہاں سے شیطان کے سینگ طلوع ہوتے ہیں[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۱۶ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ من قبل المشرق

---

[1] بصریٰ، شام کا مشہور شہر ہے اس کا نام شہر حوران بھی ہے دمشق سے اس کا فاصلہ تین پڑاؤ ہے۔ مترجم

[2] آپ نے مشرق کا رُخ کر کے اس لیے فرمایا تھا کہ اس وقت اہلِ مشرق سب کافر تھے علاوہ ازیں ابتدائی دَور میں جتنے فتنے پیدا ہوئے مثلاً جنگِ جمل، جنگِ صفین اور خوارج وغیرہ کا خروج۔ یہ سب مشرق کی جانب سے یعنی سرزمینِ نجد و عراق اور اس کے نواح سے شروع ہوئے۔ مترجم

بابؔ : قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک قبیلۂ دوس ذوالخلصۃ کی پرستش نہ کرنے لگے گا

۱۸۴۱ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک قبیلۂ دوس کی عورتیں (پوجا کے لیے) ذوالخلصۃ کا طواف نہ کرنے لگیں گی۔

"ذوالخلصۃ" قبیلۂ دوس کا بُت تھا جس کی یہ لوگ زمانۂ جاہلیت میں پُوجا کیا کرتے تھے۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹۲ الفتن : باب ۲۳ تغییر الزمان حتی یعبدوا الاوثان

باب ۱۸ : قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک فتنہ وفساد کی وجہ سے حالت یہ نہ ہوجائے گی کہ ایک زندہ شخص جب کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو آرزو کرے گا کہ کاش! اس قبر میں اس مُردے کی بجائے میں ہوتا!

۱۸۴۲ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ (فتنہ وفساد کی وجہ سے) حالت یہ نہ ہو جائے گی کہ جب کوئی زندہ شخص کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو یہ تمنا کرے گا کہ کاش اس قبر میں اس مُردے کی جگہ میں ہوتا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۹۲ الفتن : باب ۲۲ لاتقوم الساعۃ حتی یغبط اھل القبور

۱۸۴۳ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعبہ کو اجاڑے گا حبشہ کا دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ایک شخص۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۲۵ الحج : باب ۴۷ قول اللہ تعالی (جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام)

۱۸۴۴ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ قبیلۂ قحطان سے ایک شخص نہ اٹھے گا جو (اتنا طاقت ور ہو جائے گا کہ) لوگوں کو اپنی لاٹھی سے (جدھر چاہے گا) ہانکے گا۔

اخرجہ البخاری فی : کتاب ۶۱ المناقب : باب ۷ ذکر قحطان

۱۸۴۵ ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہیں کرو گے جن کی جوتیاں بالوں کی ہوں گی۔ اور قیامت قائم

نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہیں کرلو گے جن کے چہرے چپٹی ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۹۶ قتال الذین ینتعلون الشعر

۱۸۴۶ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریش میں سے یہ قبیلہ[1] لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: تو اس کے سلسلہ میں ہمارے لیے آپؐ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: کاش ایسا ہوسکتا کہ لوگ ان سے کنارہ کش رہیں[2]۔ (ان کا ساتھ نہ دیں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

۱۸۴۷ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسریٰ (شاہنشاہِ ایران) ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد اب کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر بھی یقیناً ہلاک ہوجائے گا۔ پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور تم ان دونوں کے خزانے فی سبیل اللہ تقسیم کرو گے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۵۷ الحرب خدعۃ

۱۸۴۸ ــــ حدیث جابر بن سمرہ ؓ: حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد پھر کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اور قسم اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! یقیناً تم ان دونوں (کسریٰ اور قیصر) کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۷ فرض الخمس: باب ۸ قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم

۱۸۴۹ ــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: تم سے یہودی جنگ کریں گے پھر تم ان پر غلبہ حاصل کرلو گے اور حالت یہ ہوجائے گی کہ پتھر آواز دے کر کہیں گے: اے مسلمان! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہُوا ہے اس کو قتل کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

۱۸۵۰ ــــ حدیث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں برپا ہوگی جب تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجّال (مکّار فریبی) نہ پیدا ہولیں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوۃ فی الاسلام

---

[1] اس قبیلے سے مُراد بنی امیہ کا قبیلہ ہے۔ مرتب

[2] ارشاد کا انداز ظاہر کرتا ہے کہ ایسا ہوگا نہیں لیکن ایسے موقع پر جب مسلمان مسلمانوں سے لڑرہے ہیں صحیح طریق کار یہی ہے کہ مسلمان لڑنے والوں میں سے کسی کا ساتھ نہ دیں۔ مترجم

باب ۱۹: ابن صیّاد کا ذکر

۱۸۵۱ ـــــ حدیث عبداللہ بن عمر ؓ: حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ ابن صیّاد کی جانب گئے تو اسے بنی مغالہ کے قلعہ کے قریب بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پا لیا۔ اس وقت تک ابن صیّاد بلوغ کے قریب پہنچ چکا تھا ــــ جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو اس کو ہمارے آنے کا پتہ نہ چلا، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کی پیٹھ ٹھونکی۔ پھر آپؐ نے اس سے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ یہ سن کر ابن صیّاد نے نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھا پھر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اُمیوں کے رسُولؐ ہیں۔ پھر ابن صیّاد نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا آپؐ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: تجھے کیا نظر آتا ہے؟ ابن صیّاد کہنے لگا: میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے معاملہ الجھ گیا اور سچ جھوٹ تجھ پر مشتبہ ہو گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تیرے لیے ایک بات چھپا کر رکھی ہے (بھلا بتا وہ کیا ہے؟)۔ ابن صیّاد کہنے لگا: وہ درخ ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ذلیل کہیں کا! تو اپنی اوقات سے نہ بڑھ سکا۔ (یعنی کاہن لوگ اسی قدر جان سکتے ہیں جتنا تو نے جانا۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ دُخان کا خیال فرمایا تھا یعنی یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ تو ابن صیّاد کو اس میں سے کچھ حصے کا پتہ چلا اور کچھ نہ جان سکا) اس موقع پر حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اسے قتل کر دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہی دجّال ہے (جس کو آنا ہے) تب تو تم اس پر غلبہ نہ پاسکو گے اور اگر وہ نہیں ہے تو اس کو قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۵۶ الجهاد: باب ۱۷۸ کیف یعرض الاسلام علی الصبی

۱۸۵۲ ـــــ حدیث ابن عمر ؓ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت اُبیّ بن کعب ؓ اس نخلستان کی جانب روانہ ہوئے جہاں ابن صیّاد رہتا تھا حتیٰ کہ جب اس باغ میں داخل ہو گئے تو نبی کریم ﷺ کھجور کے تنوں کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ چاہتے تھے کہ اس سے پہلے کہ ابن صیّاد آپؐ کو دیکھے، آپؐ اس کی کچھ باتیں اس کی غفلت کی حالت میں سُن لیں۔ اس وقت ابن صیّاد اپنے بستر پر ایک چادر اوڑھے چت لیٹا ہوا تھا اور اس چادر کے اندر سے ناقابلِ فہم دھیمی دھیمی آواز آ رہی تھی۔ جس وقت نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے کے پیچھے چھپ رہے تھے ابن صیّاد کی ماں نے آپؐ کو دیکھ لیا اور اسے آواز دی: اے صاف! (یہ ابن صیّاد کا نام تھا) یہ آواز سن کر ابن صیّاد تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اس

---

[۱] اس نے "اُمیوں کے رسول" اس لیے کہا کہ وہ خود یہودیوں میں سے تھا یعنی اہلِ کتاب میں سے تھا اور اہلِ کتاب عربوں کو اُمّی کہتے تھے گویا اس نے آپ کے رسول ہونے کی تصدیق تو کی لیکن آپؐ کی رسالت پر ایمان نہ لایا۔ مرتبؒ

کی ماں اسے مطلع نہ کر دیتی تو ہمیں اس کے متعلق حقیقت حال معلوم ہو جاتی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۷۸ کیف یعرض الاسلام علی الصبی

۱۸۵۳ ــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (حدیث نمبر ۱۸۵۲ سے پیوستہ) اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے لیے خطبہ ارشاد فرمایا: پہلے اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثنار کی پھر دجّال کا ذکر کیا اور فرمایا: میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو حتیٰ کہ حضرت نوح ؑ نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا لیکن میں تم کو اس کے متعلق ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جان لو کہ وہ کانا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد: باب ۱۷۸ کیف یعرض الاسلام علی الصبی

باب ۲۰: دجّال[1] کا حلیہ اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوگا اس کا بیان

۱۸۵۴ ــــ حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن جناب نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے سامنے مسیح دجّال کا ذکر کیا اور فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے جبکہ مسیح دجّال یقیناً داہنی آنکھ سے کانا ہے اس کی یہ آنکھ ابھرے ہوئے انگور کی مانند نمایاں نظر آئے گی۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۸ (واذکر فی الکتاب مریم)

۱۸۵۵ ــــ حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو نبی بھی مبعوث ہوا اس نے اپنی قوم کو کانے اور جھوٹے دجال سے ضرور ڈرایا اور یاد رکھو وہ کانا ہوگا اور تمھارا ربِ کریم کانا نہیں ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا "کافر"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن: باب ۲۶ ذکر الدجال

۱۸۵۶ ــــ (حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ) عقبہ بن عمرو نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ ہمیں وہ حدیثیں نہ سنائیں گے جو آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے: جب دجّال کا ظہور ہوگا تو اس کے ساتھ پانی بھی ہوگا اور آگ بھی، لیکن ہوگا یہ کہ جس چیز کو لوگ آگ دیکھیں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جسے وہ بظاہر ٹھنڈا پانی دیکھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی لہٰذا تم میں سے جس کو دجّال سے واسطہ پڑے اسے چاہیے کہ خود کو اس میں ڈالے جو دیکھنے میں آگ نظر آئے اس لیے کہ وہ میٹھا اور ٹھنڈا (پانی) ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۵۰ ما ذکر عن بنی اسرائیل

---

[1] دجّال کا مادہ دجل ہے جس کے معنیٰ مغالطہ اور فریب کے ہیں۔ دجّال سے مراد وہ شخص ہے جو قربِ قیامت میں ظہور پذیر ہوگا اور خدائی کا دعویٰ کریگا۔ اسے کئی قسم کی غیر معمولی قوتیں حاصل ہوں گی اور یہ سب کچھ اہلِ ایمان کے امتحان کے لیے ہوگا۔ مترجم

۱۸۵۷ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷛: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو دجّال کے بارے میں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی؟ واقعہ یہ ہے کہ وہ کانا ہوگا اور اس کے پاس خود ساختہ جنّت اور دوزخ ہوں گے لیکن جسے وہ جنت کہے گا وہ دوزخ ہوگی اور میں تم کو اس سے اسی طرح ڈراتا ہوں جس طرح اس سے حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔[1]

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۳ قول اللہ عزوجل (ولقد ارسلنا نوحًا الی قومه)

باب ۲۱: دجّال کا بیان اور یہ کہ دجّال مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا وغیرہ

۱۸۵۸ ــــ حدیث ابوسعید خدری ﷛: حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے دجال کے بارے میں بہت طویل گفتگو کی، جو کچھ آپؐ نے بیان فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ دجال کے لیے مدینہ کے کوچہ و بازار میں داخلہ چونکہ حرام کر دیا گیا ہے اس لیے وہ مدینہ کے ان علاقوں سے جو پتھریلے ہیں کسی ایک علاقہ میں آئے گا تو اس کے پاس ایک شخص جائے گا جو اس وقت مدینہ کے لوگوں میں سب سے بہتر ہوگا ــــ یا آپؐ نے فرمایا: مدینہ کے اچھے لوگوں میں سے ایک ہوگا ــــ اور جا کر اس سے کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیث میں ذکر فرمایا ہے۔ دجّال لوگوں سے کہے گا: تمہارا کیا خیال ہے! اگر میں اس شخص کو قتل کر دوں اور پھر زندہ کر دوں تو کیا تم کو پھر بھی میرے بارے میں شک رہے گا؟ وہ کہیں گے: نہیں! چنانچہ دجال اس شخص کو پہلے قتل کرے گا پھر زندہ کر دے گا۔ جب دجال اسے زندہ کرے گا تو وہ شخص کہے گا: خدا کی قسم! مجھے اتنا نور بصیرت پہلے کبھی حاصل نہیں ہوا تھا جتنا آج ہوا ہے تو دجال کہے گا: اسے قتل کر دو کیونکہ میں اس پر غلبہ نہیں پا سکتا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدینة: باب ۹ لا یدخل الدجال المدینة

۱۸۵۹ ــــ حدیث مغیرہ بن شعبہ ﷛: حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے دجّال کے

---

[1] امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ قاضی عیاضؒ نے کہا ہے: یہ احادیث جو دجال کے سلسلہ میں آئی ہیں اس بات کی دلیل ہیں کہ دجال ایک مخصوص شخص ہوگا جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لے گا اور اسے ایسے بہت سے امور پر قدرت عطا فرمائے گا جن کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے مثلاً مُردوں کو زندہ کرنا، اس کے دور میں ہر قسم کی خوش حالی کا میسر آنا، اس کے پاس جنت اور دوزخ کا موجود ہونا، دنیا کے خزانوں پر اسے اختیار حاصل ہونا، اسے یہ قدرت بھی حاصل ہونا کہ آسمان کو حکم دے اور بارش برسنے لگے اور زمین اس کے حکم کے مطابق جو وہ چاہے اُگائے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے وقوع پذیر ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس سے یہ قدرت سلب کر لے گا اور وہ ناکام و نامراد ہو جائے گا۔ اور اسے حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے۔ جو اہل ایمان ہوں گے ان کو اللہ تعالیٰ خود حق و صداقت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور منافقین اس کے جال میں پھنس کر ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوں گے یہی اہل سنت اور تمام محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ مرتب

متعلق جتنا میں نے دریافت کیا اور کسی نے نہیں کیا۔ اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا: تم کو اس سے کیا نقصان پہنچے گا؟

میں نے عرض کیا: اس لیے (ڈرتا ہوں) کہ لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا: ہوگی، لیکن اللہ کے ہاں اس کی ذرا بھی وقعت نہیں۔ یعنی جو کچھ اس کے پاس ہے اس کے ذریعے سے وہ مومنوں کو گمراہ نہ کر سکے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن : باب ۲۶ ذکر الدجال

باب ۲۳: دجّال کا ظہور اور اس کا زمین پر ٹھہرنا

۱۸۶۰ ــــ حدیث انس بن مالک ؓ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دجال نہ جائے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے، ان دونوں شہروں کا کوئی کوچہ و بازار ایسا نہیں جس پر ملائکہ صف بستہ اس کی حفاظت نہ کر رہے ہوں۔ پھر مدینہ اپنے رہنے والوں کو تین جھٹکے دے گا جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ مدینہ میں سے ہر کافر اور منافق کو نکال باہر کرے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۲۹ فضائل المدینة : باب ۹ لا یدخل الدجال المدینة

باب ۲۶: قُربِ قیامت کا بیان

۱۸۶۱ ــــ حدیث ابن مسعود ؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جن لوگوں پر ان کے جیتے جی قیامت برپا ہوگی وہ دنیا کے بدترین لوگ ہوں گے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۹۲ الفتن : باب ۵ ظهور الفتن

۱۸۶۲ ــــ حدیث سهل بن سعد ؓ: حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اپنی درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے برابر والی انگلی کو ملا کر دکھاتے ہوئے فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح متصل بھیجا گیا ہے۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر : باب ۷۹ سورة (والنازعات)

۱۸۶۳ ــــ حدیث انس ؓ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے (جیسے ہاتھ کی یہ دونوں انگلیاں یعنی آپؐ نے انگوٹھے کے برابر والی اور درمیانی انگلی ایک دوسرے سے ملا کر دکھائیں)۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۳۹ قول النبی صلی الله علیه وسلم بعثت انا والساعة کهاتین

باب ۲۷: دونوں صوروں کے پھونکے جانے کے درمیان کس قدر وقفہ ہوگا

۱۸۶۴ ـــ حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دونوں صوروں کے پھونکے جانے کے مابین چالیس ہوں گے"۔ کسی نے پوچھا: کیا چالیس دن؟ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نہیں بتا سکتا۔ پوچھا: چالیس مہینے؟ کہا: میں نہیں بتا سکتا۔ پوچھا: چالیس سال؟ کہا: میں نہیں بتا سکتا۔ (حضرت ابوہریرہؓ نے روایت جاری رکھتے ہوئے کہا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر آسمان سے اللہ تعالیٰ پانی برسائے گا جس کے اثر سے لوگ اس طرح اُگیں گے جیسے سبزہ اُگتا ہے۔ انسان کے جسم کی ہر چیز گل کر راکھ ہو جائے گی سوائے ایک ہڈی کے اور وہ عجب الذنب[1] ہے۔ اسی ہڈی سے قیامت کے دن مخلوق کو دوبارہ جوڑا جائے گا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: باب ۷۸ سورة عمّ یتساءلون

---

[1] عجب الذنب۔ اس ہڈی کو کہتے ہیں جہاں سے جانور کی دُم پھوٹتی ہے۔ اسی کو ہندی میں ڈھڈی کہتے ہیں اور یہی ریڑھ کی ہڈی کہلاتی ہے۔ یہ ہڈی انتہائی سخت اور ناقابلِ تحلیل ہوتی ہے۔ ویسے بھی یہ ہڈی انسانی جسم کے لیے مرکزی حیثیت کی حامل ہے اور پورے جسم کا توازن اسی سے قائم ہے۔ مترجم

کتاب الزھد و الرقائق

دُنیا سے نفرت دلانے اور دل کو نرم کرنے والی احادیث کا بیان

۱۸۶۵ ـــــ حدیثِ انس بن مالک ﷛: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں جن میں سے دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے - تین چیزیں جو ساتھ جاتی ہیں یہ ہیں:

① مُردے کے اہل و عیال

② اس کا مال اور

③ اس کے اعمال

چنانچہ اہل و عیال اور مال تو واپس لوٹ آتے ہیں اور عمل باقی رہ جاتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۴۲ سکرات الموت

۱۸۶۶ ـــــ حدیث عمرو بن عوف انصاری ﷛: حضرت عمروؓ بن عوف جو کہ بنی عامر بن لوئی کے حلیف اور غزوۂ بدر کے شرکاء میں سے ہیں، کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح ﷛ کو بحرین بھیجا تاکہ وہاں سے جزیہ وصول کرکے لے آئیں نبی کریم ﷺ نے اہل بحرین سے صلح کرلی تھی اور ان پر حضرت علا بن حضرمیؓ کو امیر بنا دیا تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ بحرین سے مال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کے بارے میں سُن لیا اور صبح کی نماز میں سب نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمع ہوئے اور جب حضرت ابو عبیدہؓ نماز سے فارغ ہو کر واپس جانے لگے تو انصار نے ان سے اشارے کنائے میں پوچھنے کی کوشش کی (کہ آپ مال لے آئے) یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا: میرا خیال ہے تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہؓ کچھ لائے ہیں۔ انصار کہنے لگے: بے شک یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا: تمھارے لیے خوش خبری ہے اور امید رکھو تم کو وہی ملے گا جس سے تم خوش ہوگے۔ لیکن بخدا! مجھے تم پر فقر کا خوف نہیں ہے بلکہ میں جس بات سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم کو بھی اسی طرح دنیا کی فراخی اور خوش حالی میسر نہ آجائے جس طرح تم سے پہلی امتوں کو میسر آئی تھی اور تم بھی دنیا کی رغبت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے

کی کوشش میں لگ جاؤ جیسے تم سے پہلی اُمتوں کے لوگ لگ گئے اور یہ دنیا تم کو بھی اسی طرح ہلاک کر دے جیسے اس نے ان کو ہلاک کیا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۵۸ الجزیة : باب ۱ الجزیة والموادعة مع اھل الحرب

۱۸۶۷ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی ایسے شخص کو دیکھے جسے مال اور تخلیق میں تم پر برتری عطا کی گئی ہو تو اسے چاہیے کہ ایسے لوگوں پر بھی نظر ڈالے جو اس سے کم تر ہوں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۸۱ الرقاق : باب ۳۰ لینظر الی من ھو اسفل منه ولا ینظر الی من ھو فوقه

۱۸۶۸ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا کہ بنی اسرائیل کے تین اشخاص کو جن میں ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا۔ چنانچہ ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، یہ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: تجھے سب سے زیادہ کیا چیز محبوب ہے؟ اس نے جواب دیا: خوبصورت رنگ اور حسین جلد اور یہ کہ میری یہ بیماری دُور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اس کی وہ بیماری دُور ہو گئی اور اسے خوبصورت جلد اور حسین رنگ مل گیا پھر فرشتے نے پوچھا: تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا: اونٹ۔ چنانچہ اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں دے دی گئیں اور فرشتہ نے اسے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت عطا فرمائے۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: تجھے سب سے زیادہ کیا چیز محبوب ہے؟ اس نے جواب دیا: خوبصورت بال اور یہ کہ میری یہ بیماری دُور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اس کی بیماری دُور ہو گئی اور اسے خوبصورت بال مل گئے۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا: تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا: گائیں۔ چنانچہ اس نے اسے حاملہ گائیں دے دیں اور دعا دی کہ اللہ تعالےٰ تیرے اس مال میں برکت عطا فرمائے۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا: تجھے سب سے زیادہ کیا چیز محبوب ہے؟ اس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھیں لوٹا دے جس سے میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اسے بینا کر دیا۔ فرشتے نے اس سے پوچھا: تجھے کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں۔ چنانچہ اسے حاملہ بکریاں دے دیں۔

پھر ہُوا یہ کہ اُونٹنیوں اور گائیوں نے بھی بچے دیے اور بکریوں کے بھی اتنے بچے ہوئے کہ کوڑھی کے پاس اونٹوں کا میدان، گنجے کے پاس گائیوں کا گلہ اور اندھے کے پاس بکریوں کا ریوڑ ہو گیا۔

پھر وہی فرشتہ اپنی اسی شکل وصورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ایک مسکین آدمی ہوں ـــــ دوران سفر تمام ذرائع سے محروم ہو چکا ہوں اور اب حالت یہ ہے کہ میں اپنے گھر تک بھی اللہ کی اور تمھاری مدد کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔ میں تم سے اس ذات کے نام پر جس نے تم کو خوبصورت جلد، رنگ روپ اور مال عطا فرمایا ہے' ایک اُونٹ مانگتا ہوں جس کی مدد سے میں اپنے گھر تک پہنچ سکوں۔ کوڑھی نے جواب دیا: میری ذمہ داریاں اور اخراجات بہت ہیں (اس لیے میں تم کو کچھ نہیں دے سکتا) فرشتے نے کہا: غالباً میں تمھیں جانتا ہوں، کیا تم کوڑھی نہ تھے کہ لوگ تم سے نفرت کیا کرتے تھے؟ اور کیا تم غریب نہ تھے پھر تم کو اللہ تعالیٰ نے یہ مال عطا فرمایا؟ اس نے کہا: یہ مال تو مجھے نسلاً بعد نسل وراثت میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمھیں پھر پہلے جیسا کر دے۔

اس کے بعد فرشتہ اپنی پہلی شکل وصورت میں گنجے کے پاس گیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا چنانچہ اسے بھی فرشتے نے بد دعا دی کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے پھر پہلے جیسا کر دے۔

پھر فرشتہ اپنی پہلی صورت میں اندھے کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں ایک مسکین اور مسافر ہوں اور میرا زادِ راہ ختم ہو گیا ہے اور آج میں اپنے گھر تک اللہ کی اور تیری مدد کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔ میں تجھ سے اس ذات کے نام پر جس نے تیری بینائی لوٹائی ہے' سوال کرتا ہوں تو مجھے ایک بکری دے جس کے سہارے میں اپنا سفر طے کر سکوں۔ اندھے نے کہا: میں نابینا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا فرمائی۔ مَیں فقیر تھا اللہ تعالےٰ نے مجھے مال دار کر دیا، اس کے شکرانے میں میری طرف سے تجھے اختیار ہے کہ جو تیرا جی چاہے لے لے۔ خدا کی قسم! آج تو جو چیز بھی اللہ کے نام پر لے گا مَیں تجھے منع نہ کروں گا۔

فرشتے نے کہا: تمہارا مال تمھیں مُبارک ہو یہ تو صرف امتحان تھا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہے اور تمھارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا۔

اخرجه البخاري في: ۶۰ كتاب الانبياء: ۵۱ باب حديث ابرص واقرع واعمى في بني اسرائيل

۱۸۶۹ ـــــ حديث سعد رضی اللہ عنہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی[1] اور ہم نے ایسی حالت میں بھی راہِ خدا میں جہاد کیا جب کہ ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ تھا سوائے جبلہ اور سمر کے پتوں[2] کے' اور حالت یہ تھی کہ ہم ان دنوں ایسا پاخانہ کرتے تھے جو بکری کی مینگنیوں کی مانند

---

[1] ہجرت کے پہلے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا تھا جو سریۂ عبیدۃ رضی اللہ عنہ بن حارث بن مطلب کہلاتا ہے یہ لڑائی مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان پہلی لڑائی ہے اس سریہ میں آپؐ نے کچھ مسلمان مقام رابغ کی جانب روانہ کیے تھے تاکہ مشرکوں کے قافلے کی نگرانی کریں تو اس موقع پر دونوں طرف سے تیر اندازی ہوئی تھی اور یہی وہ موقع ہے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے اسلام کی طرف سے پہلا تیر چلایا۔ مرتبؒ

[2] جبلہ اور سمر دونوں جنگلی درخت ہیں۔ مرتبؒ

ہوتا تھا اور اس میں کچھ اور ملا نہ ہوتا تھا (خاص پتے ہوتے تھے) اور اس کے باوجود آج یہ بنی اسد مجھے میرے اسلام پر سزا دلوانا چاہتے ہیں[1] اگر ایسا ہو گیا تو میں نامراد ہوا اور میرا کیا دھرا اکارت گیا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۷ کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه وتخليهم من الدنيا،

۱۸۷۰ — حديث ابوہریرہ ؓ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! آلِ محمدؐ کو اسی قدر روزی عطا فرما جو ان کے گزارے کے لیے کافی ہو۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۷ کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه

۱۸۷۱ — حديث عائشہ ؓ: امّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مدینہ میں آنے کے بعد آلِ محمدؐ نے کبھی تین دن تک مسلسل گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی اور جناب نبی کریم ﷺ کی وفات تک یہی حالت رہی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۰ الاطعمة: باب ۲۳ ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه یاکلون

۱۸۷۲ — حديث عائشہ ؓ: امّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آلِ محمدؐ نے جس دن بھی دو کھانے کھائے ان میں ایک کھانا ضرور کھجور ہوتا تھا۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۱۷ کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه

۱۸۷۳ — حديث عائشہ ؓ: امّ المومنین حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ حضرت عروہؓ سے کہا: اے بھانجے! ہم ایک چاند دیکھتے دوسرا چاند دیکھتے، اسی طرح دو مہینوں میں تین چاند نظر آجاتے اور اس مدت میں نبی کریم ﷺ کے گھروں میں آگ نہ جلتی۔

(عروہؓ کہتے ہیں) میں نے کہا: خالہ جان! پھر آپ کیا کھاتے تھے؟ امّ المومنینؓ نے کہا: دونوں سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی۔ ہاں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعض انصاری ہمسائے جن کے پاس دودھیل

---

[1] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب بنی سعد نے آپ کی امارت کوفہ کے زمانے میں حضرت عمرؓ سے آپکی شکایت کی تھی اور کہا تھا کہ آپ نماز ٹھیک طرح نہیں پڑھاتے اس کے علاوہ آپ کے بعض اور کاموں پر بھی انھیں اعتراض تھا تو آپ نے کہا تھا کہ یہ لوگ حضرت عمرؓ سے میرے اسلام کے بارے میں شکایت کر کے مجھے سزا دلوانا چاہتے ہیں حالانکہ میں وہ شخص ہوں جس نے اسلام کی طرف سے سب سے پہلا راہِ خدا میں تیر چلایا اور انتہائی مشکل حالات میں جہاد کیا تو اب جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اگر سچ ہے تو میرے تمام اعمال اور اسلام کے لیے میری ساری خدمات برباد گئیں۔ مرتب

جانور تھے وہ نبی کریم ﷺ کے لیے ان کا کچھ دُودھ بھیج دیا کرتے تھے اور وہ دُودھ آپ ہم کو پلا دیتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۵۱ الهبة : باب ۱ الهبة وفضلها والتحريض عليها

۱۸۷۴ ـــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت تک ہم دو سیاہ چیزوں یعنی کھجور اور پانی سے سیر ہُوا کرتے تھے۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۷۰ الاطعمة : باب ۴۱ من اكل حتى شبع

۱۸۷۵ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے خاندان نے کبھی تین دن مسلسل سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی اور آپؐ کی وفات تک یہی حالت رہی۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۷۰ الاطعمة : باب ۱ قول الله تعالىٰ (كلوا من طيبات ما رزقناكم)

باب: اگر مغضوب لوگوں کی بستیوں میں سے گزرو تو روتے ہُوئے گزرو

۱۸۷۶ ـــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں (کی بستیوں) کے قریب جن پر عذاب نازل ہُوا، مت جاؤ البتہ یہ کہ جب وہاں جاؤ تو روتے ہوئے جاؤ اور اگر رو نہیں سکتے تو وہاں مت جاؤ کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔[1]

اخرجه البخاری فی : كتاب ۸ الصلاة : باب ۵۳ الصلاة فی مواضع الخسف والعذاب

۱۸۷۷ ـــ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ارضِ ثمود یعنی علاقہ حجر میں اُترے اور انھوں نے وہاں کے کنوؤں میں سے پانی نکالا اور اس سے آٹا گوندھا، تو نبی کریم ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ کنوئیں میں سے جو پانی نکالا ہے اسے بہا دیں اور اس پانی سے جو آٹا گوندھا ہے وہ اونٹوں کو کھلا دیں، اور انھیں حکم دیا کہ اُس کنوئیں میں سے پانی نکال کر پئیں جس میں سے (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔

اخرجه البخاری فی : كتاب ۶۰ الانبياء : باب ۱۷ قول الله تعالىٰ (والى ثمود اخاهم صالحًا)

باب ۲: بیوہ، بے سہارا عورتوں اور مسکینوں، یتیموں کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم

۱۸۷۸ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص

---

[1] یہ ارشاد آپؐ نے اس وقت فرمایا تھا جب تبوک جاتے وقت مسلمانوں کا گزر مقام حجر سے ہُوا جو قوم ثمود کی بستی تھی اور ان پر عذاب نازل ہوا تھا۔ مرتب

بیوہ اور بے سہارا عورتوں، مسکینوں اور یتیموں کی خدمت وبہبود کے لیے کوشش کرتا ہے وہ ان لوگوں کی مانند ہے جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں یا ان لوگوں کی مانند ہے جو دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے ہیں [1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۹ النفقات: باب ۱ فضل النفقة علی الاھل

باب ۳: مسجد بنانے کا ثواب

۱۸۷۹ ـــ (حدیث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) عبید اللہ خولانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو اس وقت جب لوگوں نے مسجد نبویؐ کی تعمیر کے سلسلہ میں اعتراض کیا، یہ کہتے سنا: تم نے بہت باتیں بنا لیں حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ جس شخص نے مسجد بنائی اور اس کام سے اس کی نیت خالصتاً رضاء الٰہی کا حصول ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸ الصلاۃ: باب ۶۵ من بنی مسجداً

باب ۵: ریا (نمود و نمائش) حرام ہے

۱۸۸۰ ـــ حدیث جندب رضی اللہ عنہ: حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے نیک کام لوگوں کو سُناتا ہے اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت اس کی نیتِ فاسدہ) لوگوں کو سنائے گا۔ اور جو اپنی نیکیاں لوگوں کو دکھاتا ہے اللہ تعالیٰ (اس کا عذاب روزِ قیامت) لوگوں کو دکھائے گا۔[2]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۳۶ الریاء والسمعة

باب ۶: زبان کی حفاظت کرنے کا حکم

۱۸۸۱ ـــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: انسان بسا اوقات کوئی کلمہ زبان سے نکال بیٹھتا ہے جس کے بارے میں وہ یہ نہیں سوچتا کہ اس کا مفہوم اور نتیجہ کیا ہوگا اور اسی ایک کلمہ کی وجہ سے پھسل کر آگ میں اتنی دور اتر جاتا ہے جتنا فاصلہ ایک مشرق سے دوسرے مشرق تک ہے (یا مشرق سے مغرب تک ہے)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۱ الرقاق: باب ۲۳ حفظ اللسان

[1] یعنی ان کا ثواب اور مرتبہ بھی ان بڑی بڑی نیکیاں کرنے والوں کی طرح ہے۔ مرتبؒ

[2] حافظ منذریؒ نے لکھا ہے کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص نیک اعمال لوگوں کو دکھانے اور نام و نمود کے لیے کرتا ہے اور ان کا اشتہار دیتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی بدنیتی کا راز لوگوں پر ظاہر کر دے گا اور اسے ذلیل وخوار ہونا پڑے گا اور اسے سب کے سامنے عذاب دیا جائے گا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص جس کو وہ دنیا میں نیک خیال کرتے تھے اپنی ریاکاری اور بدنیتی کی وجہ سے اس عذاب کا مستحق ہے۔ مرتبؒ

باب: اس شخص کا عذاب جو دوسروں کو نیک کام کرنے کی نصیحت کرتا ہے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا اور بُرے کام سے روکتا ہے لیکن خود بُرا کام کرتا ہے

۱۸۸۲ــــ حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ: حضرت اسامہ بن زید سے کہا گیا: کیا اچھا ہوتا کہ آپ فلاں شخص (مُراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) کے پاس جاتے اوران سے بات کرتے۔ کہنے لگے: تمھارا خیال ہے کہ کیا میں ان سے اسی وقت بات کرسکتا ہوں جب تم کو سناؤں؟ میں ان سے علیحدگی میں بات کروں گا۔ ایسے طریقہ پر کہ کسی فتنے کا دروازہ نہ کھلے اور فتنے کا دروازہ کھولنے والا پہلا شخص میں نہ ہوں اور نہ میں کسی شخص کو اس کے بعد سے جب سے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے محض اس بنا پر کہ وہ مجھ پر امیر مقرر ہوگیا ہے' یہ کہتا ہوں کہ وہ خیر الناس ہے (سب سے اچھّا ہے) لوگوں نے کہا: آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ارشاد فرماتے سُنا ہے؟ کہنے لگے: میں نے آپؐ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا اور اس کی آنتیں پھسل کر آگ میں جا پڑیں گی تو وہ ان کو لے کر اس طرح چکر کاٹے گا جیسے گدھا خراس چلاتے وقت اس کے گرد چکر کاٹتا ہے لہٰذا اہل جہنم اس کے گرد جمع ہوجائیں گے اور پوچھیں گے: اے شخص! تمھیں کیا ہوا ہے؟ کیا تم نیک کام کرنے اور بُرے کام نہ کرنے کی نصیحت نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ کہے گا: ہاں! میں تم کو نیک کام کرنے کی نصیحت کیا کرتا تھا لیکن خود نیک کام نہیں کرتا تھا اور تم کو بُرے کاموں سے منع کیا کرتا تھا لیکن خود بُرے کام کیا کرتا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۰ صفة النار و انها مخلوقة

باب: انسان کو اپنے پوشیدہ گناہوں کا پردہ فاش نہیں کرنا چاہیئے

۱۸۸۳ــــ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: میری تمام اُمت کے گناہ بخشے جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جو اپنے گناہوں کا پردہ خود فاش کرتے ہیں[1] اور یہ بھی بے ہودگی اور بے حیائی ہے کہ آدمی رات کے وقت کوئی بُرا کام کرے اور صبح کے وقت اٹھے تو اس کے گناہ پر اللہ تعالیٰ نے تو پردہ ڈال رکھا ہو لیکن وہ خود لوگوں سے کہتا پھرے: اے شخص! میں نے کل رات یہ اور یہ بُرے کام کیے۔ گویا اس کے رب نے تو (جو ہر بات سے باخبر ہے اور جو ہر چیز دیکھتا ہے۔)

---

[1] یعنی علی الاعلان سب کے سامنے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہیں اور نہ بندوں سے' یا وہ جو گناہ کرنے کے بعد خود اس کا اشتہار دیتے ہیں گویا اپنے جرم پر فخر کرتے ہیں۔ مترجم

اس کی پردہ پوشی فرمائی تھی لیکن وہ صبح اٹھتا ہے اور اللہ کے ڈالے ہوئے پردے کو خود کھول دیتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۶۰ ستر المومن علیٰ نفسہ

باب ۹: چھینکنے والے کو "یرحمك اللہ" کہنے اور جماہی لینے کی کراہت کا بیان

۱۸۸۴ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو شخصوں کو چھینک آئی تو آپؐ نے ایک کے لیے "یَرحَمُكَ اللہ" (اللہ تجھ پر رحم فرمائے) کہا اور دوسرے کیلیے نہ کہا۔ آپؐ سے عرض کیا گیا (کہ آپؐ نے ایسا کیوں کیا؟) تو آپؐ نے فرمایا: اس نے (جس کے لیے آپؐ نے یرحمک اللہ کہا) "الحمد للہ" کہا تھا اور اس دوسرے نے "الحمد للہ" نہیں کہا تھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۱۲۳ الحمد للعاطس

۱۸۸۵ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جماہی شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا تم میں سے جب کسی کو جماہی آئے تو حتی المقدور اسے دفع کرنے کی کوشش کرے[1]

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۱ صفۃ ابلیس وجنودہ

باب ۱۱: چوہے کا ذکر، چوہا مسخ شدہ نسل ہے

۱۸۸۶ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا، کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گیا، اور میرا خیال ہے کہ ہو نہ ہو چوہے وہی (نسل) ہیں کیونکہ ان کے آگے جب اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو نہیں پیتے اور جب بکریوں کا دودھ رکھا جاتا ہے تو پی لیتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث کعب احبار کو سنائی تو انھوں نے مجھ سے پوچھا: کیا یہ بات آپ نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اور جب انھوں نے مجھ سے یہی سوال کئی بار کیا تو میں نے کہا: تو کیا میں تورات پڑھتا[2]

---

[1] "جماہی شیطان کی طرف سے ہے" کا مفہوم یہ ہے کہ جماہی اس وقت آتی ہے جب آدمی مرغن غذائیں بے اعتدالی کے ساتھ اور ضرورت سے زیادہ کھاتا ہے جس کی وجہ سے نفس انسانی ثقل محسوس کرتا ہے اور حواس مکدر ہو جاتے ہیں تو جماہی علامت کے طور پر ابھرتی ہے اور دفع کرنے کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ایسے اسباب و عوامل سے پرہیز کرے جو جماہی کا باعث بنتے ہیں مثلاً پُرخوری اور آرام طلبی وغیرہ۔ اور ایک معنی یہ بھی ہیں کہ حتی المقدور روکے اور جب نہ رکے تو جماہی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لے تاکہ شیطان کا مقصد (کہ وہ منہ میں داخل ہو یا انسان کی صورت بگڑے) پورا نہ ہو۔ مرتب

[2] اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے کہ آیا مسخ شدہ قوم کی نسل جاری رہتی ہے یا نہیں ابواسحاق، زجاج، ابن عربی اور ابوبکر رحمہم اللہ کا خیال ہے کہ موجودہ بندر بنی اسرائیل کے مسخ شدہ گروہ کی نسل میں سے ہیں اور وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن (باقی اگلے صفحہ پر)

ہوں ؟ (کہ اس میں سے دیکھ کر یہ بات کہہ رہا ہوں)۔

أخرجه البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۵ خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال۔

باب ۱۲: مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا

۱۸۸۷ — حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈنگ نہیں کھاتا (یعنی ایک بار تلخ تجربہ ہو جانے کے بعد دوبارہ اسی غلطی کو نہیں دہراتا مومن میں کم از کم اتنی فراست ضرور ہونی چاہیے)۔

أخرجه البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۸۳ لا یلدغ المومن من جحر مرتین۔

باب ۱۴: کسی کی اتنی زیادہ تعریف کرنا منع ہے جس سے اس کے مغالطہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو

۱۸۸۸ — حدیث ابوبکرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوبکرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے کسی شخص کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا: تم نے بُرا کیا، تم نے تو اپنے دوست کی گردن کاٹ دی۔ یہ بات آپ نے کئی بار دہرائی۔ پھر فرمایا: تم میں سے جسے ضرور ہی اپنے بھائی کی تعریف کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ اس طرح کہے: میں خیال کرتا ہوں جبکہ حقیقتِ حال تو اللہ ہی جانتا ہے اور میں اللہ کے مقابلے میں کسی کی پاک بازی ثابت نہیں کر رہا محض میرا خیال ہے کہ وہ ایسا اور ایسا ہے اور یہ باتیں بھی صرف اس صورت میں کہے جبکہ اس کے بارے میں ذاتی طور پر جانتا ہو۔

أخرجه البخاری فی: کتاب ۵۲ الشهادات: باب ۱۶ اذا زکی رجل رجلاً کفاه

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ مسخ شدہ گروہ کی نسل باقی نہیں رہتی اور نہ آگے چلتی ہے اور ان کا استدلال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرتا یا اس پر عذاب نازل فرماتا ہے تو اس عذاب یافتہ قوم کی نسل باقی نہیں رہنے دیتا۔

حضرت ابوہریرہؓ کا یہ جواب دینا کہ کیا میں تورات پڑھتا ہوں؟ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تورات یا تلمود میں اس قسم کی کوئی بات مذکور ہو گی اور حضرت کعبؒ احبار — جو پہلے یہودی اور تلمود و تورات کے بڑے عالم تھے — کو معلوم ہو گی اور انھوں نے جب یہ بات حضرت ابوہریرہؓ کی زبان سے سنی تو انھیں گمان گزرا کہ ہو سکتا ہے حضرت ابوہریرہؓ نے یہ بات تورات میں سے پڑھ کر یا کسی سے سن کر بیان کر دی ہو، اسی لیے انھوں نے بار بار سوال کیا کہ کیا آپ نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اور حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا تو کیا میں نے تورات میں سے پڑھ کر بیان کی ہے جب کہ میں تورات نہیں پڑھتا؟ - مرتب

۱۸۸۹ ـــــ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی کی تعریف بڑھا چڑھا کر کرتے سُنا تو آپؐ نے فرمایا: تم نے اسے ہلاک کر دیا۔ یا آپؐ نے فرمایا: تم نے اس شخص کی کمر توڑ دی۔

أخرجه البخاري في: كتاب ٥٢ الشهادات: باب ١٧ مايكره من الاطناب في المدح وليقل مايعلم

باب ۱۵: بڑی عمر والے کو (پہلے) دینے کا بیان

۱۸۹۰ ـــــ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں اسی وقت میرے پاس دو شخص آئے جن میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا اور میں نے وہ مسواک اسے دی جو اُن میں سے چھوٹا تھا تو مجھے کہا گیا: بڑے کو دو۔ چنانچہ میں نے وہ مسواک اسے دے دی جو بڑا تھا۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٤ الوضوء: باب ٧٤ دفع السواك الى الاكبر

باب ۱۶: بات اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر کرنے اور علم کو لکھنے کا بیان

۱۸۹۱ ـــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ گفتگو کرتے وقت بات اس طرح کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپؐ کی باتوں کو گننا چاہے تو گن لے۔

اخرجه البخاري في: كتاب ٦١ المناقب: باب ٢٣ صفة النبي صلى الله عليه وسلم

باب ۱۹: رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا واقعہ

۱۸۹۲ ـــــ (حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ): حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے باپ کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا اور انھوں نے میرے والد عازبؓ سے کہا کہ اپنے بیٹے کو میرے ساتھ بھیجو تاکہ یہ کجاوہ اٹھا کر میرے گھر پہنچا دے چنانچہ میں وہ کجاوہ اٹھا کر ان کے ساتھ چلنے لگا اور میرے والد بھی چلے تاکہ اس کی قیمت وصول کر لیں۔ اس وقت میرے باپ نے کہا: اے ابوبکرؓ مجھے اس دن کی کیفیت سناؤ جب آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

حضرت صدیقؓ نے کہا: اچھا۔ (یہ واقعہ اس طرح ہے کہ) ہم ساری رات چلے اور پھر صبح کے وقت بھی چلتے رہے حتیٰ کہ سورج خوب بلند ہو گیا اور دوپہر کا وقت آ گیا اور راستے اس قدر سنسان ہو گئے کہ ان میں کوئی راہ گیر نہیں چل رہا تھا۔ اس حالت میں ہمیں اپنے سامنے ایک طویل چٹان نظر آئی جس کا اچھا خاصا سایہ تھا، اور

اس جگہ دُھوپ نہ آتی تھی۔ ہم اس کے قریب اتر گئے اور میں نے اپنے ہاتھوں سے زمین ہموار کی تاکہ اس پر جناب نبی کریم ﷺ آرام فرمائیں اور اس جگہ پر کمبل بچھا دیا اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ آرام فرمائیں اور میں آپؐ کی حفاظت کی غرض سے اطراف کا جائزہ لینا اور نگرانی کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اُٹھ کر اردگرد کا جائزہ لینے لگا تو اچانک مجھے ایک گڈریا نظر آیا جو اپنی بکریاں لیے ہوئے اسی چٹان کی طرف آرہا تھا اور وہ بھی وہی چاہتا تھا جو ہم نے کیا تھا (یعنی اسی چٹان کے سایہ میں ٹھہرنا اور آرام کرنا چاہتا تھا) میں نے اس سے پوچھا: لڑکے تم کس کے غلام ہو؟ اس نے کہا: مدینے یا مکّے (راوی کو شک ہے) کے فلاں شخص کا غلام ہوں۔ میں نے پوچھا: تمھاری بکریوں کے تھنوں میں دُودھ ہے؟ کہنے لگا: ہاں۔ میں نے پوچھا: کیا تم دودھ دو گے؟ کہنے لگا: ہاں۔ پھر اس نے ایک بکری کو پکڑا میں نے کہا: اس کے تھنوں پر سے مٹی، بال اور میل کچیل جھاڑ کر صاف کرلو۔ (راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت حذیفہ کو دیکھا کہ وہ حدیث بیان کرتے وقت اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر اور جھاڑ کر دکھاتے تھے کہ اس طرح) چنانچہ اس نے ایک پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہ دیا اور میرے پاس چمڑے کا ایک ڈول تھا جو میں نے ساتھ لے لیا تھا تاکہ نبی کریم ﷺ کے لیے پانی رکھ لوں، جس میں سے آپ وضو کریں اور پیئیں۔ الغرض میں (وہ دودھ لے کر) نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ میں آپؐ کو جگانا پسند نہ کرتا تھا لیکن اتفاق ایسا ہُوا کہ جس وقت میں پہنچا اسی وقت آپؐ بیدار ہُوئے تھے۔ میں نے دودھ پر قدرے پانی ڈالا تاکہ وہ ٹھنڈا ہو جائے' اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! نوش فرمایئے۔ چنانچہ آپؐ نے سیر ہو کر تناول فرمایا کہ میرا جی خوش ہو گیا۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا ابھی روانگی کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ چنانچہ جب سُورج ڈھل گیا تو ہم روانہ ہو گئے۔ سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا تو میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسُولؐ اللہ! وہ لوگ ہم تک پہنچ گئے! آپؐ نے فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ توبة: ۴۰ "غم نہ کر' اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

پھر آپؐ نے اسے بد دعا دی تو اس کا گھوڑا سوار سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا حالانکہ وہ زمین سخت تھی تو سراقہ نے کہا: میرا خیال ہے تم دونوں نے مجھے بد دعا دی ہے (جس کے نتیجے میں یہ ہُوا ہے) لہٰذا اب میرے لیے دعا کرو (کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مصیبت سے نجات دے) اللہ تمھارے ساتھ ہے اور (اس کے صلہ میں) میں ہر اس شخص کو جو تمھاری تلاش میں آئے گا، تمھاری طرف آنے سے روک دوں گا۔ چنانچہ آپؐ نے اس کے لیے دعا کی اور وہ اس مصیبت سے نجات پا گیا اور جو بھی اسے راستہ میں ملتا اس سے کہتا: میں اس طرف اچھی طرح دیکھ بھال کر چکا ہوں وہ ادھر نہیں ہیں، اور ہر شخص کو واپس بھیج دیتا۔ حضرت صدیقؓ نے کہا: اور سراقہ نے اپنی بات پوری کی۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۲۵ علامات النبوة فی الاسلام

کتاب التفسیر

۱۸۹۳ ــــ حدیث ابوہریرہ ﷺ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ (وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ ۔ البقرہ - ۵۸) "بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا حطّة[1] حطّة حطّة ، لیکن انھوں نے حکم کے معنی میں تحریف کی ، سرین کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور (حطّةٌ کی بجائے) "حبّةٌ فی شعرة" (بالی میں دانہ) کہنے لگے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۰ الانبیاء : باب ۲۸ حدثنی اسحٰق بن نصر

۱۸۹۴ ــــ حدیث انس بن مالک ﷺ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر آپؐ کی حیاتِ طیبہ کے آخری دَور میں اللہ تعالیٰ نے پے درپے اور مسلسل وحی نازل فرمائی اور آپؐ کی وفات سے قبل آپؐ پر بہت زیادہ وحی نازل ہوئی اس کے بعد آپؐ کا وصال ہُوا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۶ فضائل القرآن : باب ۱ کیف نزول الوحی

۱۸۹۵ ــــ حدیث عمر بن الخطّاب ﷺ : حضرت عمر بن الخطابؓ سے ایک یہودی نے کہا : اے امیرالمومنین ! تمھاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم تلاوت کرتے ہو۔ کاش وہ آیت اگر ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن کو جس دن وہ نازل ہوئی عید کا دن بنا لیتے ۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا : وہ کون سی آیت ہے ؟ کہنے لگا : (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط المائدہ - ۳)

" آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو تمھارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے "۔

حضرت عمرؓ نے کہا : ہمیں وہ دن اچھی طرح معلوم ہے بلکہ وہ جگہ بھی جہاں یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی تھی ــــ وہ جمعہ کا دن تھا اور آپؐ مقام عرفات میں (خطبہ کے لیے) کھڑے تھے۔ (گویا جمعہ کا دن تو پہلے ہی مسلمانوں کے لیے عید کا دن ہے)۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۲ الایمان : باب ۳۳ زیادة الایمان ونقصانه

۱۸۹۶ ــــ حدیث عائشہ ﷺ : حضرت عروہ بن الزبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت

---

[1] حطة کے معنی ہیں : یہ معافی کا موقع ہے اور گناہ جھڑ رہے ہیں ۔ مرتب

عائشہؓ سے اس ارشاد باری تعالیٰ کے متعلق پوچھا : (وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ج النساء - ۳)

"اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین اور چار چار سے نکاح کر لو۔"

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کہا : بھانجے ! اس سے مراد وہ یتیم لڑکی ہے جو کسی ولی کے زیر کفالت و تربیت ہو اور وہ اپنے ولی کو اپنے مال میں شریک کر لے، پھر اس کے ولی کو اس کا مال اور جمال پسند آجائے اور ولی یہ چاہے کہ اس سے نکاح کر لے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ مہر کے معاملے میں انصاف کرے یعنی یہ چاہے کہ اس کو اتنا مہر نہ دے جتنا دوسری عورت کو دینا پڑتا۔ تو اس آیت میں اس بات سے منع کر دیا گیا کہ ایسی لڑکیوں کے ساتھ مہر کے معاملہ میں انصاف کیے بغیر نکاح نہ کیا جائے اور ولی اگر اس کے ساتھ نکاح کرے تو اسے بھی وہ پورا مہر ادا کرے جو زیادہ سے زیادہ اسے مل سکتا ہے اور یہ حکم دیا گیا کہ ان لڑکیوں کے علاوہ جو عورتیں تم کو پسند ہوں ان سے نکاح کر لو۔

ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد لوگوں نے پھر نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں فتویٰ طلب کیا تو یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی : (وَ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ ط قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ ط النساء - ۱۲۷)

لوگ تم سے عورتوں کے معاملے میں فتویٰ پوچھتے ہیں. کہو، اللہ تمھیں ان کے معاملہ میں فتویٰ دیتا ہے اور ساتھ ہی وہ احکام بھی یاد دلاتا ہے جو پہلے سے تم کو اس کتاب میں سنائے جا رہے ہیں یعنی وہ احکام جو ان یتیم لڑکیوں کے متعلق ہیں جن کے حق تم ادا نہیں کرتے اور جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو (یا لالچ کی بنا پر تم خود ان سے نکاح کر لینا چاہتے ہو) اور وہ احکام جو ان بچوں کے متعلق ہیں جو بے چارے کوئی زور نہیں رکھتے۔ اللہ تمھیں ہدایت کرتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو۔"

اور اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ کتاب میں اس کا حکم تمھارے لیے بیان ہو چکا ہے اس سے مراد وہ پہلی آیت ہے جس میں کہا گیا ہے : (وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ۔ النساء - ۳)

"اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان سے نکاح کر لو۔"

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دوسری آیت (۱۲۷) میں یہ جو فرمایا (وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ) اس سے مراد یہی ہے کہ اگر کسی کو اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی میں کسی قسم کی رغبت ہو یعنی اگر وہ مال و جمال میں کم تر ہو (تو یہ

رغبت کہ اس کا نکاح نہ ہو تاکہ کوئی اس کا سر دھرا پیدا نہ ہو جائے اور اس کا مال خود ہڑپ کر لیا جائے) اور اگر لڑکی صاحبِ مال وجمال ہو تو یہ رغبت کہ خود اس سے نکاح کر لیا جائے، دونوں صورتوں میں حکم یہ دیا گیا ہے کہ یتیم لڑکیوں سے انصاف کیا جائے اگر خود نکاح کرنا ہو تو دستور کے مطابق پورا پورا مہر ادا کریں اور اگر ان سے خود نکاح کرنے کی رغبت نہ ہو تو بھی انصاف کیا جائے اور کسی دوسری جگہ ان کا نکاح کر دیا جائے۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۷ الشرکة : باب ۷ شرکة الیتیم و اهل المیراث

۱۸۹۷ ــــ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ (وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ط النساء - ۶) "یتیم کا جو سرپرست مالدار ہو وہ پرہیزگاری سے کام لے اور جو غریب ہو وہ معروف طریقہ سے کھائے"۔

یہ آیۂ کریمہ یتیم کے ایسے ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یتیم کا نگراں ہو اور اس کے مال کی دیکھ بھال کرتا ہو وہ خود اگر فقیر ہو تو یتیم کے مال میں سے جائز اور دستوری طریقہ سے کھائے تو کوئی حرج نہیں۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۳۴ البیوع : باب ۹۵ من اجری امر الانصار علی ما یتعارفون بینهم

۱۸۹۸ ــــ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا : ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کہا، آیۂ کریمہ (وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا - النساء - ۱۲۸)

"جب کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رُخی کا خطرہ ہو"

ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کی بیوی موجود ہو لیکن وہ اس کی طرف زیادہ توجہ نہ دیتا ہو، اور چاہتا ہو کہ اُسے چھوڑ دے تو وہ عورت اس سے کہے میں تم کو اجازت دیتی ہوں کہ دوسری شادی کر لو[1]

اخرجه البخاری فی : کتاب ۴۶ المظالم : باب ۱۱ اذا حلله من ظلمه فلا رجوع منه

۱۸۹۹ ــــ (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما) : حضرت سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آیت کے مفہوم کے سلسلہ میں اہلِ کوفہ کے مابین اختلاف رائے ہو گیا تو میں حضرت ابنِ عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: آیۂ کریمہ (مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ۔ النساء - ۹۳) "جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے"۔ آخری آیت ہے جو اس سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اور اسے کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

اخرجه البخاری فی : کتاب ۶۵ التفسیر : ۴ سورة النساء : باب ۱۶ (ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءه جهنم)

---

[1] لیکن مجھے طلاق نہ دو کیونکہ طلاق اور جدائی سے بہتر یہ ہے کہ اس طرح باہم مصالحت کر لی جائے اور عورت اسی خاوند کے ساتھ رہے جس کے ساتھ وہ عمر کا ایک بڑا حصہ گزار چکی ہے۔ مترجم

۱۹۰۰ ـــــ حدیث ابن عباس (رضی اللہ عنہما) عبدالرحمٰن بن ابزی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے مندرجہ ذیل دو آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا:

(۱) (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ ۔ النساء ۔ ۹۳)

"جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے" اور

(۲) (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ الفرقان)

"جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں ـــــ یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا۔"

چنانچہ میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا: یہ دوسری آیت جب نازل ہوئی تو اہلِ مکہ نے کہا: کہ ہم نے تو شرک بھی کیا اور اس جان کو بھی قتل کیا جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اور بے حیائیوں کا ارتکاب بھی کیا (تو گویا ہم تو سیدھے جہنم میں جائیں گے اور بخشش کی کوئی سبیل نہیں) تو اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ الفرقان)

"الّا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو، اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو، ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور رحیم ہے۔"

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۲۵۔ سورة الفرقان: باب ۳ (یضاعف له العذاب یوم القیامة

۱۹۰۱ حدیث ابن عباس (رضی اللہ عنہما): حضرت ابن عباسؓ نے کہا: (وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۔ النساء ۔ ۹۴)

"اور جو تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے۔ اگر تم دنیوی فائدہ چاہتے ہو تو ....."

یہ آیۂ کریمہ اس موقع پر نازل ہوئی جب ایک شخص کو جس کے پاس کچھ بکریاں تھیں مسلمان ملے تو اس نے کہا: "السلام علیکم"۔ لیکن مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں لے لیں۔ آیۂ کریمہ میں عرض الحیوٰة الدنیا سے مراد اس کی یہ تھوڑی سی بکریاں ہی ہیں۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۴ سورة النساء: باب ۱۷ (ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا)

۱۹۰۲ ــــ حدیث براء رضی اللہ عنہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آیۂ کریمہ (وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا)

"یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں میں پیچھے کی طرف سے داخل ہوتے ہو نیکی تو اصل میں یہ ہے کہ آدمی اللہ کی ناراضگی سے بچے لہذا تم اپنے گھروں میں دروازے ہی سے آیا کرو"

ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ انصار کی عادت تھی کہ جب حج کر کے واپس آتے تو اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ گھر کے پچھلی جانب سے اندر جاتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر ایک انصاری حج کر کے آیا گھر میں دروازے کی جانب سے داخل ہو گیا اس کی اس بات پر اسے شرم دلائی گئی تو یہ آیت نازل ہوئی: (وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ البقرہ - ۱۸۹)

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۶ العمرۃ: باب ۱۸ قول اللہ تعالیٰ (وأتوا البیوت من ابوابھا)

۱۹۰۳ ــــ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیۂ کریمہ (إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ) کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت انسانوں کے اس گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جو جنوں میں سے کچھ اشخاص کی پوجا کیا کرتے تھے پھر وہ جن مسلمان ہو گئے لیکن انسانوں کا یہ گروہ ان کی عبادت سے چمٹا رہا تو یہ آیت نازل ہوئی: (أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ الاسراء - ۵۷)

"جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون ان سے قریب تر ہو جائے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۱۷- سورۃ بنی اسرائیل: باب ۷ (قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ)

باب ۵: سورۂ براءۃ، سورۂ انفال اور سورۂ حشر کی تفسیر

۱۹۰۴ ــــ (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما): حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۂ توبہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ سورۂ توبہ تو ذلیل کرنے والی ہے (کافروں اور منافقوں کو) اس سورت میں مسلسل ومنھم ومنھم (اور ان میں کوئی ایسا ہے جو یہ کہتا ہے اور ان میں سے کوئی یہ کہتا ہے) نازل ہو رہا ہے اور ایسا گمان ہوتا ہے کہ کسی کو نہیں چھوڑا جائے گا، سب کا ذکر کر دیا جائے گا۔ پھر میں نے آپ سے سورۂ انفال کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا یہ سورت غزوۂ بدر کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے سورۂ حشر کے متعلق پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سورت میں بنی نضیر کے بارے میں ذکر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۵ التفسیر: ۵۹- سورۃ الحشر: باب ۱ حدثنا محمد بن عبد الرحیم

باب ۶: شراب کی حُرمت نازل ہونے کا بیان

۱۹۰۵ ـــــ (حدیث عمر بن الخطاب ﷛): حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷛ نے منبر نبوی ﷺ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہُوا اس وقت شراب پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی:

۱۔ انگور ۲۔ کھجور ۳۔ گندم ۴۔ جَو اور ۵۔ شہد

خمر سے مُراد ہر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

علاوہ ازیں تین باتیں ایسی ہیں کہ میری شدید خواہش تھی کہ نبی کریم ﷺ ہم سے جُدا ہونے سے پہلے ان کے متعلق واضح احکام دے دیتے:

۱۔ دادا، ۲۔ لاوارث مرنے والا، اور ۳۔ سُود کی ایک قسم[1]۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۷۴ الاشربة: باب ۵ ماجاء فی ان الخمر ماخامر العقل من الشراب

---

[1] "الجد" یعنی دادا کی میراث کا مسئلہ کہ آیا دادا کی موجودگی میں بھائی محروم ہو جائے گا یا بھائی کی وجہ سے دادا کو میراث نہیں ملے گی یا اس صورت میں میراث دونوں کے درمیان تقسیم ہوگی۔ یہ مسئلہ چونکہ واضح نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں اہلِ علم کے مابین بہت اختلاف واقع ہو گیا ہے۔

۲۔ "کلالہ" سے مراد وہ شخص ہے جس کے مرتے وقت نہ اس کی اولاد موجود ہو اور نہ ماں باپ، البتہ بہن بھائی یا دُور کے رشتہ دار موجود ہوں۔ بعض کے نزدیک محض لاولد مرنے والے کو "کلالہ" کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر وقت تک اس معاملہ میں متردّد رہے لیکن عامۂ فقہاء نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس رائے کو تسلیم کر لیا کہ اس کا اطلاق پہلی صورت پر ہی ہوتا ہے اور خود قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۷۶ میں "کلالہ" کی بہن کو نصف ترکہ کا وارث قرار دیا گیا ہے حالانکہ اگر باپ زندہ ہو تو بہن کو سرے سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔

۳۔ سُود کی ایک قسم سے مراد "ربا الفضل" ہے۔

ربا کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ رباء نسیہ اور ۲۔ رباء الفضل۔

رباء نسیہ یہ ہے کہ ادھار دے کر اس پر نفع لیا جائے اور جس قدر ادھار کی مدّت بڑھتی جائے اتنا ہی سود بڑھ جائے اسی رباء کو بصراحت قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے سلسلہ میں علمائے وقت کے مابین کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔ ربا الفضل کے سلسلہ میں جو ارشاد نبوی ہے اس میں صرف چھ چیزوں کا ذکر ہے: ۱۔ سونا ۲۔ چاندی ۳۔ گیہوں ۴۔ جو ۵۔ کھجور ۶۔ نمک۔ باقی اشیاء کے سلسلہ میں علما نے اجتہاد سے کام لیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے سلسلہ میں علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ مرتب

باب: ارشاد باری تعالیٰ (هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ) کی تفسیر

۱۹۰۶۔ (حدیثِ ابوذر رضی اللہ عنہ): قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر کہتے سُنا کہ یہ آیۂ کریمہ (هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ - الحج ۱۹)

"یہ دو فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے۔"

اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو غزوۂ بدر کے دن صف سے نکل کر ایک دوسرے کے بالمقابل دست بدست لڑے تھے یعنی (مسلمانوں کی طرف سے) ۱۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۲۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۳۔حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ (اور کافروں کی طرف سے) ربیعہ کے دونوں بیٹے ۱۔عتبہ اور ۲۔شیبہ، اور ۳۔ولید بن عتبہ۔

اخرجه البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی: باب ۸ قتل ابی جهل

تم الکتاب والحمد للہ رب العٰلمین